وہی عزم جو تھا بلند

اقبال

ترتیب و تنظیم

فیضان جعفر علی

وہی عزمِ آجو تھا بلند

اقبال

مرتب

فیضان جعفر علی

نام کتاب: وہی عزمی جو تھا بلند اقبال

مرتب: فیضان جعفر علی

ناشر: ادارہ تحقیقات اردو و فارسی، پورہ معروف، کرتھی جعفر پور ضلع مئو، یو پی ۲۷۵۳۰۵-رابطہ 7388886628

طباعت: ۲۰۲۱ء

تعداد: ۳۰۰

قیمت: ۲۰۰ روپیہ

Name of the Book:
Wahi Azmi Jo Tha Buland Iqbaal
By: Faizan Jafar Ali
Pages: 192 Price: 200 Size: 23X36/16
ISBN:978-93-91105-11-2

ملنے کے پتے

۱-مدرسہ عقیلہ بنی ہاشم، مصاحب گنج، لکھنؤ-رابطہ 9807115132

۲-مشکوۃ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، لکھنؤ-رابطہ 9450766185

۳-فیضان جعفر علی، محلہ حسین آباد، کرتھی جعفر پور ضلع مئو-رابطہ 8874669937

۴-مولانا محمد رضی مہدوی، مدرسہ امام صادق، جلالپور-رابطہ 9648176007

Printed by:
Markazi Publications
Contactc: 9811794822

انتساب

والدین مولانا تفضّل مہدی مرحوم اور زبیدہ خاتون مرحومہ

کے

نام

جن کی دعاؤں نے

مجھے

علم و ادب کی خدمت کا موقع فراہم کیا

------- فیضان جعفر علی

مرحوم کی ایک یادگار تصویر
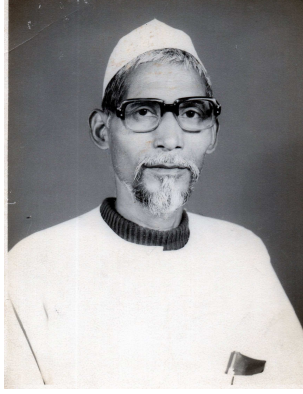
عاشق شبیر جو ہے وہ بشر مرتا نہیں موت آنے کو تو آتی ہے مگر مرتا نہیں
زندہ جاوید رہتا ہے ہمیشہ وہ بشر کیونکہ عشق آل احمد کا اثر مرتا نہیں
(عزمیؔ معروفی)

مختصر سوانحی کوائف

نام: اقبال مہدی
تخلص: عزمیؔ معروفی
ولادت: سن ۱۳۵۳ ہجری
وفات: ۲۵/شعبان ۱۴۴۰ ہجری
والد کا نام: جناب غلام ہارون مرحوم
والدہ کا نام: محترمہ خیر النساء مرحومہ
اولاد: چار بیٹے اور تین بیٹیاں
دلچسپی: مطالعہ و شاعری، سوزخوانی

فہرست

حصہ دوم: کلیات عزمیؔ

پیش لفظ

زندگی اور موت قدرت خداوندی کا جلوہ ہیں۔ جب انسان دنیا میں قدم رکھتا ہے تو خوشیوں کی لہر پورے خاندان میں دوڑ جاتی ہے۔ لیکن جب یہی انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس سے بچھڑ جانے کے غم میں خاندان والے تو مغموم و رنجیدہ ہوتے ہی ہیں ساتھ ہی جانے والے کا ذاتی، اخلاقی اور علمی اثر و تعلقات کے اعتبار سے غم و الم کا یہ دائرہ خاندان کی حدود سے نکل کر محلے، گاؤں، شہر اور قوم کو اپنے دامن میں لے لیتا ہے گویا جانے والا فضا کو ہی غمگین کر دیتا ہے اور فضا میں یہ آواز گونجنے لگتی ہے:

ع: اس کی رخصت نے ہمارا شہر سونا کر دیا

اقبال مہدی مرحوم کی شخصیت ایسی ہی خصوصیات کی حامل تھی جن کے جانے سے نہ صرف ایک نیک خصلت، نیک کردار، ایک اچھے انسان اور مومن کو پورہ معروف کی بستی نے کھو دیا بلکہ ان کے جانے سے ایک طرف گلشن عزا سونی سونی سی لگنے لگی تو دوسری طرف محفل مقاصدہ بھی سونی سونی نظر آنے لگی۔ اسی طرح روضے کی ڈیوڑھی پر سناٹا چھا گیا تو دوسری جانب مرحوم سے دعا کرانے والے اور تعویذ لکھوانے والے ہندو و مسلمان مرد و عورت کی صدائے گریہ بلند ہونے لگی۔ تعلیمی میدان میں معراج پانے والے ان کے شاگرد ایران، نجف اور سیریا کی مقدس سرزمینوں سے آہ و بکا کرنے لگے کہ آہ!

محبوب قوم عاشق یزداں نہیں رہا
صد حیف اپنے دور کا انساں نہیں رہا

یا یہ مصرع لوگوں کی زبان پر جاری ہو گیا:

ع: ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

اور پھر بھینی بھینی سی آواز میں ان دعائیہ کلمات کے ساتھ فضا بھی معطر ہونے لگی:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

زیر نظر کتاب ''وہی عزمیؔ جو تھا بلند اقبال'' جناب اقبال مہدی مرحوم کی تعزیت کے ساتھ ساتھ ان کی تکریم بھی ہے۔ ممکن ہے کہی ہوئی بات ذہنوں سے جلد محو ہو جائے مگر صفحہ قرطاس پر تحریر باتیں صدیوں تک باقی رہتی ہیں اور کئی نسلیں اس سے استفادہ کرتی ہیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی باہنر، باکردار اور مختلف الجہات شخصیتوں سے نسلوں کو آگاہ کیا جاتا رہے تاکہ آنے والی نسلیں انھیں تحریری باتوں کے ذریعہ اپنے بزرگوں کے کارناموں سے واقف ہوں اور ان کی روشنی میں مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کریں۔ باقیاتِ عزمیؔ کو دوام بخشنے کے لیے زیر نظر مجموعے کو زیور طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلے حصے میں موصوف کے سوانحی کوائف، علمی، مذہبی اور سماجی خدمات کے ذکر کے ساتھ متعدد تعزیتی مضامین اور تعزیتی اشعار کو شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں موصوف کے اشعار کو شامل کیا گیا ہے جس میں ان کے اشعار کی تمام اصناف نعت، نوحے، سلام، منقبت اور قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

زیر نظر کتاب کی تکمیل کے لیے ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے مضامین اور تعزیتی اشعار لکھے بالخصوص استاذ الاساتذہ مولانا ارشاد حسین معروفی صاحب قبلہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے علیل ہونے کے باوجود اس کتاب پر تقریظ لکھنے کا وقت نکالا، ساتھ ہی کتاب کے دوسرے حصے میں موجود تمام اشعار پر نظر ثانی کر کے اصلاح فرمائی۔ آخر میں جناب اقبال مہدی مرحوم کے بیٹوں، بیٹیوں اور اعزا و اقارب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب کی اشاعت کو یقینی بنانے میں ہر ممکن تعاون کیا۔

فیضان جعفر علی

۲۲ اپریل ۲۰۲۰ء

استاذ الاساتذہ مولانا ارشاد حسین معروفی

تقریظ

باسمہ تعالیٰ، الحمد لاھلہ و الصلوٰۃ علیٰ اھلھا، اما بعد:

تصنیف سے مصنف کی ذہنی سطح اور تخلیقی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے، اس لیے تبصرہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ذہنی کیفیت اور فنی وفکری حیثیت تک رسائی حاصل کرے تاکہ تخلیقات کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگا سکے نیز لازم ہے کہ وہ ادبی قدروں کا نبض شناس ہو تاکہ آسمانوں کی کشش کے ساتھ زمین کے حسن کو نظر انداز نہ کرے۔

مولوی اقبال مہدی عزمیؔ معروفی ایک متوسط اور متوازن فکر کے حامل تھے۔ ان کی شاعری میں متانت، سنجیدگی، سلاست و روانی کے ساتھ جذبے کی صداقت اور عقیدت کا خلوص کارفرما ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں جاذبیت اور کشش پیدا ہو گئی ہے جو قارئین کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ وہ حزنیہ لب ولہجہ کے شاعر ہیں اس لیے ان کے اشعار میں درد و کرب کی زیریں لہریں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ واقعات کربلا پر ان کی گہری نظر ہے، وہ جس کردار کو پیش کرتے ہیں اس کے نفسیاتی اثر سے خود بھی متاثر ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی متاثر کرتے ہیں مثلاً جناب علی اکبر (ع) کی رخصت آخر کی اس طرح منظر کشی کرتے ہیں:

ہوکر وداع رن کو تو اکبر چلے گئے اہل حرم میں آہ و فغاں دیر تک رہی

جب انجمن مظلومیہ کا قیام عمل میں آیا تو نوحوں کی ضرورت کا شدت سے احساس ہوا چنانچہ انھوں نے انجمن کے لیے بہت سے نوحے کہے اور خود بحیثیت صاحب بیاض اسے پڑھتے رہے۔ جب بڑھاپے کی وجہ سے طاقت نے جواب دے دیا تو یہ کام اپنے فرزند اکبر انصر حسین کے سپرد کیا۔ یہ نوحے آج بھی بیاض کی زینت ہیں اور ایام عزا میں بطور تبرک پڑھے جاتے ہیں۔ مرثیہ خوانی میں بھی ان کا ثانی نہیں تھا۔ وہ اپنی مثال آپ تھے۔

سنہ ۷۰ کی دہائی میں تنظیم المکاتب کی پہلی کانفرنس مظفرنگر میں منعقد ہوئی، مرحوم اس وقت مکتب امامیہ پورہ معروف کے منتظم تھے۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ سفر کا آغاز کیا۔ یہ ان کی شاعری کا ابتدائی دور تھا۔ راستے میں انھوں نے اپنا کلام سنایا اور خوب سنایا، میں نے اس پر تبصرہ کیا۔ ہم دونوں کے درمیان دیر تک ان کے کلام پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا جس سے یہ فائدہ ہوا کہ معانی کے مختلف گوشے سامنے آئے اور وہاں بھی ذہن پہنچا جہاں اس سے پہلے نہیں پہنچا تھا۔ وہ ممنون ہوئے اور اس گفتگو میں طویل مسافت آسانی سے طے ہوگئی۔

مکتب امامیہ پورہ معروف تنظیم کے مکاتب میں سرفہرست ہے۔ ایک بار مکتب کے پروگرام میں انھوں نے ایک نظم پڑھی جس کے دو اشعار درج ذیل ہیں:

مکتب ہے یا کہ ہے یہ کھلا جعفری چمن بچے ہیں اس میں مثل گل تر جگہ جگہ
محدود اس کا نام فقط ہند تک نہیں چرچا ہے اس کا ملک کے باہر جگہ جگہ

عزمیؔ کی شاعری نصف صدی پر محیط ہے۔ انھوں نے منقبت کے بہت سے پھول کھلائے مگر شاعری کو کبھی پیشہ نہیں بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ وطن کے تمام پروگراموں میں تو شرکت کرتے رہے لیکن بیرون وطن اس کے لیے سفر کرنے سے ہمیشہ گریز کیا۔ ان کی شاعری عقیدت وخلوص پر مبنی ہے۔ تشبیہات واستعارات کا نادر استعمال ان کی شاعری میں ملتا ہے مگر مصرع کی تضمین میں جو ان کو کمال حاصل تھا وہ انھیں کا حصہ ہے۔ ایک بار پورہ معروف کے بازار میں کپڑے کا ایک بینر لٹکایا گیا جس میں درج ذیل مصرع کے ساتھ پروگرام کی تاریخ کا اعلان تھا:

ع: غار حرا سے پھیلی ہے اقرا کی روشنی

آپ نے اس زمین میں دس اشعار پر مشتمل ایک نعت لکھی جس کے دو اشعار نذر قارئین ہیں:

کتنی حسیں ہے گنبد خضریٰ کی روشنی ہے محو دید عرش معلیٰ کی روشنی
روح الامیں ہیں لائے اسے آسمان سے ''غار حرا سے پھیلی ہے اقرا کی روشنی''

۱۳ر رجب کے موقع پر صدر عزا خانے میں ہمیشہ طرحی محفل کا انعقاد ہوا کرتا تھا، چند برسوں سے اسے غیر طرحی بزم کی شکل دے دی گئی ہے۔ ایک بار ایسا مصرع نکالا گیا جس میں استفہام وتخاطب

کا انداز تھا اس لیے عزمی صاحب نے ایک عدالت قائم کی اور خود جدار کعبہ کو شاہد عینی بنایا اور حلف کے ساتھ اس سے گواہی کا اس طرح مطالبہ کیا:

خدا کا واسطہ تجھ کو اے شاہد عینی
ع: جدار کعبہ بتا در نیا بنا کیسے؟

امام حسن علیہ السلام کی صلح کے تعلق سے ایک طرح نکالی گئی۔ آپ نے اس پر کتنی حسین تضمین لگائی:

قلب باطل کو ڈسا کرتی ہے ناگن کی طرح
ع: صلح کی تیغ میں جھنکار کہاں ہوتی ہے

سید الشہدا کا ایوان کتنا عظیم الشان ہے۔ آج بھی سلاطین زمانہ سلطان کربلا کی چوکھٹ پر سلطنت کی بھیک مانگنے آتے ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ عزمیؔ صاحب اس مفہوم کو اس طرح ادا کرتے ہیں:

سر بہ سجدہ نظر آتے ہیں سلاطین جہاں   یا حسین آپ کے ایوان کے آگے پیچھے

جس طرح گل کے ساتھ خار کا وجود ضروری ہے، اسی طرح مثبت پہلوؤں کے ساتھ منفی گوشوں کا ہونا بھی لازمی ہے۔ عزمیؔ مرحوم عام شعرا سے الگ نہیں تھے۔ ان کے بعض اشعار علم عروض کے معیار پر پورے نہیں اترتے، کہیں کہیں وہ زحافات کے محل استعمال پر توجہ نہیں دیتے جسے ہر قاری محسوس کر سکتا ہے کیوں کہ موزونیت ایک طبعی امر ہے اس کے لیے علم عروض سے واقفیت ضروری نہیں۔ خیال کی بلندی شاعر کا طرۂ امتیاز ہے بلکہ اصل شاعری ہے۔ عزمیؔ معروفی نے جہاں بھی بلندی خیال کو الفاظ میں سمونے کی کوشش کی ہے وہاں ترکیب میں تعقید پیدا ہوگئی ہے اور وہ مافی الضمیر ادا کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ عزمیؔ معروفی نے نوحہ، سلام، نظم، نعت اور منقبت کے علاوہ دیگر اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے لیکن غزل کو کبھی منہ نہیں لگایا۔ ان کی شاعری خالص مذہبی شاعری ہے جسے وہ گلہائے عقیدت اور مولائے غدیر کا کرم قرار دیتے ہیں:

میں چند پھول عقیدت کے چمن کے لایا ہوں کرم علی کا ہے عزمیؔ کی شاعری کیا ہے

قابل صد ستائش ہیں مولانا ڈاکٹر فیضان جعفر علی کہ انھوں نے باقیات عزمی کو یکجا کر کے اسے طباعت کے زیور سے آراستہ کیا ورنہ آج نفسی نفسی کے دور میں کہاں لوگوں کی طبیعت اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ علمی و ادبی حلقے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور لوگ وقت ضرورت اس سے مستفیض ہوں گے۔

ارشاد حسین المعروفی

۲۵/ مارچ ۲۰۲۰ء

☆☆☆

حصہ اول

مضامین و تعزیتی اشعار

فیضان جعفر علی

اقبال مہدی: سوانحی کوائف، علمی، مذہبی اور سماجی خدمات

نام ونسب

نام اقبال مہدی اور عزمیؔ تخلص تھا۔ والد کا نام غلام ہارون ابن جان محمد کربلائی ابن عید وابن محمد جعفر تھا۔ سنہ ۱۳۵۳ ہجری کو محلہ پرانا پورہ، پورہ معروف کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ مرحوم نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کا سلسلہ نسب ''بہیتو بابا'' سے جا کر ملتا ہے جن کی نسل سے پورہ معروف میں بہت سے شیعہ اور اہل سنت خانوادے وجود میں آئے۔ ''بہیتو بابا'' کے بارے میں کوئی دقیق اطلاع نہیں ملتی کہ یہ کون تھے، ان کا اصلی نام کیا تھا اور ان کا تعلق کہاں سے تھا یا یہ پورہ معروف میں کب اور کیسے بسے تھے؟ البتہ پورہ معروف کے بزرگوں کا یہ ماننا ہے کہ بچپن میں وہ پورہ معروف کی ''ٹونس ندی'' میں کہیں سے بہتے ہوئے آئے تھے جن کو لوگوں نے پانی سے نکالا اور پرورش کی اور بڑے ہو کر یہیں پر بس گئے اسی لیے ان کو ''بہیتو بابا'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جناب اقبال مہدی مرحوم کا نسبی سلسلہ دو بھائیوں (محمد جعفر عرف میڈھو بابا اور نتھن بابا) سے جا کر ملتا ہے پھر اس کے آگے کے سلسلے کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں ہو سکی ہے۔ آنے والے صفحات پر ہم نے مرحوم کے شجرہ نسب اور ان کے خاندان کی تفصیلات کو ایک خاکے کی صورت میں پیش کیا ہے۔

آپ کی اولاد میں چار بیٹے انصر حسین، اعظم حسین، تنویر رضا، سروش ذکی اور تین بیٹیاں ہیں۔

شجرہ نسب آل محمد جعفر
محمد جعفر (میڈھو بابا) —— نتھن بابا
فقیر محمد
عیدو
رجب علی
حبیب اللہ
علی رضا
نور محمد
خادم حسین
مناظر علی
مکرم عباس
اختر عباس
حیدر عباس
ظہور معصوم
ثقلین رضا
انصر رضا
(مولانا) شمیم رضا
ظہیر معصوم
دلبر حسن
ناصر رضی
خورشید انور
افتخار حسین
نجوم اصغر
ذیشان الباقر
شبنم رضا
(مولانا) نفیس اختر
نعیم اکبر
جان محمد کربلائی
احمد کربلائی
محمد حسن
کاظم حسین
غلام حیدر
صغیر مہدی
ذوالفقار علی
طاہر علی
انور علی
وصی اصغر
جاوید حسن
(مولانا) کلب حسن
عمران حسن
قیصر رضا
(مولانا) غلام حسنین
سید محمد
غلام ہارون
محمد مہدی
زائر مہدی
عاشق مہدی
ضمانت مہدی
اقبال مہدی
صابرہ خاتون
امانت مہدی
شاکرہ خاتون
غلام صابر
تفضل مہدی
ظہور مہدی
اہلیہ ڈاکٹر جعفر رضا مرحوم (کوپاگنج)
اہلیہ حاجی اختر حسین (مبارکپور)

ضمانت مہدی
حیدری بانو
صفدری بانو
محمد انیس
(مولانا) مظفر نقی
دل افروز بانو
انجم بانو
شمیم رضا
سکینہ بانو
محمد شعیب
سنبل فاطمہ
رضوان جعفر
نفیسہ اختری
ام حبیبہ
یاسین اصغر
ذاکیہ فرحت
محمد حمزہ
(مولانا) علی حمزہ
فاطمہ تقی
حسن حمزہ
زینب
حسین حمزہ
دبیر حسن
رجب علی
غنچہ جعفری
عقیل اختر
شعبان رضا
کونین اصغر
فرحان رضا

اقبال مہدی
قیصری بانو
انصر حسین
انوری بانو
فاطمہ زہرا
اعظم حسین
تنویر رضا
سروش ذکی
عظمیٰ وحدت
نازش زہرا
ذیشان جعفر
گلزار فاطمہ
زینت فاطمہ
کرن زہرا
ریاض فاطمہ
جعفر رضی
غلام جعفر
منہال اصغری
بہجت تقی
پرویز نقی
شکیب رضی
(مولانا) محمد رضی
خوشبو فاطمہ
جعفر طیار
رضوان عسکری
نازنین بانو

امانت مہدی
نعیم اختری
ریاض فاطمہ
نرجس فاطمہ
کلیم اصغر
رضی الجعفر
راغب زہرا
فضیلت زہرا
نصرت زہرا
محمد شوذب
شریعت زہرا
علی اشرف
مبشرہ ذوالمنن
ریاض محمد
تقدس مرتضٰی

غلام صابر
فرمودہ بانو

(مولانا) تفضل مہدی
تصویر فاطمہ
تبسم فاطمہ
ترنم فاطمہ
فیضان جعفر علی
محمدی صغری
(مولانا) محمد عیسی
محمد زاہد مہدوی

ظہور مہدی
(مولانا) محمد ظفر حسین
سہراب اکبر
گلریز قاسم
شگفتہ بانو
گلستان فاطمہ
حیدر مہدی
خوشتر مہدی
ایلیا مہدی
نغمہ فرزانہ
اکبر مہدی

تعلیم:

موصوف مرحوم نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اشاعت العلوم میں حاصل کی لیکن وہاں کی تعلیم کے بعد گھر کے ناسازگار حالات کی وجہ سے پڑھائی کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے البتہ مطالعہ کے شوق اور علماء کے ساتھ نشست و برخاست نے انھیں عالموں اور مولویوں کے زمرے میں کھڑا کر دیا۔اس حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو انھوں نے جہاں تک ہوسکا حدیث کے پہلے اور دوسرے حصے پر عمل کیا البتہ تیسرے حصہ پر بخوبی عمل پیرا رہے ہیں: ’’کن عالما اومتعلما او صاحب عالم‘‘ عالم ہوجاؤ یا متعلم بنو یا عالم کے ساتھی بن جاؤ۔

تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھنے کا انھیں ہمیشہ ملال رہا پھر بھی اپنی لگن ومحنت سے اپنے مختصر علم پر عمل کرتے ہوئے ایسا کردار پیش کیا کہ لوگ انھیں ’’مولوی اقبال‘‘ کے نام سے جاننے اور پہچاننے لگے۔کلیمؔ معروفی نے اپنے اس شعر میں ان کے سیرت و اخلاق کی بخوبی عکاسی کی ہے۔

مولوی ہونے کا سیرت سے پتہ چلتا تھا
حسن اخلاق کے پیکر تھے جناب اقبال

مطالعہ اور پڑھنے لکھنے سے اتنی لگن تھی کہ اپنی تمامتر مشغولیات اور گھر کی ذمہ داریوں کے باوجود حفظ قرآن کی کوشش کرتے رہے اور تقریباً قرآن کے ابتدائی تین چار پاروں کے حافظ بھی تھے۔وہ مطالعے کے ذریعہ اپنی علمی اور عملی زندگی کو بہتر بنانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے تاکہ قوم کی طرف سے دیئے جانے والے ’’مولوی‘‘ کے خطاب کو اپنے کردار وعمل کے ذریعہ مثالی بنا سکیں:

مفکر، قاری قرآں، مدبر، ماہر تعلیم
سخن سنج و سخن داں مولوی اقبال مہدی تھے

اخلاق وکردار:

مسکراتا ہوا چہرہ، کشادہ پیشانی، حلیم الطبع، پابند صوم وصلاۃ، ہلکی اور سفید داڑھی، سر پر ہمیشہ دو پلی ٹوپی اور عمر کے آخری لمحوں تک کنبے کی ذمہ داریوں کو نبھانے والے شخص کا نام اسم بامسمی یعنی ’’اقبال

مہدی'' تھا جو رفتار و کردار، تواضع وانکساری اور مہر و مروت کے اعتبار سے بھی بلند اقبال تھا اور خاندان و قوم کے بچوں کا مربی و رہنما بھی تھا۔

بچوں سے والہانہ محبت سے پیش آنا ان کی سیرت کا ایک بہترین نمونہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم بچپن میں ان کے پاس پڑھنے جاتے یا کسی خوشی کے موقع پر ان کے گھر جاتے تھے تو وہ اپنی جیب سے ٹافی یا چاکلیٹ نکال کر اپنا ہاتھ گھماتے ہوئے اس طرح ہمارے ہاتھوں پر رکھ دیتے تھے کہ ہم کو ان کا یہ عمل جادو جیسا لگتا تھا اور ہم ٹافی پا کر خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔

دینی طالب علموں سے ان کا کچھ خاص لگاؤ رہتا تھا۔ طالب علموں کو دیکھتے ہی گویا ان کا سارا رنج و غم دور ہو جاتا تھا اور احوال پرسی اور تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے بغیر کسی طالب علم سے رخصت نہیں ہوتے تھے اور ہمیشہ طالب علموں کو نصیحت دیتے اور تشویق کرتے رہتے تھے۔ مولانا تفضّل مہدی مرحوم اور مولانا مظفر نقی اور آپ کی خاندان میں موجود دیگر سبھی علما و طلبہ انھیں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہیں۔ اگر چہ موصوف مالی اعتبار سے کمزور تھے لیکن خانوادے کے طالب علموں کی حتی المقدور مدد کرتے تھے۔

ان کے اخلاق و کردار کا دوسرا رخ، بلا تفریق مذہب و ملت لوگوں کا روحانی علاج و معالجہ کرنا تھا۔ سماج کے اکثر لوگ ان سے دعا کراتے اور تعویذ بھی بنواتے تھے جس کے لیے وہ چاہے مسلمان ہوں یا ہندو کسی کو خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے تھے اور ان کے لیے دعا کر دیتے یا تعویذ لکھ دیا کرتے تھے۔ اپنے اس ہنر کے لیے وہ کبھی کسی سے پیسے کا مطالبہ نہیں کرتے تھے اور بقول مولانا ارشاد حسین:

فیض پہنچایا ہے ہر قوم کو فن سے اپنے
بالیقیں آپ کا احسان ہے گھر گھر اقبال

اور مولانا رضوانؔ المعروفی کے بقول

بلا تفریق مسلک کام آتے تھے ہر انساں کے
کہ اک سچے مسلماں مولوی اقبال مہدی تھے

ان کے اخلاق کی عمدہ خصوصیات میں سے واجبات و مستحبات کی پابندی تھی۔ پابندی صوم و

صلاۃ کا اتنا خیال رہتا تھا کہ بڑھاپے میں جب کمزوری یا بیماری کی وجہ سے گھر سے نکل نہیں پاتے تھے تو افسوس کرتے تھے کہ آج مسجد نہ جا سکا اور نماز باجماعت ادا نہ کر سکا جیسے ہی طبیعت تھوڑا ٹھیک ہو جاتی تو نماز باجماعت کے لیے فوراً مسجد چلے جاتے اور جماعت کی پہلی صف میں امام کے بالکل پیچھے بیٹھ جاتے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نماز کے ختم ہونے اور نمازیوں کے چلے جانے کے بعد گھنٹوں تک مسجد میں بیٹھ کر تلاوت قرآن اور دعا وغیرہ پڑھنے میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مولانا ارشاد حسین معروفی اپنے شعر میں ان کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

عزم کے فضل و شرافت کے تھے مظہر اقبال
زہد کے ورع کے تقویٰ کے تھے پیکر اقبال

خانوادے کی سرپرستی:

انھوں نے خانوادے سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو ہمیشہ ایک بزرگ کی طرح نبھانے کی کوشش کی ہے اور خاندان کے تقریباً تمام بیٹوں، بیٹیوں، پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے نام انھوں نے ہی تجویز کیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو انھوں نے اس حدیث پر مکمل طور پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے کہ پیامبر اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں: ''الشیخ فی اھلہ کاالنبی فی امتہ'' یعنی خانوادے میں خانوادے کے بزرگ شخص کی حیثیت امت کے درمیان ایک نبی کی حیثیت جیسی ہوتی ہے۔ یعنی جو ذمہ داری ایک نبی کی اپنی امت کے درمیان ہوتی ہے وہی ذمہ داری خانوادے کے بزرگ شخص کی بھی ہوتی ہے البتہ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو:

ان کے سائے میں رہا ایک بڑا سا کنبہ
آسماں کی طرح سر پر تھے جناب اقبال

سماجی خدمات:

موصوف اپنے گھر کی تمام مصروفیات کے باوجود کبھی سماجی اور دینی خدمات کی انجام دہی میں پیچھے نہیں رہے۔ سنہ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۶ء تک مدرسہ امامیہ کے مستقل سکریٹری اور مدرس رہے اور اس

کے علاوہ موقع بہ موقع صرف تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ مدرسہ امامیہ میں خدمات کے دوران ہر تین یا چار سال پر ''روداد'' نام کا کتابچہ نکالتے تھے جس میں مدرسہ امامیہ میں مومنین کی طرف سے دیئے جانے والے چندوں کی رقم اور اس کے اخراجات کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ کچھ دینی مسائل اور مذہبی گفتگو بھی ہوتی تھی۔ آپ کی دینی، تعلیمی اور سماجی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔

قوم اور قوم کے بچوں کی خدمت کرنے سے کبھی اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے بلکہ ہر عنوان سے ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصے لیتے تھے بالخصوص مدرسہ امامیہ میں خدمت انجام دینے کے لیے اپنی سعادت سمجھتے تھے اور اپنے اس جذبے کو وہ خود اپنے ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

تیری خدمت کے لیے عزمیؔ کو بے حد شوق تھا
ہوگیا حاضر میں پاکر اک اشارہ مدرسہ

انھوں نے جہاں مدرسہ امامیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے وہیں اپنی جوانی سے لے کر عمر کے آخری لمحے تک شبیہ روضہ امام حسین علیہ السلام کی دیکھ بھال کرتے رہے اور ہر جمعرات کو روضہ میں ہونے والی مجلس کا اہتمام کرنا، چراغ بتی کرنا، ہر سال رنگائی کرانا وغیرہ جیسے امور کو بخوبی انجام دیتے رہے۔

اس کے علاوہ نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی ایک ایسی ذمہ داری تھی جسے انھوں نے بڑھاپے تک بخوبی نبھایا اور ساتھ ہی انجمن کو منظم بنانے اور انجمن کی طرف سے ہونے والے بڑے بڑے پروگرام مثلاً محافل ومجالس اور سہ روزہ پروگرام میں ان کا ناقابل فراموش کارنامہ رہا ہے۔

شاگرد:

ہر علم کے حصول کے تین مراحل ہوتے ہیں ابتدائی مرحلہ، درمیانی مرحلہ اور اعلیٰ تعلیم کا مرحلہ۔ ان تمام مراحل کی اپنی اپنی اہمیت ہے لیکن ابتدائی مرحلہ بہت اہم ہوتا ہے جہاں ایک طالب علم حروف کی شناخت حاصل کرتا ہے۔ جناب عزمیؔ مرحوم نے اسی ابتدائی مرحلے میں نمایاں کارکردگی دکھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کو قرآن و دینیات کی تعلیم دی۔ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''خیر کم من تعلم القرآن و علمه'' تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ اس حدیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو مرحوم نے نا قابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے جس کی روشنی تا ابد باقی رہے گی۔

ان کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ ہے جن میں سے اکثر و بیشتر عصر حاضر میں عالم دین شمار ہوتے ہیں اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دینی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں یا کسی دینی اور علمی ادارے سے منسلک ہیں۔ ان کا ہر ایک شاگرد چراغ کے مانند ہے جسے بچپن میں موصوف نے جلایا تھا اور اس کی روشنی آج تک پھیلی ہوئی ہے۔ اگر چہ بظاہر وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں لیکن ان کے علم کی ضیاباری کا سلسلہ ان کے شاگردوں کے ذریعہ آج بھی باقی ہے اور آئندہ بھی باقی رہے گا۔ بقول مولانا اسلم معروفی:

تیری تعلیم کے صدقے ہیں عمامے کتنے
کیوں نہ اب علم کی دستار ترا سر ڈھونڈھے

ان کے بعض شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

مولانا محمد رضی مہدوی خنداںؔ معروفی (استاد مدرسہ امام صادقؑ جلالپور) مولانا محمد ظفر حسین (استاد مدرسہ بقیۃ اللہ جلالپور)، مولانا محمد اسلم (مقیم حال گجرات)، مولانا مجتبیٰ حیدر، مولانا محمد رضا نجفی (نجف اشرف)، مولانا محمد مہدی معروفی (منتظم: المہدی ٹور اینڈ ٹریویلس)، مولانا شمیم رضا معروفی، مولانا شمیم حیدر ناصری (استاد حوزہ رسول اعظم، ناگپور)، مولانا عقیل عباس معروفی (مقیم حال قم، ایران)، مولانا تسخیر حسین معروفی، مولانا فیضان عباس (مقیم حال مشہد مقدس، ایران)، مولانا محمد وصی اختر (مقیم لکھنؤ)، مولانا محمد رضا (مقیم حال قم، ایران)، مولانا عرفان رضا، مولانا معصوم اصغر، مولانا ڈاکٹر فیضان حیدر (ایڈیٹر مجلہ فیضان ادب)، فیضان جعفر علی وغیرہ۔

شعر و شاعری:

ان کی شاعری پر ڈاکٹر ذیشان حیدر اور ڈاکٹر فیضان حیدر نے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے لہذا یہی

کہنا کافی ہوگا کہ شعروشاعری ایک ایسا ہنر ہے جو بغیر دلچسپی اور مطالعہ کے حاصل نہیں ہوتا۔موصوف نے اپنی محنت ولگن اور شعروشاعری سے بے انتہا لگاؤ اور مطالعہ سے اس کو حاصل کیا تھا لیکن کبھی بھی اس ہنر پر فخر نہیں کیا اور نہ ہی اس کو پیشہ بنایا بلکہ وہ ہمیشہ شاعری کو پروردگار کی عطا سے تعبیر کرتے رہے۔جب بھی وہ اشعار کہتے تو کوشش یہ کرتے تھے کہ کسی عالم دین سے اصلاح کرائیں لہذا اس سلسلہ میں استاذ الاساتذہ مولانا ارشاد حسین اور مولانا محمد مظہر حسین مرحوم سے رائے ومشورہ لیتے تھے اور جب کبھی کوئی عالم دین گاؤں میں تشریف لاتے تو ان کو بھی اپنا شعر سنا کر اصلاح لینے کی کوشش کرتے تھے۔

نوجوانی ہی سے انھوں نے شعروشاعری شروع کردی تھی اور پورہ معروف میں ہونے والی اکثر طرحی محافل میں شعر پڑھنے کی وجہ سے ایک کہنہ مشق شاعر کی حیثیت پا گئے تھے۔''جشن عید غدیر'' جیسی محفل کے خود ہی بانی ومنتظم تھے جو بڑی شان وشوکت سے ہوا کرتی تھی۔اس کے علاوہ ''جشن مولود کعبہ'' اور ''جشن میلادالنبی'' جیسی محافل پورہ معروف میں بڑی آن بان کے ساتھ ہوا کرتی تھیں۔ان تمام محافل میں موصوف کی حاضری ضروری ہوتی تھی۔لوگ بڑے شوق وذوق سے ان کے اشعار سنتے اور محظوظ ہوتے تھے۔آپ نے بہت سے نوحے،قصیدے،سلام،نعت،نظمیں اور منقبت لکھی ہیں جن میں سے اکثر اشعار اس کتاب کے دوسرے حصے میں شامل ہیں۔

سوزخوانی:

انجمن مظلومیہ کو پروان چڑھانا اور اسے ترقی دینے میں ان کا اہم کردار رہا ہے۔جب انجمن مظلومیہ کا قیام عمل میں آیا تو ابتدا میں موصوف خود ہی مرثیہ ونوحہ پڑھتے تھے۔رفتہ رفتہ انھوں نے یہی ہنر اپنے بیٹوں اور پوتوں تک بھی منتقل کردیا۔ان کی مرثیہ خوانی کا الگ ہی انداز تھا جب وہ مرثیہ پڑھتے تھے تو لوگوں پر ایک غمگین فضا طاری ہوجاتی تھی،گویا وہ مرثیہ خوانی کے یکتائے روزگار تھے جن کو بھلایا نہیں جاسکتا بالخصوص شام غریباں کے دن کی وہ مغموم مرثیہ خوانی جسے پورہ معروف کا ہر شخص سننے کے لیے بے تاب رہتا تھا۔ انہوں نے اپنی وفات کے ساتھ گلشن مرثیہ خوانی اور گلشن عزا کو سونا کردیا اور بقول مولانا ارشاد حسین معروفی:

آپ کے غم میں عزا ہوگئی سونی سونی
نوحہ ماتم میں ہے مصروف برابر اقبال

شوق زیارت:

انہوں نے اپنی شاعری میں بہت سی جگہوں پر مقامات مقدسہ اور عتبات عالیات کی زیارت کے اشتیاق کا شدت سے اظہار کیا ہے۔ مدینہ اور روضہ رسولؐ کی زیارت کے اشتیاق کو یوں بیان کرتے ہیں:

بہت بے چین ہے عزمیؔ تمہارا یا رسول اللہ
سنہری جالیوں کو چومنے کے واسطے آقا

دل میں مدینہ آنے کی حسرت ہے فاطمہ
عزمیؔ کو بھی بلایئے اپنے دیار میں

ایران، کربلا، نجف اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کی زیارت اور ضریح کو چومنے کی تڑپ کو ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

روضہ پاک پہ عزمیؔ کو بلا لو مولا
ہے یہ ارماں دل ایقان کے آگے پیچھے

یہ تڑپ دل میں لئے بیٹھا ہے عزمیؔ اے خدا
کب مع کنبہ مزار شہ کو جاکر چوم لیں

کہہ دو اے بنت علی عزمیؔ کو بلوالیں امام
مضطرب ہے ہند میں یہ عاشق شبیر بھیا

رات دن عزمیؔ یہ حق سے کرتا رہتا ہے دعا
دیکھ لوں ایران جاکر میں بھی ایوان رضا

ہند سے عزمیؔ کو بھی مولا بلالیں گر نجف
اپنا ہم اوج ثریا پر مقدر دیکھ لیں

کب تلک پہنچائے گی تقدیر مجھ کو کربلا
ڈھونڈتی آنکھیں ہیں میری شہ کا روضہ رات دن

روضہ پہ بھی رہے گا یہی ورد یا حسین
عزمیؔ نصیب شرف زیارت اگر ہوا

یہی اشتیاق کی شدت کبھی ان کو اداس کرتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے لیکن ایسی صورت میں وہ دعا کو اپنا ہتھیار بنالیتے ہیں:

اب تک نہ ہوسکا مجھے دیدار کربلا
عزمیؔ کمال فکر سے مولا اداس ہے

یہ دعا عزمیؔ کی ہے مجھ کو بھی جانا ہو نصیب
زندگی گزرے مری آقا کے روضے کے قریب

یقیناً خدا نے ان کی بات سن لی اور ان کو اس سعادت سے محروم نہیں کیا بلکہ انھوں نے اپنے گاؤں اور وطن ہندوستان میں رہ کر امام حسین علیہ السلام کے شبیہ روضہ کی خدمت کر کے زائر و خادم امام حسین علیہ السلام کا شرف حاصل کرلیا۔ بقول مولانا اسلم معروفی:

روضہ حضرت شبیر کا بن کے خادم
کربلا کون ہے جو اپنی زمیں پر ڈھونڈھے

وفات:

۸۷ ؍سال کی عمر پا کر انھوں نے ۲۵ ؍شعبان ۱۴۴۰ ہجری مطابق یکم مئی ۲۰۱۹ء بروز بدھ بعد از مغربین داعی اجل کو لبیک کہا اور خانوادے کو روتا بلکتا چھوڑ کر چلے گئے۔ انتقال کے دوسرے دن یعنی ۲۶ ؍شعبان بروز جمعرات سہ پہر کو روضہ امام حسینؑ کے صحن میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ گویا انھوں نے اپنا یہ شعر گنگناتے ہوئے خود کو لحد کے حوالے کر دیا:

ہاتھ میں عزمیؔ ہے جب یہ مدح مولا کی بیاض
قبر کی منزل نہ کیوں ہوجائے آساں دیکھ کر

☆☆☆

ڈاکٹر عابد حسین حیدری

عزمِ جوتھا بلند تو فیضاں ہوا جاری

کہاوت ہے ''ہونہار برِوا کے چکنے چکنے پات'' اس کہاوت کا مصداق عزیزی فیضان جعفر علی کی ذات والا صفات ہے جن کا تعلق میری اس سرزمین سے ہے جہاں کی آب و ہوا میں میرے آباء و اجداد نے سانس بھی لیں اور یہیں کی مٹی کو اپنا ابدی مسکن بھی بنالیا۔ پورہ معروف ضلع مئو کی وہ علمی و ادبی بستی ہے جہاں کے ماہتاب و آفتاب اپنی علمی بصیرتوں، جادوئی خطابت اور درس و تدریس کی ثقہ روایتوں کے امین رہے ہیں۔ اساتذہ میں مولانا ارشاد حسین (سابق صدر مدرس مدرسہ باب العلم مبارکپور)، مولانا محمد مظہر حسین مرحوم (سابق پرنسپل مدرسہ باب العلم مبارکپور)، مولانا خیرات الحسنین (سابق پرنسپل مدرسہ جعفریہ کوپا گنج)، مولانا محمد حسن معروفی (مقیم لندن) کے علاوہ مولانا تفضّل مہدی مرحوم کا نام ہی کافی ہے جن کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک میں علوم محمد و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت میں مصروف ہیں۔

اس علمی و ادبی بستی نے جہاں دینی علوم میں اپنی سبقت ثابت کی ہے وہیں دنیاوی علوم میں بھی اپنا نام پیدا کیا۔ بہت سے صاحبان کمال نے قلم و قرطاس کو سہارا بنا کر بڑے بڑے علمی مراکز کے صاحبان کمال میں اپنی شناخت قائم کی۔ انھیں قلم و قرطاس کے سپاہی میں ڈاکٹر فیضان جعفر علی بھی ہیں جنہوں نے تہران یونیورسٹی میں '' شمالی ہندوستان میں شیعوں کی سماجی و ثقافتی تبدیلیوں کا تنقیدی جائزہ: ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء'' کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اہل فارس کے درمیان سبک ہندی کی برتری ثابت کی۔

مولانا تفضّل مہدی مرحوم کی علمی، ادبی، صحافتی وراثتوں کے امین فیضان جعفر علی کو رضا بقضاہٖ کے تحت بچپنے ہی میں اپنے عالم و فاضل باپ کی شفقتوں سے محروم ہونا پڑا لیکن دونوں ماموؤں مولانا مظہر حسین معروفی مرحوم اور مولانا محمد حسن معروفی کے زیر سایہ پروان چڑھ کر اپنی ذہانت، ذکاوت اور

علم وادب پر دسترس سے یہ ثابت کیا کہ

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیوں کر ہو

مولانا تفضّل مہدی مرحوم ان باقیات الصالحات میں تھے جنھیں علوم آل محمدؐ کی ترسیل اور علمائے حق کی نگارشات کی تحفیظ کا جنون تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ نادرۃ الزمن مولانا ابن حسن طاب ثراہ نے اپنے اس لائق شاگرد پر اتنا بھروسہ کیا کہ اس عہد کے معروف رسالہ ''الواعظ'' کی ادارت انھیں سونپ دی۔ اس بھروسے کو مزید تقویت اس وقت ملی جب مولانا تفضّل مہدی بحیثیت استاد جامعہ جوادیہ بنارس تشریف لائے اور ماہنامہ ''الجواد'' کی ادارت بھی ان کے ذمہ آئی۔ ظاہر ہے ملت جعفریہ کے ان موقر جرائد کی ادارت کوئی معمولی چیز نہیں تھی بلکہ ان بزرگ علما کا موصوف کی علمیت کا اعتراف تھا جس پر وہ ہمیشہ کھرے اترے۔

فیضان جعفر علی اپنے والد سے براہ راست تو استفادہ نہ کر سکے لیکن ان کے بڑے ابا مولوی اقبال مہدی نے ان کے بلند اقبال کے لیے عزم مصمم کیا اور ایسی تربیت دی کہ فیضان جعفر علی آج ان کی شعریات کو ''نام نیک رفتگان ضائع مکن'' کے تحت مرتب کر کے پورہ معروف کی ادبی روایت کے محافظ بن گئے۔ ''وہی عزمی جو تھا بلند اقبال'' دراصل ایک ایسے شاعر کا کلام ہے جو اسٹیج اور ہنگامہ خیز شعری ماحول سے پرے خاموشی سے اپنی شعریات کو مرتب کر رہا تھا۔ اس لیے کہ اس کا شعوری وجدان مطمئن تھا کہ میرا تربیت یافتہ فیضان جعفر علی میری شعریات کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔

''وہی عزمی جو تھا بلند اقبال'' دراصل ان شعراء کے لیے ایک مشعل راہ ہے جو اپنی بے راہ روی اپنی شعریات کے تحفظ کا خیال نہیں رکھتے۔ مولوی اقبال مہدی نے اپنی ہی بستی کے ان بچوں کو اپنے مخلصانہ انداز میں قرآن و دینیات کی تعلیم دی اور ان چھوٹے چھوٹے بچوں میں علمی و ادبی شعور کو جلا بخشی۔ مرحوم سے بچپن سے لے کر وفات تک سینکڑوں ملاقاتیں رہیں لیکن ان کی شعریات کو سنجیدگی سے سننے یا پڑھنے کا موقع میسر نہیں آیا ہمیں شکرگزار ہونا چاہیے فیضان جعفر علی سلمہ کا جنھوں نے ان کے کلام کو نہ صرف مرتب کیا بلکہ انھیں شائع بھی کر رہے ہیں۔

مجموعے کو عدیم الفرصتی کے باوجود میں نے جستہ جستہ پڑھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نعت، منقبت اور سلام میں ان کی قادرالکلامی مسلم ہے۔ نوحہ اور ماتم بھی جلوس ہائے عزا کی ضرورت لکھے بھی اور پڑھے بھی۔ عزمیؔ کی پختہ شعریات کا علم کم لوگوں کو ہے۔ مذہبی اصناف سخن میں قصیدہ گوئی، نوحہ، سلام، قطعات و رباعیات میں اہل بیت عصمت وطہارت کے شان مراتب کے تحفظ کا خیال رکھنا یقینا دشوار ہے لیکن عزمیؔ نے اپنی فنی گرفت کے سہارے اس مشکل مرحلے کو بھی بآسانی سر کیا۔ جیسے انھوں نے نوحے کا شعر کہا:

ہوکر وداع رن کو تو اکبر چلے گئے　　　اہل حرم میں آہ و فغاں دیر تک رہی

یا نعت میں روشنی کا قافیہ ان کے فن کی پختگی کا ثبوت ہے:

کتنی حسیں ہے گنبد خضری کی روشنی　　　ہے محو دید عرش معلیٰ کی روشنی

یا ان کا درج ذیل شعر نئی نسل کو ثنائے آل محمدؐ کی ترغیب دیتا ہے نظر آتا ہے:

عزمیؔ ثنائے آل ہمیشہ کیا کرو　　　تحفہ ہے خوب قبر کی تنویر کے لیے

آخر میں مولوی اقبال مہدی عزمیؔ کے کلام کی اشاعت پر مبارکباد سے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ ساتھ ہی فیضان جعفر علی کے لیے دعا گو ہوں کہ ان کا علمی و ادبی ذوق ہمیشہ توانا رہے۔ والسلام علی اخیر ختام۔

خادم در آل نبیؐ

ڈاکٹر عابد حسین حیدری

پرنسپل ایم، جی، ایم پوسٹ گریجویٹ کالج، سنبھل اتر پردیس، انڈیا

☆☆☆

ڈاکٹر ذیشان حیدر (ممتاز الافاضل)

مولوی اقبال مہدیؒ عزمیؔ

مولوی اقبال مہدیؒ سرزمینِ پورہ معروف کی ایک معتبر اور مستند شخصیت کا نام ہے جن کا شیوہ مہر و وفا، صدق و صفا، تعلیم و تعلم، نعت گوئی و منقبت سرائی، مرثیہ گوئی و نوحہ خوانی، دلسوزی و فداکاری اور درویشی و فروتنی تھا۔ انھیں مدرسہ امامیہ پورہ معروف کے سرگرم منتظم اور قابل استاد ہونے کا شرف حاصل تھا۔ وہ مدحتِ اہل بیتؑ کی شراب سے سرشار اور ولائے آلِ نبیؐ کے جام سے سرمست تھے۔ وہ اردو زبان و ادب کے ایک باذوق شاعر تھے اور ان کا تخلص عزمیؔ تھا جو ان کے عزمِ مصمم پر واضح دلیل ہے۔ یعنی ان کے پختہ ارادوں اور حوصلوں کو مدِّ نظر رکھ کر یہ بات بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے تخلص کے اعتبار سے اسمِ بامسمیٰ تھے اور حبِّ محمد و آل محمدؑ کی بیش بہا دولت سے بہرہ مند ہونے کے لحاظ سے مولوی اقبال مہدی من جانب اللہ بہت اقبال مند بھی تھے۔

مولوی اقبال مہدی عزمیؔ مرحوم راقم الحروف کے والد ماجد مولانا ارشاد حسین معروفی صاحب سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ والد محترم بھی ان کی بہت قدردانی کرتے تھے۔ دونوں کے درمیان برادری و دوستی کے دیرینہ مراسم قائم تھے۔ عزمیؔ بسا اوقات ان سے ملاقات کی غرض سے میرے غریب خانے پر تشریف لاتے تھے۔ پھر دونوں حضرات کے مابین مختلف عنوانات و مسائل پر بالعموم اور شعر و شاعری پر بالخصوص تبادلۂ خیال ہوتا تھا۔ میں اکثر ان مناظر کا عینی مشاہدہ کرتا تھا کہ جب والد بزرگوار ان کے بعض اشعار کی ترکیب یا مناسب الفاظ کی نشست میں کچھ ترمیم کر دیتے تو عزمیؔ صاحب شعر کی معنی خیزی میں اضافے کے باعث فرطِ مسرت سے جھوم اٹھتے تھے اور انھیں داد و تحسین سے نوازتے تھے۔

عزمیؔ کے اشعار میں متعدد مقامات پر تلمیحات و استعارات اور تشبیہات و تمثیلات کا حسین

استعمال نظر آتا ہے۔ انھوں نے بعض الفاظ کو علامت کے طور پر بھی ذکر کیا ہے۔ ان کے کلام میں سادگی وروانی، دل نشینی وشیرینی اور سحر انگیزی ومعنی آفرینی وافر مقدار میں موجود ہے۔ مثلاً ان کا درج ذیل شعر ملاحظہ ہو:

حسینؑ کرتے بھلا کیسے بیعتِ فاسق کہ فاصلہ ہے بہت رجس اور طہارت میں

شعر مذکور سلاست وروانی کی بہت عمدہ مثال ہے۔ یہ بظاہر ایک شعر ہے لیکن اپنے تلمیحی باطن میں پورے واقعۂ کربلا کو سموئے ہوئے ہے۔ عزمیؔ نے استفہام انکاری کے توسط سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ امام حسینؑ نے یزیدِ پلید کی بیعت سے انکار کردیا جس کے نتیجے میں کربلا کا جانسوز واقعہ رونما ہوا یعنی امام حسینؑ نے تحفظِ دین کی خاطر دردناک شہادت کو گلے لگالیا لیکن یزیدِ فاسق کی بیعت سے انکار کردیا۔ یہاں مصرعِ اول میں مذکور لفظِ فاسق سے یزید کا استعارہ ہے۔ مصرعِ دوم میں انکارِ بیعت کی علت بیان کی گئی ہے کہ طہارت اور رجس کے درمیان کافی فاصلہ ہے، یہ دونوں کبھی یکجا نہیں ہوسکتے لہٰذا بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ مصرعِ دوم میں مندرج فاصلہ، رجس اور طہارت جیسے الفاظ کے ذریعہ آیۂ تطہیر ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' (سورۂ احزاب، آیت ۳۳) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں اذہاب یعنی مفہومِ دوری وفاصلہ، طہارت اور رجس کا ذکر ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں مذکور طہارت کا لفظ حضرت امام حسینؑ کے لیے بطورِ علامت استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ اہل بیتؑ کے ایک فرد ہیں اور خداوند متعال نے آیۂ تطہیر میں اہل بیتِ اطہارؑ کی طہارت کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح رجس کا لفظ یزیدِ نجس کے لیے علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کی بدی کا مجسمہ ہے۔ پس مذکورہ شعر میں تلمیح، استعارہ، استفہام انکاری کے ساتھ ساتھ رجس اور طہارت کے درمیان صنعتِ تضاد کا استعمال بھی نہایت سلیقے سے کیا گیا ہے جو عزمیؔ کی شعری بصیرت اور شاعرانہ عظمت کا بین ثبوت ہے۔

ایک دیگر شعر میں غدیر خم کے اس واقعہ کی جانب اشارہ مقصود ہے جس میں رسولِ اکرمؐ نے امیر المومنین حضرت علیؑ کو اپنے مبارک ہاتھوں پر بلند کرکے ان کی ولایت کا اعلان کیا تھا گویا ایک ہی منبر پر دو دو خطیب تھے۔ اس مقام پر انوکھی شان کا (یعنی اونٹوں کے کجاوؤں کا) منبر بنایا گیا تھا۔ اس واقعۂ

غدیر کے پس منظر میں عزمیؔ کا یہ شعر قابلِ غور وخوض ہے:

خم کے میداں میں انوکھی شان کا منبر بنا　　دیکھیے اک وقت میں ہیں جلوہ گر دودو خطیب

اسلام سلم وسلامتی اور اخوت و رواداری پر مبنی الٰہی دین ہے اور اسلام کے معلّمِ اول اسوۂ حسنہ کے حامل حضورِ اکرمؐ نے ہمیشہ اتحاد و برادری کا پیغام دیا ہے، لٰہذا ان کا شیدائی ہمیشہ اتحاد پسند اور امن وسلامتی کا دوستدار ہوگا۔ قرآنی حکم کے مطابق زمین پر فساد برپا کرنے والا نہیں ہوگا۔ اس موضوع سے متعلق عزمیؔ کے دوشعر ملاحظہ فرمائیں جس میں انھوں نے صلح وآشتی کی دعوت دی ہے اور جہاد بالنفس کی ترغیب دلائی ہے۔

نبی سے جس نے سیکھی ہو اخوت اور رواداری　　وہ انسانوں کو لڑوانے کا عادی ہو نہیں سکتا

نبی کا ماننے والا جہادِ نفس کرتا ہے　　نبی کا کوئی شیدائی فسادی ہو نہیں سکتا

جشنِ میلاد النبیؐ اور جشنِ ولادتِ باسعادتِ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مناسبت سے نظم کیا گیا ان کا درج ذیل شعر قابلِ دید ہے، جس میں شیریں بیانی اپنے شباب پر نظر آتی ہے:

زمانہ کیونکر نہ جگمگائے بنے نہ کیوں رشکِ طور دنیا

نبیِ رحمت کی ہے تجلی امام صادقؑ کی روشنی بھی

عزمیؔ کا دل حبِّ علیؑ کے ماہتاب سے ضوفشاں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بالطبع نہایت خلیق، شفیق، مہذب، مہربان، سنجیدہ مزاج اور مستجاب الدعوات واقع ہوئے تھے چنانچہ مضافات ونواح کے موقر افراد خواہ وہ خواص سے ہوں یا عوام سے حصولِ شفا کی خاطر ان کے آستانے پر حاضری دیتے تھے اور شفایاب بھی ہوتے تھے۔ وہ مودتِ حیدر کو زندگی کی بہار تصور کرتے تھے۔ ان کے دوشعر پیشِ خدمت ہیں:

الفت ِحیدر کی دل میں روشنی موجود ہے　　چاند جس سے ماند ہے وہ چاندنی موجود ہے

اے نسیمِ حبِّ حیدر وصف کیا لکھوں ترا　　تیری ٹھنڈک سے بہارِ زندگی موجود ہے

عزمیؔ نے نوحہ خوانی ونوحہ سرائی کے میدان میں بھی اپنی صمیمانہ عقیدت اور فکر وخیال کی پاکیزگی کے جوہر دکھائے ہیں۔ وہ اس غمناک واقعے کو بحسن وخوبی قلمبند کرتے ہیں، کہ جب میدانِ کربلا میں حضرت امامِ حسینؑ اور ان کے باوفا اصحابؓ کی دردناک شہادت واقع ہوگئی تو اس کے

بعد اشقیاء نے اہلِ حرم کو اسیر کر کے ان کی بازارِ کوفہ و شام میں برہنہ سر تشہیر کی۔اس دوران جناب زینبؑ نے حضرت امام علیؑ کے لہجے میں زبردست تقریر کی۔امام حسینؑ کے الٰہی مشن یعنی تحفظِ دینِ اسلام کی توضیح کر دی اور باطل یزید کے رخ سے ظالمانہ نقاب پلٹ کر رکھ دی۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

بازارِ شام و کوفہ میں زہرا کی بیٹیاں سر ننگے لائی جاتی ہیں تشہیر کے لیے
اب ظلم تیرا آئینہ ہوجائے گا یزید زینب چلی ہیں شام میں تقریر کے لیے

زیرِ نظر شعری مجموعہ نعتِ رسولِ مقبولؐ، منقبتِ معصومینِ کرامؑ، سلام، نوحہ، ترانہ، قطعات، تعزیتی منظومات اور ماہِ صیام، عید، یوم جمہوریہ، مدارس، مساجد وغیرہ سے متعلق اشعار پر مشتمل ہے۔عزمیؔ کے اشعار کا مطالعہ کرنے کی صورت میں یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے افکار و خیالات اور رموز و نکات کے بحرِ بیکراں کو دل نشین انداز میں صفحۂ قرطاس کے کوزے میں سمو دیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے کشتِ تخیل پر الفاظ و معانی کی آبیاری کی ہے۔لیکن ان سب کے باوجود ان کے بعض اشعار میں مفہوم و موضوع کے لحاظ سے تسلسل کی کمی کا احساس ہوتا ہے، مثلاً نعت میں متعدد بار منقبت وغیرہ کے اشعار کو شامل کر لیا گیا ہے۔اسی طرح بعض اشعار میں مناسب الفاظ اور حسین کلمات کی ترکیب میں کچھ اضمحلال نظر آتا ہے۔ پھر بھی مجموعی طور پر یہ بات درست ہے کہ اس مجموعے میں شامل عزمیؔ کے اکثر اشعار کافی دلکش اور پُرمغز ہیں۔

مولوی فیضان جعفر علی نے انتہائی کد و کاوش کے ساتھ ''وہی عزمیؔ جوتھا بلند اقبال'' کے عنوان سے مولوی اقبال مہدی عزمیؔ مرحوم کے شعری مجموعے کو مرتب کیا ہے۔اور ابتدا میں ان کے احوالِ زندگی کو بھی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس سے قبل بھی مرتب موصوف کی متعدد تصنیفی کاوشیں منظرِ عام پر آ کر داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ان کے زورِ قلم میں مزید قوت عطا فرمائے، انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور مولوی اقبال مہدی عزمیؔ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔امید ہے کہ یہ شعری مجموعہ گرامی قدر قارئین اور بلند خیال محققین کے نزدیک عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ☆☆☆

ڈاکٹر ذیشان حیدر (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی، مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی، لکھنؤ کیمپس)

ڈاکٹر فیضان حیدر

مولوی اقبال مہدی عزمیؔ کی شاعری

بیسویں صدی کے نصف آخر میں اردو شعرا نے اپنی رفعت پرواز، بلندی تخیل اور ندرت فکر سے ایک طرف اردو شاعری کے دامن کو نئے نئے موضوعات اور علمی و عقلی مباحث سے مالا مال کیا تو دوسری جانب اپنی شاعری کے ذریعہ نفسیاتی جنگ چھیڑی، خصوصاً رثائی ادب میں فرسودہ اور غیر معتبر روایات کے بجائے مستند تاریخی واقعات اور حقائق کا ذکر ہونے لگا، یہاں تک کہ اردو کے شعری اور نثری ادب میں واقعات کربلا کو بطور علامت استعمال کیا جانے لگا۔ اس دوران رثائی ادب کی دوسری صنفیں سلام اور نوحے بھی وافر مقدار میں کہے گئے جن کا مقصد صرف سانحہ کربلا کے بیان سے سامعین کو امام عالی مقام اور ان کے دیگر رفقا کے مصائب پر رونا رُلانا ہی نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ شعرا نے شعوری طور پر اپنی شاعری کے ذریعہ تعمیر حیات، اصلاح معاشرہ اور بھائی چارگی کا درس دیا۔ ظلم و استبداد کے خلاف آواز بلند کی اور مظلوموں کی حمایت کی۔

اقبال مہدی عزمیؔ کی شاعری کے موضوعات بھی کم و بیش یہی ہیں۔ ان کی شاعری کا وافر حصہ فضائل ائمہ، امام حسین اور ان کے رفقا کے مصائب کے بیان سے مخصوص ہے۔ وہ حلقہ بگوش رہنے کے عادی تھے، اس لیے قصبے کی محافل و مجالس کے علاوہ پوری عمر دوسری جگہ جا کر پڑھنے سے گریز کرتے رہے۔ اس گوشہ نشینی کے باوجود انھوں نے اچھا شعری ذخیرہ جمع کر لیا تھا جو اس وقت میرے پیش نظر ہے۔

عزمیؔ کے اشعار کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ ایک زندہ دل انسان تھے اور زندہ جذبات و احساسات کو الفاظ کا جامہ پہناتے تھے۔ وہ سوزخونی اور نوحہ خوانی کے ہنر سے بھی بخوبی واقف تھے۔ حقیر خود شب عاشور پورہ معروف کی کربلا کے صحن میں جب شام غریباں کی مجلس شروع ہوتی تو پابندی کے ساتھ ان کی سوزخوانی سننے کے لیے جایا کرتا تھا۔ ان کا سوز پڑھنے کا انداز اتنا بے نظیر تھا کہ وہ جب یہ مرثیہ شروع کرتے تھے: ع۔ ''جب بعد عصر جل گیا خیمہ حسین کا'' تو شام غریباں

کی یاد تازہ ہوجاتی تھی اور ہم سوچنے پر مجبور ہوجاتے تھے کہ امام کے اہل حرم پر یہ شب کتنی شاق اور دشوار تھی، بلکہ ان کی مرثیہ خوانی کا انداز اتنا بےنظیر اور عدیم المثال تھا کہ شعر مجسم صورت اختیار کرتے نظر آتے تھے۔ آواز کے اتار چڑھاؤ اور اعضا کے حرکات وسکنات سے اس طرح منظر کشی کرتے کہ شام غریباں کا سماں ہماری نظروں میں پھر جاتا تھا۔ ہاں ان کے اس دار فانی سے اٹھ جانے کی وجہ سے یہ مجلسیں سونی سونی لگتی ہیں۔ اس سال بھی ماہ عزا میں دسویں کے جلوس کے بعد شام غریباں کی مجلس برپا ہوئی لیکن مجھے ان کی کمی کا احساس آخر تک رہا۔ بقول والد محترم مولانا ارشاد حسین معروفی:

مرثیہ خوانی کا انداز جداگانہ تھا
کس سے ممکن ہے بھلا کھینچے وہ منظر اقبال

غرض یہ تو تھا ان کی سوزخوانی کا بیان، اب ان کی شاعری کے حوالے سے چند معروضات پیش کیے جارہے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا وہ رثائی شاعری کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے اور چوں کہ ان کا مطالعہ محدود تھا اس لیے عموماً سیدھے سادے الفاظ اور عام بول چال کی زبان میں بات کہنے کے عادی تھے، لیکن زبان کی تراش خراش، مناسب الفاظ کی تلاش اور صحت محاورہ پر توجہ صرف کرتے تھے۔ رثائی شاعری کے آفتاب و ماہتاب میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے رنگ کو بھی اپنانے کی سعی بلیغ کرتے رہے اور اپنی اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔

انھوں نے رثائی شاعری کو فکری اور عملی زندگی کا ترجمان بنا کر سماج اور معاشرے سے بے عملی اور مایوسیوں کو دور کرنے اور انسان کو معاشرے کی مفید فرد بننے کی اہمیت پر زور دیا اور اپنے اس مقصد کی باریابی کے لیے ائمہ اطہارؑ کے عزم و حوصلہ، صبر وضبط، خودداری وخودشناسی اور ان کے اقوال و کردار کو مشعل حیات بنا کر، زندگی کو سنوارنے اور اسے تمکین و وقار عطا کرنے کی تلقین کی۔ وہ کہتے ہیں:

ہم عزاداروں کی فضل رب سے یہ پہچان ہے
اک میں دامن آل کا اک ہاتھ میں قرآن ہے
کیوں نہ اس کے واسطے یہ جان بھی قربان ہو
آرزوئے حضرت شبیر ہندوستان ہے

مذکورہ اشعار سے ان کے مسلک شاعری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ ایک طرف قرآن کریم اور اس کے احکامات کی پابندی پر فخر کرتے ہیں تو دوسری طرف اس بات کی طرف بھی توجہ مبذول کراتے ہیں کہ اہل بیت رسول کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے، کیوں کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔قرآن اسلامی تعلیمات کا منبع و ماویٰ ہے تو اہل بیت رسول معلّم و مربی۔ دوسرے شعر میں انھوں نے صنعت تلمیح کا سہارا لیا ہے اور بڑے لطیف انداز میں رسولؐ کی اس حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ 'وطن کی محبت ایمان کا جز ہے۔'

وہ خود بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا تھے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی تمام تر توجہ اس بات پر مرکوز تھی کہ واقعات کربلا کی مقصدیت اور آفاقیت کو پیش کیا جائے، اس انداز سے کہ اس سے ایک صحتمند اور صالح معاشرے کی تشکیل ہو جو ظلم واستبداد، فسق و فجور، نابرابری اور عدم مساوات کا سخت مخالف ہو اور جس کی ہر فرد کو سر اٹھا کر جینے کا حق حاصل ہو۔

رثائی شاعری کا ایک اہم پہلو جذبات نگاری ہے۔عزمیؔ جذبات نگاری میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ خوشی وغم، رنج والم، محبت و ہمدردی، بیم ورجا، خوف و ہراس اور غم وغصّہ غرض کہ ہر طرح کے جذبات نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ روزمرّہ کی زبان میں پیش کر دیتے ہیں اور اس میں حفظ مراتب کا بھی پورا لحاظ رکھتے ہیں۔ بچوں کی زبان یا بچوں کے خیالات ہوں یا عورتوں کے مختلف رشتوں کا بیان، سبھی کو پوری طرح ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب اہل حرم قید ستم سے رہائی کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت جناب ام لیلیٰ کے جذبات کی عکاسی اس طرح کرتے ہیں:

کہتی ہے لیلیٰ تڑپ کر اے مرے دلبر چلو
قید سے چھٹ کر وطن جاتی ہے اب مادر چلو
آکے دروازے پہ رخ کرکے سوئے کرب و بلا
راستہ تکتی تمہارا ہوگی اب خواہر چلو

اخلاقی شاعری کے اعتبار سے بھی ان کے اشعار قابل قدر ہیں۔ ان کے پورے کلام میں بلند اخلاقی کی ایک لہر سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ امام حسینؑ اور اصحاب حسین کی سیرتوں میں

اخلاق حسنہ کی بلندی کو ان کے اقوال و اعمال کی روشنی میں اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ وہ محض خالی معیار یا ذاتی حسن بن کر ہی نہیں رہ گئے بلکہ قابل تقلید نمونہ بھی بن گئے ہیں۔ کہیں کہیں انھوں نے اخلاقی تعلیم براہ راست ایک ناصح کی طرح بھی دی ہے لیکن عام طور پر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ اہل بیت رسول کی بلند اخلاقی اور ان کی رفتار و کردار کو پیش کر کے ان کی تقلید کی رغبت دلاتے ہیں۔

انھوں نے تقریباً شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور ہر صنف میں اپنی دسترس کا ثبوت فراہم کیا۔ انھوں نے یوں تو بہت سی نظمیں لکھی ہیں لیکن اکثر بے توجہی کی وجہ سے ضائع ہو گئیں، جو کچھ بھی محفوظ رہ گیا اس مجموعے کی زینت ہے۔ ان کے دل میں وطن کی محبت جاگزیں تھی۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے کہ ہندوستان میں اکثر و بیشتر فرقہ وارانہ فسادات کو شہ ملتی رہی ہے جس کی وجہ سے روز بہ روز یہاں کی فضا مسموم ہوتی جا رہی ہے۔ چوں کہ وہ حساس طبیعت کے مالک تھے اس لیے بہت سی نظموں میں یکجہتی اور باہمی مساوات کا درس دیا اور مذہبی دائرے میں رہتے ہوئے اپنی وطن پرستی کا جذبہ پروان چڑھایا۔ ان کا مزاج حب الوطنی اور قومی یکجہتی سے اس قدر ہم آہنگ تھا کہ وہ مادر وطن سے محبت کا اظہار یوں کرتے گویا ذرے ذرے سے محبت کی فضا تلاش کر کے ہندوستان کے باشندوں کی دلچسپی کا سامان فراہم کر رہے ہوں۔

جب ۱۵/ اگست ۱۹۹۶ء کو مکتب امامیہ، پورہ معروف میں ایک طالب علم نے ان کی ایک نظم پڑھی تو لوگ جھوم اٹھے اور ان کی شعری استعداد کے قائل ہو گئے۔ اس نظم کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

پڑھ کے فارغ جو ہوں گے کبھی ہم، دیکھنا بڑھ کے ہم کیا کریں گے
یوں کریں گے وطن کی حفاظت، دیکھنے والے دیکھا کریں گے
جب کوئی حملہ آور بڑھے گا، اور چاہے گا برباد کرنا
بن کے ہم بھی بہادر سپاہی، دیش کی اپنے رکشا کریں گے

ان کے کلام کو پڑھتے ہوئے آپ کو جا بہ جا احساس ہوگا کہ وہ ہندی کے بھی رمز شناس تھے۔ ہندی لفظوں کو اردو میں پیوست کرنا ان کا خاص وطیرہ تھا۔ یہاں چوتھے مصرعے میں دیش کے ساتھ رکشا کا استعمال اس قدر پر کشش ہے کہ اس کی چاشنی محسوس کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ ان کی ایک اور نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گلشن ہندوستاں میں جب بہار آنے لگی
جھوم اٹھی ہر شاخ گل، بلبل غزل گانے لگی
تتلیاں گلشن کی آپس میں گلے ملنے لگیں
اور خوشبو ہر کلی کھل کھل کے بکھرانے لگی
شور اٹھا صبح دم آزاد بھارت ہوگیا
آمریت منہ چھپا کے دیش سے جانے لگی
سانس راحت کی لگا لینے ہر اک اہل چمن
ٹھنڈی ٹھنڈی جب ترنگے کی ہوا آنے لگی

اس بے مثال نظم میں انھوں نے آزادی کی اس مبارک صبح کی تصویر کشی کی ہے جب ہندوستان استعماریت کے چنگل سے نجات حاصل کر رہا تھا۔ یہ مبارک گھڑی ہمارے اسلاف کی قربانیوں کا ثمرہ تھی اور اس کا انھیں بھی شدت سے احساس تھا۔ ایک ایک مصرعے جذبات سے پُر ہیں جو ہر ہندوستانی کے دل میں وطن عزیز کی خاطر سینے پر گولی کھا کر بھی مسکرا کر جینے کا حوصلہ پیدا کرتے ہیں۔

ان کے کلام کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ بالا رادہ صنعتوں کا استعمال نہیں کرتے تاہم کہیں بلا ارادہ استعمال بھی اچھا خاصا تاثر پیدا کر دیتا ہے۔ ان کی شاعری کی زبان صاف اور سادہ ہے۔ کہیں کہیں مضامین کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے میں سبکی اور ہلکے پن کا بھی احساس ہوتا ہے۔

انھوں نے نعت اور منقبت بھی کہی ہے لیکن نعت میں کوئی خاص انفرادیت نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے نعت کو بحیثیت فن نہیں اپنایا، البتہ منقبت میں زور طبع دکھایا ہے۔ زبان صاف ستھری اور سلیس ہے۔ اس میں اجنبیت اور نامانوسیت کا احساس نہیں ہوتا بلکہ اپنائیت اور شیرینی سے دل پر اثر انگیز کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ کہیں کہیں ان کے اشعار میں ناہمواری اور درشتی کا بھی احساس ستاتا ہے۔ لاشعوری طور پر فنی اور عروضی خامیاں بھی در آئی ہیں جن سے مفہوم کی ادائیگی میں قدرے پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ ان خامیوں کے باوجود ان کی شعری استعداد اور قادرالکلامی پر کوئی حرف نہیں آتا، کیوں کہ وہ جس سماج اور معاشرے کی فرد تھے ان کی شاعری اس کی بہترین آئینہ دار ہے۔

محمد رضا معروفی نجفی

مولوی اقبال مہدی طاب ثراہ!

عربی زبان میں دو الفاظ ہیں افادہ یعنی فائدہ پہنچانا اور استفادہ یعنی فائدہ حاصل کرنا۔ استفادہ تو ہر شخص کرتا ہے مگر افادہ کے شرف سے ہر فرد مشرف نہیں ہو پاتا البتہ عزت و احترام کا متمنی ہر کوئی نظر آتا ہے جبکہ اس کا معیار ہی لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ انسان جتنے وسیع پیمانے پر لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اسی کے بقدر اس کی عزت بڑھتی ہے۔ اگر چہ معاشرے میں مادی فوائد پہنچانے والوں کی قدر و قیمت ہے لیکن وہ فائدے وقتی ہوتے ہیں لہذا وقت گزرنے کے ساتھ ہی عزت و احترام میں بھی کمی ہونے لگتی ہے۔ البتہ تعلیم و تربیت کے فوائد پائیدار ہوتے ہیں اس لیے نتیجے میں ملنے والی عزت بھی پائیدار ہوتی ہے اور احترام مستقل ہوتا ہے۔

الحمدللہ ہمارے پاس دینی اور تعلیمی درسگاہ کے ساتھ ساتھ درسگاہ کربلا بھی ہے جس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ ہر سن و سال بلکہ ہر مذہب و ملت کے افراد اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ مدرسہ کی تعلیم و تربیت محدود عمارت میں ہوتی ہے اور درسگاہ کربلا کے لیے جگہ محدود نہیں ہے۔ امامبارگاہ، بازار، سڑک، گلی کوچے، چوراہے اور لامحدود عمارتوں کی تعلیم و تربیت ہی درسگاہ کربلا میں فیوض و برکات اور فوائد پہنچانے والے لائق افراد مہیا کرتی ہے اور انھیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ لوگوں کو پیغام کربلا سے فیضیاب کرسکیں۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ایک ایسی شخصیت کے متعلق چند سطریں تحریر کرنے کا شرف ملا ہے جسے دونوں دسگاہوں میں خدمت انجام دینے کا شرف حاصل رہا ہے۔ جناب مولوی اقبال مہدی عزمیؔ معروفی طاب ثراہ جنھیں مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں۔ جو قوم کے لیے ایک عظیم سرمایہ تھے۔ وہ بیک وقت دینی مدرسہ میں بہترین مدرس بھی تھے اور درسگاہ کربلا میں پرُ تاثیر مرثیہ خوان بھی تھے۔ اور دنیائے شاعری میں کہنہ مشق شاعر بھی تھے جو قصائد کی محفلوں میں مقطع محفل

ہونے کا شرف رکھتے تھے۔

مرحوم نے وطن عزیز میں دریائے ٹونس کے ساحل پر واقع شبیہ کربلائے معلیٰ (روضہ امام حسینؑ) کی ذمہ داری زندگی کے آخری لمحات تک سنبھالی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہر شب جمعہ مومنین و مومنات جمع ہونے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کم از کم ہفتہ میں ایک دن سب مل جل کر ایک دکھیاری ماں سیدہ عالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ان کے مظلوم فرزند کا پرسہ پیش کریں۔

مرحوم طاب ثراہ نے ابھی اسی کیفیت کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ مرثیہ خوانی کے بعد بغیر کسی ذاتی رجحان اور جھکاؤ کے جو بھی مولوی یا ذاکر وقت پر موجود ہوتا اسے منبر پر آنے کی دعوت دیتے کیونکہ یہ طرز عمل قوم کو اختلاف سے دور رکھنے اور اتحاد کی طرف لے جانے میں بہترین معاون ہے اور جس کے لیے مرحوم طاب ثراہ ہر قدم پر کوشاں نظر آئے کیونکہ جب دیکھنے والے ایک بزرگ کی طرف سے اتحاد و اتفاق کا یہ نمونہ ملاحظہ کریں گے تو فطری طور پر وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے اور وہ بھی اخلاقی قدروں کی پاسداری کرتے ہوئے یہی راہ اپنانے کی کوشش کریں گے۔ ہم بچپن سے مرحوم اور دیگر بزرگان قوم کی یہ حکمت عملی دیکھتے چلے آرہے ہیں جس کی وجہ سے آج مختلف ماتمی انجمنوں کے باوجود ہمارے وطن کے مومنین کرام نے خود کو اتحاد و اتفاق کی تسبیح کے دھاگے میں پرو لیا ہے۔

ہم خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مرحوم طاب ثراہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

مولانا تسخیر حسین معروفی

یادوں کے نقوش

نیک سیرت، سادہ مزاج، سادہ لباس، پاک ذات و پاک صفات، حلیم الطبع، ہردلعزیز ہستی، اخلاق ومروت کی جیتی جاگتی تصویر اور ایک شفیق ومہربان استاد، عمدہ شاعر، بے مثال سوز خوان و مرثیہ خوان تھے جناب اقبال مہدی متخلص بہ عزمیؔ معروفی۔ موصوف مرحوم اپنے آپ میں ایک بے مثال شخصیت کے حامل تھے مگر صد حیف ۲۵ شعبان المعظم سنہ ۱۴۴۰ ہجری کو ہم ان کے ان تمام اخلاقی فیوضات و برکات سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے لیکن:

وہ ہوگیا ہے اگرچہ نگاہ سے مستور
مگر زبان تو اس کی مثال دے گی ضرور

بچپن میں ان کے پڑھائے ہوئے درس اور ان کے حوصلہ افزا جملے اور کلمات ابھی بھی میرے ذہنوں اور یادوں میں باقی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب بھی کوئی ممتحن مدرسہ میں امتحان کے لیے آتے تھے تو پہلے ہی سے موصوف مرحوم سبھی بچوں کو امتحان کے لیے تیار کرتے اور ان کا ہر طرح سے حوصلہ بڑھاتے تاکہ کسی کو امتحان دیتے وقت کسی طرح ڈر کا احساس نہ ہو یہاں تک کہ ممتحن کے بغل میں بیٹھتے بھی رہتے تھے تاکہ بچے مانوس رہیں۔ اسی طرح جب بھی مدرسہ میں ترانہ پڑھا جاتا تھا تو وہ مجھے ضرور پڑھنے والوں کی لائن میں رکھتے تھے۔ استاد محترم مرحوم کا ایسا ہی مشفقانہ انداز اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ ہوتا تھا وہ سبھی کی حوصلہ افزائی اور تشویق کرتے تھے۔ ان کے پڑھانے اور چھوٹے بچوں کو بہلانے اور تادیب کا انداز مشفقانہ اور پدرانہ ہوتا تھا۔

ان کی شفقت ومحبت صرف بچپن تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ جب بھی ہمارا ان کا سامنا ہوتا تھا احوال پرسی کرتے اور علم وتعلیم کے بارے میں جویا ہوتے تھے۔ ایک بار میں نے نماز جمعہ کے بعد شیعہ جامع مسجد میں ایک مجلس پڑھی تو مجلس کے بعد وہ مجھے ایک گوشے میں لے گئے اور نہایت مشفقانہ انداز

میں میرے مصائب پڑھنے کی بہت تعریف کرتے ہوئے مجھے دعاؤں سے نوازا اور کہا خدا تمہاری توفیقات میں اضافہ کرے اور اسی طرح مجلس پڑھتے رہو۔

یقیناً ایسے مشفق و مہربان شخص کا دنیا سے چلے جانا عظیم غم ہے۔ میں اہل خاندان بالخصوص مرحوم کی اہلیہ و فرزندان کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ خداوند عالم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات کو بلند کرے۔ اپنی بات کو اس شعر کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں کہ:

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

☆☆☆

محمد عیسیٰ معروفی

وہ عطر دان سا لہجہ میرے بزرگوں کا

ایک خاندان میں بزرگوں کا ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ گھر میں سکون، بزرگوں کے دم سے ہی ہوتا ہے اور برکت بھی۔ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: البرکۃ مع اکابر کم (گھر میں) برکتیں بزرگوں کے ساتھ ہوتی ہیں، اس کا واضح ثبوت ہے یا آپ کی دوسری حدیث نہایت قابل توجہ ہے جس میں ایک بزرگ کو قوم کے نبی سے تشبیہ دی ہے ''الشیخ فی اھلہ کالنبی فی امتہ'' بزرگ و معمر انسان اپنے خاندان میں نبی جیسا مقام رکھتا ہے۔ جو بزرگ کے مرتبے، عظمت اور اہمیت کو بیان کرتی ہے۔

معمر افراد نہ صرف خاندان بلکہ قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان کے تجربات نوجوانوں اور جوانوں کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں اس طرح سے کہ ان کی زندگی کے تجربات نوجوانوں کو منتقل ہوتے ہیں جو زندگی کے اتار چڑھاؤ، نشیب و فراز سے گزر کر کھٹے میٹھے تجربات نئی نسل کے حوالے کرتے ہیں۔ یہی بزرگان تو مکان کو گھر بنانے والے ایسے چراغ ہیں جو خود جل کر بھی اپنے بچوں کو روشنی دیتے ہیں اور انھیں کے رہتے ہوئے باقی تمام رشتہ داروں سے رشتہ جڑا رہتا ہے۔ جب جب اولاد اپنے راستہ سے بھٹک یا ڈگمگا جاتی ہے تو بزرگ ان کا سہارا بننے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

یقیناً خاندان کے بزرگان نعمت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی باتیں اور فیصلے اتنے قابل اہمیت ہوتے ہیں جس سے آپسی رنجش و کدورت، اتحاد و ہمدلی میں تبدل ہوجاتی ہے، ایسے روشنی بخش چراغ کے مانند ہوتے ہیں جو وحدت و ہمدلی کا محور و مرکز ہوتے ہیں اور وہ اپنی اس مرکزیت کا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے ایک مضبوط تن آور درخت کی طرح اپنی اولاد اور آنے والی نسل کے لیے ٹھنڈی چھاؤں بن جاتے ہیں۔ اپنے علمی تجربے کی روشنی سے ان کی زندگیوں کو منور کرتے ہیں اور ہمیشہ انھیں نئی جہت دینے کی تلاش میں رہتے ہیں۔

یہ بھی سچ ہے کہ جب کوئی چیز ہاتھ سے چلی جاتی ہے تب اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اسی طرح جب تک ہمارے درمیان معمر افراد موجود ہوتے ہیں تو ہم ان سے بے خیالی سے پیش آتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کون سا جوہری وجود کھو دیا جس کے بعد سوائے ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ایسی ہی ایک حکایت اس حقیقت کو بیان کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے ایک خاندان میں ایک قیمتی اور قدیمی ظرف ہوا کرتا تھا، ایک لا ابالی نوجوان نے بوڑھے شخص سے اس کی اہمیت کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ وہ نسلوں سے خاندان میں سب سے قیمتی ورثہ کی حیثیت سے محفوظ چلا آ رہا ہے اور خاندان کے ہر فرد اور نسل کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کرے۔ نوجوان نے کہا: اب اس کی حفاظت کا دور ختم ہوا کیونکہ وہ قیمتی ظرف موجودہ نسل کے ہاتھ سے پھسل کر فرش پر گرا اور چکنا چور ہو گیا۔ بوڑھا بولا: ''حفاظت کا دور ختم ہوا ندامت کا دور کبھی ختم نہ ہوگا''۔

یقیناً موت و زیست کی جنگ میں موت پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا ہے موت سب سے بڑی سچائی اور سب سے تلخ حقیقت ہے۔ یقیناً موت کوئی نیا حادثہ نہیں اور **کل نفس ذائقة الموت** پر ایمان کے باوجود اگر کوئی مخلص اس دنیا سے گذر جائے تو اس کے بچھڑنے کا افسوس فطری شئی ہے بالخصوص جب ایسے بزرگان ساتھ چھوڑ دیں جو خاندان کے محکم ستون کی حیثیت رکھتے ہوں۔ ان بزرگوں کو دیکھ کر، ان سے مل کر اور باتیں کر کے بہت ساری چیزیں سیکھنے کو ملتی تھیں۔ ان کے لہجوں سے اٹھنے والی بھینی بھینی خوشبو ہمیں معطر کرتی تھیں اور ایسا لگتا تھا جیسے روحانیت مادیت پر غالب آ رہی ہو۔ خاندان کے انھیں ستونوں میں سے ایک مستحکم ستون شاعر اہل بیتؑ، مداح آل رسول جناب اقبال مہدی مرحوم بھی تھے جن کا اب اس دنیا میں نہ ہونا یقیناً تمام افراد خاندان کے لیے ناقابل برداشت حقیقت ہے۔ وہ خدا آگاہ، خدا مست شخص تھے، شفقت سے پیش آنا، والہانہ وابستگی، انتہائی خوش مزاج، پابند صوم و صلاۃ، محب محمد و آل محمد، حد درجہ نیک، شفقت و محبت کا پیکر تھے۔

یوں تو مرحوم کی زندگی ہمیشہ سرگرمیوں والی رہی، خاندان کی سرپرستی، نئی نسل اور اولاد کی تعلیمی و تربیتی انتظام کے لیے راہ ہموار کرنا، مگر جو بارز ہنر پایا جاتا تھا وہ یہ کہ مدحت و شاعری کے میدان میں ان کا الگ ہی انداز تھا۔ ان کا خصوصی ترنم محافل کی جان ہوا کرتا اور پڑھنے کا انداز نرالا، ایام عزا میں بھی

ان کی سرگرمی ہم سب کے سامنے ہے۔

شاعر و مداح اہل بیتؑ ہونے کے سبب مذہبی، علمی، دینی اور تعلیمی پروگرام میں آس پاس کے مختلف علاقوں میں جایا کرتے تھے اور اس طرح اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میں اپنی نوکری کا ثبوت پیش کیا کرتے تھے۔ محمد وآل محمد کی شان میں مدحت، قصیدہ، مرثیہ خوانی اور نوحے کی شکل میں اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

ایسی شخصیت سے بچھڑنے کا افسوس نہ صرف ان کے اپنے عزیز و اقارب کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کا حلقہ احباب اور قوم کے افراد بھی رنجیدہ و افسردہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ رنج وغم مرحوم کی مقبولیت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ عزت وشہرت انسان کی زندگی میں اپنائے گئے دوسروں کے تئیں محبت، پیار اور خلوص سے حاصل ہوتی ہے۔

خداوند متعال سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت میں بھی اہل بیت علیہم السلام کا مداح وشاعر قرار دے وہاں بھی ذکر فضائل ومصائب میں مصروف رہیں اور جوار معصومین علیہم السلام میں جگہ عطا کرے نیز اعلیٰ علیین پر فائز کرے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

مولانا محمد ظفر حسین

مولوی اقبال مہدی عزمیؔ کا مختصر تعارف

اس عالم آب وگل میں انسانوں کی شخصیت ان کے کردار میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ ہر ظرف اپنے مظروف سے پہچانا جاتا ہے۔ ہم سب عالم اسباب میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کوئی چیز بلا سبب واقع نہیں ہوتی، صناع اپنی صنعت سے، شاعر اپنے کلام سے، مصنف اپنی تصنیف سے، عالم اپنے علم سے پہچانا جاتا ہے اور جب کسی ایک ذات میں کئی صفات ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو اس کی شخصیت کے مختلف گوشوں کا احاطہ آسان نہیں ہوتا۔ ایسی ہی ذات استاد محترم حافظ و مولوی اقبال مہدی مرحوم کی تھی جو بیک وقت حافظ، مولوی، علم دوست اور مرثیہ خواں، شاعر اور نیک خصال شخص تھے۔

ہمارے بڑے ابا جن کی شفقت و محبت ہم سبھی کے لیے زندگی کا بہترین سرمایہ تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت، حوصلہ افزائی اور زندگی کے تئیں مثبت رویوں نے زندگی کی دشوار گزار راہوں میں بھی ہمیں جینے کا سلیقہ سکھایا، اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ۲۵ شعبان ۱۴۴۰ھ بروز بدھ بمطابق یکم مئی ۲۰۱۹ء کی شام بعد نماز مغربین انھوں نے مختصر علالت کے بعد آخری سانس لی اور معبود حقیقی سے جا ملے۔

موصوف یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو ایک دیندار، مذہبی اور علمی گھرانے میں وہ پیدا ہوئے۔ مرحوم کے والد جناب غلام ہارون اور دادا جان محمد کربلائی و احمد کربلائی کا تعلق پورہ معروف سے تھا جو مالی لحاظ سے متوسط گھرانا تھا۔ جان محمد کربلائی تقریباً ۱۹۲۳ء میں کربلائے معلیٰ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جب وہ کربلا کے سفر پر روانہ ہوئے تو ان کے چھوٹے بھائی احمد کربلائی ان کو پنجاب تک چھوڑنے کے لیے گئے۔ جب دونوں پنجاب پہنچے تو احمد کربلائی نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ ہمیں بھی لے کر چلیں۔ دونوں بھائیوں نے کربلا کی زیارت کا شرف ایک ہی ساتھ حاصل کیا اور وہاں سے کچھ تبرکات بھی لے آئے جس میں خاک شفا کی ایک تسبیح تھی۔ اس تسبیح کے دانے کی ہم نے بھی زیارت کی ہے جس

کے بارے میں گھر کے بزرگ بتاتے تھے کہ جب تک یہ دانے ایک دھاگے میں پیروئے ہوئے تھے عاشور کے دن وہ تسبیح کے دانے سرخ ہوجایا کرتے تھے لیکن جب دانے کم ہونے لگے تو اس کا اثر بھی جاتا رہا (دانے کے کم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب گھر کا کوئی بزرگ دنیا سے رخصت ہوتا تھا تو تسبیح کا ایک دانہ ان کی کفن میں رکھ دیا جاتا تھا)۔

مرحوم کے والد غلام ہارون مرحوم مالی اعتبار سے بہت اچھے تھے انھوں نے بھی کربلا جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن ان کے کپڑے کی دوکان میں چوری ہونے کے سبب حالات سازگار نہ ہوسکے جس کی وجہ سے وہ نہ جاسکے۔

بڑے ابا مرحوم بذات خود نہایت شریف النفس، صوم وصلاۃ کے پابند اور خالص مذہبی قسم کے انسان تھے۔ یہ شرافت ان کو دادیہال اور نانیہال دونوں سے ورثے میں ملی تھی۔ آپ کی والدہ مرحومہ کا تعلق مبارکپور کے علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کے ماموں مشہور ومعروف عالم دین مولانا جواد حسین مرحوم اور مولانا علی حسین مرحوم تھے۔

موصوف مرحوم کے گھر کا ماحول چونکہ دینی تھا اس لیے زمانے کے رواج کے مطابق گھر پر ہی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا اس کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کو قرآن مجید کے حفظ کرنے کا بہت شوق تھا لہذا کچھ حد تک حفظ کیا تھا اور روزانہ نماز صبح کے بعد بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے۔ ہم نے خود اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب وہ تلاوت کرتے تھے سامنے رحل پر قرآن ہوتا تھا مگر وہ بند رہتا تھا اور آپ تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔

آپ علم دوست اور صاحب مطالعہ تھے اور ساتھ ہی ساتھ خدمت خلق کا جذبہ بھی بہت تھا۔ امامیہ مکتب کے قیام کے بعد انھوں نے مکتب میں پڑھایا بھی اور وقتاً فوقتاً اس کے سکریٹری بھی رہے۔ روضہ امام حسینؑ کی نگرانی بھی ان کے ذمہ تھی جسے انھوں نے آخری لمحات تک بخوبی نبھایا تھا۔ گھر کے ہر بچے کو عالم دین بنانے کی بہت خواہش تھی جس میں کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ اپنے چھوٹے بھائی مولانا تفضّل مہدی مرحوم کو اس راستے پر لگایا جو بہترین عالم، خطیب، مبلغ، واعظ بنے اور جامعہ جوادیہ عربی کالج بنارس میں زندگی کے آخری لمحے تک استاد رہے۔ اس کے علاوہ اپنے بھتیجوں اور پوتوں کو اس

راستہ کی ترغیب دلاتے رہے جس کے نتیجہ میں ان کے بھتیجے اور پوتے مختلف اداروں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔عزائے حسینؑ کے سلسلے میں ان کی خدمات اور سرگرمیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔وہ بہترین شاعر،سوزخوان،نوحہ خوان و مرثیہ خوان تھے۔

خداوند متعال ان کی ساری کاوشوں کو قبول فرمائے اوران کی مغفرت فرمائے اورمرحوم کے پسماندگان وخویشاوندان کوصبر جمیل عطا کرے۔آمین یارب العالمین

مولانا محمد ظفر حسین (استاد مدرسہ بقیۃ اللہ جلالپور)

☆☆☆

رضوان جعفر

تھے اخلاق مجسم میرے عزمیؔ نانا

پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد گرامی ہے: **"اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث من علم ینتفع به او صدقة تجری له او ولد صالح"** جب انسان دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کی وجہ سے جاری رہتا ہے۔ ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، صدقہ جاریہ اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ مرحوم ومغفور میرے نانا عزمیؔ معروفی کے اندر یہ تینوں صفات موجود تھیں۔ انھوں نے جہاں اپنے علم کے ذریعہ بہت سے طالب علموں کو سیراب کیا ہے وہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دوسری حدیث کے مطابق **"خیر کم من تعلم القرآن و علمه"** (تم میں سب سے اچھا اور بہتر انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے) انھوں نے علم کی روشنی پھیلائی اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دے کر معاشرے میں اچھا اور بہتر بن کر بھی دکھایا ہے۔

اسی طرح انھوں نے اپنی توان و استعداد کے مطابق صدقہ جاریہ بھی کیا اور نیک اولاد بھی چھوڑی ہیں جو ان کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور ان کے لیے مجالس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ اب ہمارے نانا مرحوم ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کا کردار، ان کا اخلاق وتواضع اور سادہ زیستی، ان کے نیک اعمال، ان کی خدمات ہمیشہ ہمارے درمیان رہیں گی۔

چاہے شاعری ہو، چاہے نوحہ ومرثیہ خوانی ہو یا روضہ کی خدمت ہو یا انجمن کی فلاح و بہبود کا کام ہو، یا محافل ومجالس کا پروگرام ہو، ہر جگہ آپ کے کردار کی خوبی اور حسن اخلاق کا مظاہرہ دیکھنے کو ملے گا۔ انھوں نے کبھی کسی کام کے لیے فخر نہیں کیا اور نہ ہی کسی کام کو پیشہ کے طور پر اختیار کیا بلکہ خدا اور اہل بیتؑ کی خاطر تمام کام کو انجام دیتے رہے۔ ان کے ذکر کو سکون کا باعث قرار دیتے تھے اور ہمیشہ ان کی غلامی پر فخر کرتے رہے:

عزمیؔ ثنائے آل ہمیشہ کیا کرو   تحفہ ہے خوب قبر کی تنویر کے لیے

کرم علی کا ہے عزمیؔ کی شاعری کیا ہے　　میں چند پھول عقیدت کے چمن کے لایا ہوں

خادم ابن بوتراب ہوں میں　　فخر عزمیؔ ہے یہ بجا اپنا

وہ ایک صابر وشا کر انسان ہونے کے ساتھ عبادت گزار شخص بھی تھے۔ان کی عبادت کا عالم یہ تھا کہ اول وقت نماز کی ادائیگی کے بعد گھنٹوں مستحبات کی ادائیگی اور تلاوت قرآن و دعا خوانی میں مصروف رہتے تھے۔ان کی عبادت کے دو ہی مقام تھے جہاں وہ سکون سے عبادت کرتے تھے اور وہیں پر بیٹھ کر اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ایک جگہ مسجد ہے اور دوسری جگہ ٹونس ندی کے کنارے پر واقع امام حسین علیہ السلام سے منسوب روضہ ہے۔

ہر صاحب کردار کا اس دنیا سے اٹھ جانا چاہنے والوں اور محبت کرنے والوں کے لیے ایک سخت مرحلہ ہوتا ہے لیکن اگر جانے والا خود عاشق و محب اہل بیت ہو تو دل کو حدیث کا سہارا مل جاتا ہے اور خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے کیونکہ ''**من مات علی حب آل محمد مات شهيدا**''جو شخص اہل بیت علیہم السلام کی محبت دل میں لیے ہوئے اس دنیا سے چلا جاتا ہے وہ شہید مرتا ہے۔

محب آل نبی کو کہیں بھی دفن کرو
یہ خاک جاکے در پنجتن سے ملتی ہے

خدا میرے نانا مرحوم کو جوار معصومین علیہم السلام میں جگہ عنایت فرمائے۔آمین یارب العالمین

☆☆☆

تعزیتی اشعار

غمزدہ قوم ہے اے عاشق سرور اقبال

نتیجہ فکر مولانا ارشاد حسین معروفی

عزم کے فضل و شرافت کے تھے مظہر اقبال
زہد کے ورع کے تقویٰ کے تھے پیکر اقبال

منتظم ایسے کہ تنظیم کو تھا ناز ان پر
متفکر بھی تھے تدریس کو لے کر اقبال

زندگی ان کی شب قدر سے طولانی تھی
لحن داؤد میں قرآن تھا لب پر اقبال

مرثیہ خوانی کا انداز جداگانہ تھا
کس سے ممکن ہے بھلا کھینچے وہ منظر اقبال

الفت آل پیمبر میں جو موت آئی ہے
زندگی پائی شہادت کی ہے مر کر اقبال

فیض پہنچایا ہے ہر قوم کو فن سے اپنے
بالیقیں آپ کا احسان ہے گھر گھر اقبال

آپ کے غم میں عزا ہوگئی سونی سونی
نوحہ ماتم میں ہے مصروف برابر اقبال

خانوادہ ہی نہیں سوگ میں تیرے گریاں
غمزدہ قوم ہے اے عاشق سرور اقبال

آپ کے غم میں جو ارشادؔ کو دکھ پہنچا ہے
کچھ تدارک تو کریں خواب میں آ کر اقبال

☆☆☆

وہ الفت کا گلستاں مولوی اقبال مہدی تھے

نتیجہ فکر مولانا رضوان المعروفی

محب آل و قرآں مولوی اقبال مہدی تھے
مثال اہل ایماں مولوی اقبال مہدی تھے

جوان کے ہاتھ میں دامن تھا اہل بیت و قرآں کا
ہر اک پہلو سے ذیشاں مولوی اقبال مہدی تھے

مفکر قاری قرآں مدبر ماہر تعلیم
سخن سنج و سخنداں مولوی اقبال مہدی تھے

مشام جاں معطر ہو رہے تھے اہل عالم کے
وہ الفت کا گلستاں مولوی اقبال مہدی تھے

بلا تفریق مسلک کام آتے تھے ہر انساں کے
کہ اک سچے مسلماں مولوی اقبال مہدی تھے

یہی فقرہ مچلتا ہے ہر اک انسان کے لب پر
بہت اچھے اک انساں مولوی اقبال مہدی تھے

سفیر راہ میثم آبروئے محفل و مجلس
قصیدہ مرثیہ خواں مولوی اقبال مہدی تھے
غدیر و کربلا کا دل میں عشق واقعی جب تھا
تو خنداں اور گریاں مولوی اقبال مہدی تھے
وقار انجمن مظلومیہ جان عزاداری
برائے ظلم طوفاں مولوی اقبال مہدی تھے
پس مردن ملا یہ اجر ان کو نوحہ خوانی کا
رسول حق کے مہماں مولوی اقبال مہدی تھے
یہ بعد دفن جب دیکھا مری چشم تصور نے
مکین باغ رضواںؔ مولوی اقبال مہدی تھے

☆☆☆

صاحب فکر گہربار جناب عزمی
شاعر عترت اطہار جناب عزمی
خیر مقدم در جنت پہ کرے گا رضواںؔ
لے کے جب جائیں گے اشعار جناب عزمی

☆☆☆

اس کی دونوں جہاں میں عزت ہے

نتیجہ فکر جناب کلیمؔ معروفی

ذیل کے اشعار میں جناب کلیمؔ معروفی نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ جناب اقبال مہدی مرحوم کے والد غلام ہارون مرحوم اور ان کے سبھی مرحوم بھائیوں (ضمانت مہدی، امانت مہدی، تفضّل مہدی، غلام صابر مرحومین) کے نام کو ذکر کیا ہے۔

جس کے دل میں علی کی الفت ہے
اس کے ہر ہر قدم پہ جنت ہے
کودے تنور میں بحکم امام
جبھی ہارون کی یہ عظمت ہے
دل میں رکھ لو ولایت حیدر
یہی ایمان کی ضمانت ہے
عشق حیدر سے جس کا ہے اقبال
اس کی ہر اک نظر میں صورت ہے
تم سمجھتے ہو جس کو اشک غم
خاص زہرا کی یہ امانت ہے
جس پہ اللہ کا تفضّل ہو
اس کی دونوں جہاں میں عزت ہے
جو بھی تھا اس جہان میں صابر
اس کی مشہور آج قوت ہے

آخرت جن کی بن چکی ہے کلیمؔ ان کو دنیا کی کیا ضرورت ہے

☆☆☆

شاعر سبط پیمبر تھے جناب اقبال

شاعر سبط پیمبر تھے جناب اقبال کربلا کا لیے منظر تھے جناب اقبال
ام لیلیٰ کا سکوں بن کے زمانے میں رہے نوحہ خوان علی اکبر تھے جناب اقبال
مرثیہ خوانوں کا جب ذکر کوئی کرتا ہے سب یہ کہتے ہیں کہ بہتر تھے جناب اقبال
لحن داؤد سے کچھ بھیک ملی تھی ان کو ہاں ترنم کا مقدر تھے جناب اقبال
مولوی ہونے کا سیرت سے پتہ چلتا تھا حسن اخلاق کے پیکر تھے جناب اقبال
دل میں جلتا تھا عزاداری سرور کا دیا اسی باعث تو منور تھے جناب اقبال
اپنی آغوش میں فردوس اٹھا لے گی انہیں خوشبوئے دیں سے معطر تھے جناب اقبال
ان کے سائے میں رہا ایک بڑا سا کنبہ آسماں کی طرح سر پر تھے جناب اقبال
اس حقیقت سے تو واقف ہے ہر اک شخص کلیمؔ خادم روضہ سرور تھے جناب اقبال

☆☆☆

وقف جو کر دے عزائے ابن زہرا پر حیات

نتیجہ فکر مولانا افتخار حسین مظہرؔ معروفی

موت کے زانو پہ جب سوتی ہے رکھ کے سر حیات تب کہیں پاتی ہے جنت میں سکوں جا کر حیات
موت کے صدقے میں پا جاتی ہے جائے مستقل ورنہ دنیا میں پھراتی رہتی ہے در در حیات
ہاں یہ سچ ہے باپ کو جس وقت آجاتی ہے موت تنگ ہو جاتی ہے دنیا میں یتیموں پر حیات
انبیاء آئیں گے اس کے خیر مقدم کے لیے وقف جو کر دے عزائے ابن زہرا پر حیات
کیوں بھلا آئے محب آل پیغمبر کو موت جب عطا کرتا ہے اس کو دائمی داور حیات
جس کو لینا ہے وہ لے لے بن کے حر وہب و زہیر بانٹتے ہیں کربلا کے دشت میں سرور حیات

عصر عاشورہ مکمل معرفت میں ڈوب کر
سجدہ معبود کرتی ہے تہہ خنجر حیات

موت اک عالم کی آخر کیوں نہ ہو عالم کی موت
بانٹتا ہے علم کی صورت میں یہ گھر گھر حیات

علم ہو تو موت بھی آتی ہے بن کر زندگی
ورنہ رہ جاتی ہے بن کر ایک دردِ سر حیات

مولوی اقبال تھے جب ذاکر آل رسول
ان سے پوچھو مرتبہ کیسا ملا کھو کر حیات

مستقل دیتے تھے عزمی درس قرآن مجید
اس طرح سے آپ نے کاٹی بہت بہتر حیات

جو بھی مظہرؔ دشمن آل رسول پاک ہیں
ختم ہوجاتی ہے ان کی خاک میں مل کر حیات

☆☆☆

فرش مجلس پہ جسے چشم سخنور ڈھونڈھے

نتیجہ فکر مولانا محمد اسلم معروفی

ایسا اقبال کہاں چشم منور ڈھونڈھے
ہر عزادار جسے فرش عزا پر ڈھونڈھے

مسند مرثیہ خوانی کو تری حاجت ہے
تجھ کو ایوان حسینی کا ہر اک در ڈھونڈھے

ہر عزادار کا اقبال کہاں ہے ایسا
فرش مجلس پہ جسے چشم سخنور ڈھونڈھے

راستہ خلد کا آسان ہے اس کی خاطر
اپنی بخشش کے لیے جس نے بہتر ڈھونڈھے

تیری تعلیم کے صدقے ہیں عمامے کتنے
کیوں نہ اب علم کی دستار ترا سر ڈھونڈھے

تشنگی جس نے بجھائی ہو ہر اک پیاسے کی
کیوں نہ ہر تشنہ دہن آج وہ ساغر ڈھونڈھے

اپنی پلکوں پہ غم شہ میں سجایا ہے جسے
ایسا قطرہ ہے جسے سارا سمندر ڈھونڈھے

طفل مکتب ہو جواں ہو کہ کوئی عمر دراز
ہر کوئی یاد تری دل میں بسا کر ڈھونڈھے

تیرے کردار کا جو نقش دلوں میں ابھرا
اس کو ہر صاحب کردار برابر ڈھونڈھے

جس کے اشعار سے حاصل ہو شعور مدحت
اب کہاں فکر و نظر ایسا سخنور ڈھونڈھے

یاد آتی ہے بہت مرثیہ خوانی تیری
نوحہ خوانی کو تری ماتم سرور ڈھونڈھے

روضہ حضرت شبیر کا بن کے خادم
کربلا کون ہے جو اپنی زمیں پر ڈھونڈھے

مدرسہ روضہ عزاخانہ کہاں پر آخر
نقش اقبال ترا دیدہ انصر ڈھونڈھے
اشک آنکھوں سے غم شہ میں بہانے والے
دلنشیں خلد بریں کا تجھے منظر ڈھونڈھے
بند ہوتی ہی نہیں آنکھ کبھی وہ اسلمؔ
قوم وملت کے ہراک خواب جو بہتر ڈھونڈھے

☆☆☆

خادم شافع محشر تھے جناب اقبال

نتیجہ فکر مولانا شمیم حیدر ناصری (استاد حوزہ رسول اعظم، ناگپور)

عاشق آل پیمبر تھے جناب اقبال
آل و قرآں کے سخنور تھے جناب اقبال
نوحہ و مرثیہ خواں قاری قرآن مجید
کس قدر اعلیٰ مقدر تھے جناب اقبال
غیر افراد بھی خوش ہوتے تھے ان سے مل کر
اتنے عادات کے خوشتر تھے جناب اقبال
ہر گھڑی دین کی خدمت کو فریضہ سمجھا
خادم شافع محشر تھے جناب اقبال
اپنے ہمعصروں میں بن کر وہ رہے ایک نظیر
خلق و آداب میں بہتر تھے جناب اقبال
آپ کے دم سے ہوئیں علم کی شمعیں روشن
علم کے چرخ کے اختر تھے جناب اقبال
زندگی اپنی عبادت میں بسر کی ساری
بندہ خالق اکبر تھے جناب اقبال
حاضری سے کبھی اک آن نہ ہو پایا گریز
در سرور کے گداگر تھے جناب اقبال
مدحت آل عبا کرتے تھے بے خوف و خطر
خادم میثم و بوذر تھے جناب اقبال
رکھتے تھے عزم مصمم تھا تخلص عزمی
عاشق حیدر صفدر تھے جناب اقبال
ناصریؔ جب وہ پڑھاتے تھے ہمیں مکتب میں
مہرباں سب پہ برابر تھے جناب اقبال

☆☆☆

جو تھا عزمیؔ بلند مرثیہ خواں

(آزاد نظم)

نتیجہ فکر مولانا محمد رضی معروفی (استاد مدرسہ امام صادقؑ، جلالپور)

وہ معلم تھا حسن و خوبی کا — شوق رکھتا تھا علم جوئی کا
اس کو حاصل تھی علم کی صحبت — جس سے تخئیل کو ملی رفعت
تربیت درسگاہ دینی میں — خرد سالوں کی خوب کرتا تھا
جن سے آباد ہے نجف اور قم — روز ان کو بھی درس دیتا تھا
وہ تھا دیندار نیک خو انساں — شاعر اہل بیت مرثیہ خواں
روز قرآں ہمیں پڑھاتا تھا — اس کے مفہوم بھی بتاتا تھا
شوق رکھتا تھا وہ عبادت کا — یعنی اللہ کی اطاعت کا
زندگی بے مثال تھی اس کی — یا کہوں با کمال تھی اس کی
اس نے ہیرے کئی تراشے ہیں — علم کے آئینے بنائے ہیں
جس کی خاطر ہیں اشکبار آنکھیں — خانوادے کی سوگوار آنکھیں
ہوگیا راہی جنت خنداںؔ — جو تھا عزمی بلند مرثیہ خواں

☆☆☆

ہوگئے خلد کے حقدار جناب اقبال

نتیجہ فکر جناب عامر جونپوری

میرے مولا کے عزادار جناب اقبال — کربلا کے تھے وفادار جناب اقبال
دل میں تھی بس یہ تمنا کہ زیارت کرلوں — موت سے ہوگئے دوچار جناب اقبال
آپ سے اتنی محبت تھی امام آخر — چل دیئے چھوڑ کے گھر بار جناب اقبال

دہر میں حافظ قرآں کا لقب ان کو ملا
ہو گئے اس قدر انوار جناب اقبال
بچپنے میں ہی وہ تعلیم کو حاصل کر کے
بن گئے سب کے مددگار جناب اقبال
اک زمانے میں ترنم کے تھے لیڈر دیکھو
سن کے سب جھومیں ہیں ہر بار جناب اقبال
ان کے نوحے اور سلاموں کی نہیں کوئی مثال
تھے ترنم کے یہ فنکار جناب اقبال
مرثیہ خوانی میں ان کا کوئی ثانی نہ رہا
سو کے خود کر گئے بیدار جناب اقبال
نوحہ خوانی کا شرف خوب ملا دادا کو
کہتے ہیں جعفر طیار جناب اقبال
آپ کی یاد محرم میں بہت آتی ہے
کہتا ہے آپ کا گھربار جناب اقبال
کربلا والوں کی یادوں میں جو عاشور کے دن
مرثیہ پڑھتے تھے ہر بار جناب اقبال
وقت آخر جو ہوا جلوہ سردار جناں
ہو گئے خلد کے حقدار جناب اقبال
کیسے لکھ پائے بھلا اتنی فضیلت عامرؔ
آپ ہیں زہرا کے غمخوار جناب اقبال

☆☆☆

روضہ شہ کے مجاور تھے جناب عزمی

نتیجہ فکر فیضان جعفر علی

نوحہ خواں، آل کے شاعر تھے جناب عزمی
مرثیہ خوانی میں ماہر تھے جناب عزمی
آپ کو دیکھ کے خود ظلم کو حیرانی تھی
عاشق شاہ تھے صابر تھے جناب عزمی
مال دنیا کی نہ تا عمر کبھی کی خواہش
رب کی تقسیم پہ شاکر تھے جناب عزمی
علم قرآن و شریعت کا دیا کرتے تھے
یعنی تدریس میں ماہر تھے جناب عزمی
زیور علم سے آراستہ بچوں کو کیا
قوم و ملت کے وہ ناصر تھے جناب عزمی
کیوں نہ فیضانؔ ملے ان کو جوار رحمت
روضہ شہ کے مجاور تھے جناب عزمی

☆☆☆

شاعر سید ابرار تھے عزمی دادا

نتیجہ فکر جعفر طیار معروفی

غلام سید ابرار تھے عزمی دادا
مدح کرنے کو جو تیار تھے عزمی دادا

علم حاصل جو کیا آپ نے شہ کے در سے
اس لیے علم میں فنکار تھے عزمی دادا

روضہ حضرت شبیر کی خدمت کے لیے
ہمہ تن گوش جو تیار تھے عزمی دادا

مرثیہ پڑھنے کا انداز نرالا تھا بہت
ایسے زہرا کے وہ غمخوار تھے عزمی دادا

ذکر سرور میں ہمیشہ ہی تھے سب سے آگے
شاعر سید ابرار تھے عزمی دادا

آپ کو دشمن حیدر سے عداوت تھی بہت
واقعی حق کے پرستار تھے عزمی دادا

عشق شہ میں قضا نماز نہ کی
واقعی شہ کے عزادار تھے عزمی دادا

شاعری جعفر طیارؔ نے ان سے سیکھی
تم سے کرتے وہ بہت پیار تھے عزمی دادا

☆☆☆

ذکر اللہ کا کرتے تھے ہمیشہ عزمی

نتیجہ فکر محمد طفیل معروفی

کام لوگوں کے لیے کر گئے ایسا عزمی
اس لیے اب بھی ہے نام آپ کا زندہ عزمی

مجلسوں محفلوں میں کرتے تھے سبقت سب پر
مرثیہ خوانی ہو کہ یا ہو قصیدہ عزمی

کتنی نظمیں بھی لکھیں کتنے قصیدے لکھے
شاعری کے بھی ہنر میں تھے دوبالا عزمی

اپنے معبود کے سجدے ہی کیا کرتے تھے
ذکر اللہ کا کرتے تھے ہمیشہ عزمی

میرے اس زور قلم میں کوئی طاقت ہی نہیں
ورنہ کچھ اور تری شان میں لکھتا عزمی

خدمت خلق میں رہتے تھے ہمیشہ کوشاں
اس طرح کا تھا طفیلؔ آپ کا جذبہ عزمی

☆☆☆

حصہ دوم

کلیاتِ عزمیؔ

(نعت، نوحہ وسلام، منقبت وغیرہ)

نعت

کھلی زبان صداقت نبی کی مدحت میں

الٰہی بھیج دیار نبی رحمت میں
کہ سیر کرنے کا دل چاہتا ہے جنت میں

قسم خدا کی مسلماں وہ ہو نہیں سکتا
ذرا بھی شک کرے جو آپ کی نبوت میں

مخالفین سے بھی مسکرا کے پیش آؤ
قسم خدا کی ہے یہ بھی نبی کی سنت میں

نبی کے ادنیٰ اشارے سے چاند دو ٹکڑے
زمانہ دیکھ کے ڈوبا ہوا تھا حیرت میں

میں بزم پاک میں آکر سمجھ نہیں پاتا
الہٰ باد میں ہوں یا ریاض جنت میں

نظر جو سورہ یاسین پر پڑی اپنی
کھلی زبان صداقت نبی کی مدحت میں

فراز دار سے میثم نے یہ سکھایا ہے
کہ جان دیتے ہیں کیسے علی کی الفت میں

نبی و آل سے جو شخص بغض رکھے گا
قدم رکھے گا وہ کیسے ریاض جنت میں

بیاں ہے عظمت و اوصاف اہل بیت نبی
کلام پاک کی ہر ایک ایک آیت میں

حسین کرتے بھلا کیسے بیعت فاسق
کہ فاصلہ ہے بہت رجس میں طہارت میں

کرم نبی کا مدینے میں دیکھ کر عزمیؔ
کھلی زبان صداقت نبی کی مدحت میں

☆☆☆

گود میں آمنہ کے رشک قمر دیکھا ہے

گود میں آمنہ کے رشک قمر دیکھا ہے
نور پھیلا ہوا تاحد نظر دیکھا ہے

خلق پیغمبر اعظم کا اثر دیکھا ہے
موم ہوتے ہوئے پتھر کا جگر دیکھا ہے

فرش گیتی پہ کہیں مرسل اعظم کے سوا
جسم کا سایہ نہ پڑتا ہو بشر دیکھا ہے

سر بلند دیکھا ہے اسلام کو ہوتا ہم نے
ٹوٹتے کفر و ضلالت کی کمر دیکھا ہے

ان کی انگشت مبارک کا اشارہ پاکر
سب نے ہوتے ہوئے دو ٹکڑے قمر دیکھا ہے

جز در فاطمہ زہرا کوئی بتلائے تو
کہیں اترا ہے ستارہ کوئی در دیکھا ہے

جاکے فطرس نے فرشتوں سے یہ پوچھا ہوگا
جس جگہ ملتے ہیں پر، تم نے وہ در دیکھا ہے

گر نہ ہوتے جو علی ہو کے میں رہ جاتا ہلاک
یہ کتابوں میں لکھا قول عمر دیکھا ہے

ہم نے اشجار کو سرکار کے آگے عزمیؔ
بہر تعظیم جھکاتے ہوئے سر دیکھا ہے

☆☆☆

ہر طرف پھیلی ہوئی غار حرا کی خوشبو

جب مدینہ سے چلی صل علیٰ کی خوشبو
ہر طرف پھیل گئی دین خدا کی خوشبو

کوئی اندازہ لگائے تو لگائے کیسے
ہے محمد کے پسینے میں بلا کی خوشبو

جس پہ معراج میں ٹپکا تھا پسینہ ان کا
سونگھا کرتے ہیں ملک عرش علیٰ کی خوشبو

آسمانوں کا سفر کرکے پلٹ آئے حضور
سونگھتے رہ گئے جبریل فضا کی خوشبو

جھوم اٹھے ہیں ملک عرش علیٰ کے اوپر
پاکے معراج میں محبوب خدا کی خوشبو

آگیا خلد بریں سے پئے حسنین لباس
عرش پر پہنچی جو زہرا کے دعا کی خوشبو

فتح نے چوم لیے پائے مبارک ان کے
پھیلی خیبر میں علی شیر خدا کی خوشبو

ہم سجا کر جو رکھتے ہیں علم غازی کا
آنے لگتی ہے شہنشاہ وفا کی خوشبو

ہر عزادار حسینی کا مہکتا ہے مکاں
کربلا سے ہے ملی خاک شفا کی خوشبو

سارے عالم میں ہے اقرا کی بدولت عزمیؔ
ہرطرف پھیلی ہوئی غار حرا کی خوشبو

☆☆☆

غار حرا سے پھیلی ہے اقرا کی روشنی

کتنی حسیں ہے گنبد خضریٰ کی روشنی
ہے محو دید عرش معلیٰ کی روشنی

یہ چاند تارے مہر مبیں اور کہکشاں
سب ہیں نبی کے روئے مجلیٰ کی روشنی

ادنا جھلک ہے نور رسالت مآب کی
موسیٰ لیے ہیں جو ید بیضا کی روشنی

روح الامیں ہیں لائے اسے آسمان سے
غار حرا سے پھیلی ہے اقرا کی روشنی

طیبہ کی سرزمین سے رضواں کے باغ تک
پھیلی ہوئی ہے گلشن طیبہ کی روشنی

اہل مدینہ فرش خوشی سے اچھل پڑے
دیکھی جو ہے حضور کے ناقہ کی روشنی

نظارہ کر رہے ہیں ملک آسمان سے
رشک جناں بنی ہے مدینہ کی روشنی

جس میں ہے سیرت شہ ابرار کی چمک
ہم کو پسند ہے وہ صحابہ کی روشنی

بھٹکا سکی نہ ہم کو سقیفہ کی تیرگی
ہے ساتھ میں غدیر کے مولا کی روشنی

عزمیؔ صلہ میں اجر رسالت کے خلد میں
پہنچائے گی مودت قربیٰ کی روشنی

☆☆☆

چلے آؤ زمانے میں دوبارہ یارسول اللہ

نہ ہوگا آپ کا جس کو سہارا یا رسول اللہ
پھرے گا حشر میں وہ مارا مارا یا رسول اللہ

ہوا جب آپ کا ادنیٰ اشارہ یا رسول اللہ
تو دیکھا چاند کو سب نے دو پارہ یا رسول اللہ

مرے سرکار کشت کفر کو پامال کرنے کو
چلے آؤ زمانے میں دوبارہ یا رسول اللہ

تلاطم میں اگر نظر کرم ہوجائے مولا کی
یہ بیڑا پار ہوجائے ہمارا یا رسول اللہ

مجھے اک بار کم سے کم مدینے میں بلا لیجیے
کہ کرلوں میں بھی جنت کا نظارہ یا رسول اللہ

کوئی بھی امتی سرکار کا جائے جہنم میں
نہ ہوگا آپ کو ہرگز گوارا یا رسول اللہ

جہاں میں کفر پھر اسلام کو آنکھیں دکھاتا ہے
علی کو لے کے آجاؤ دوبارہ یا رسول اللہ

مدینہ میں ہر اک کی حسرتوں پر پھر گیا پانی
در حیدر پہ جب اترا ستارہ یا رسول اللہ

سنہری جالیوں کو چومنے کے واسطے آقا
بہت بے چین ہے عزمیؔ تمہارا یا رسول اللہ

☆☆☆

رسول پاک کی خوشبو سے کل جہاں مہکے

بنی کا ذکر کروں تو مری زباں مہکے
دہن بصورت باغیچہ جناں مہکے
زمین مہکے فضا مہکے آسماں مہکے
رسول پاک کی خوشبو سے کل جہاں مہکے
شمیم مدح رسول زمن ہے ساتھ اگر
مرے سخن کا جدھر جائے کارواں مہکے
شمیم عشق علی کا کمال تو دیکھو
فرازدار پہ میثم سا مدح خواں مہکے
نماز فجر ادا کرکے باوضو رہ کر
کروں تلاوت قرآن تو مکاں مہکے
مرے حضور ہیں نبیوں میں اس طرح عزمی
گلاب جس طرح پھولوں کے درمیاں مہکے

☆☆☆

معراج رسول اکرمؐ

۲۶ رجب ۱۴۲۷ ہجری کو پڑھا گیا کلام۔

مسکرائے نہ وہ کیوں راہ گذر آج کی رات
رب کے محبوب کا ہے جس پہ سفر آج کی رات
جس جگہ اڑتے ہیں ملکوت کے پر کے پردے
اس سے بھی آگے بشر کا ہے گذر آج کی رات
آگے بڑھتا ہوا تاروں کے ہر اک عالم سے
عرش اعظم پہ چلا دیں کا قمر آج کی رات
شوق دیدار محمد میں کھڑی ہیں حوریں
باغ فردوس کے کھولے ہوئے در آج کی رات
اس طرح پھیلی ہے اس نور مجسم کی ضیا
نور ہی نور ہے تا حد نظر آج کی رات
حل کیے دیتا ہے جس طرح کوئی شیر و شکر
مل گیا نور سے یوں نور نظر آج کی رات
شادمانی کا یہ عالم ہے کہ اللہ اللہ
خنداں عزمیؔ ہیں ملک جن و بشر آج کی رات

☆☆☆

نظمیں

ماہِ صیام

ہر جگہ گفتگو عوام کی ہے
آمد آمد مہہ صیام کی ہے

وہ فضیلت مہہ صیام کی ہے
یہاں حاجت کہاں کلام کی ہے

رب کا مہمان ہے ہر اک بندہ
یہ سعادت ہر اک غلام کی ہے

سال میں یوں ہے عظمت رمضاں
جیسی امت میں اک امام کی ہے

نور وہ ہے ہلال رمضاں میں
روشنی صبح جیسی شام کی ہے

جس کا معبود میزبان بنے
اس کو حاجت کہاں طعام کی ہے

اس میں رحمت خدا نے عام کی ہے
یہ گھڑی عز و احترام کی ہے

ساقیا کھول اپنا میخانہ
طلب عشق حسن کے جام کی ہے

لطف اندوز ہوں گے سحری میں
اور افطاری وقت شام کی ہے

کھاکے افطاری لوگ کہہ دیں گے
اب تو حاجت نہیں طعام کی ہے

اترا قرآن اور ولادت بھی
مومنوں دوسرے امام کی ہے

جو مشرف ہوا ہو روزوں سے
عید اس صاحب صیام کی ہے

روح مومن کا ہے قیام جہاں
وہ جگہ وادی السلام کی ہے

اور برہوت کی جو وادی ہے
وہ جگہ دشمن امام کی ہے

چند اشعار کہہ جو لیتا ہوں
یہ نوازش مرے امام کی ہے

کس عقیدت سے ہے لکھا عزمیؔ
ہر سو شہرت ترے کلام کی ہے

☆☆☆

عید کے دن

صبح دم پھوٹی جو سورج کی کرن عید کے دن
ہر طرف ہونے لگا عید ملن عید کے دن

نکہت گل سے معطر ہے فضائے گلشن
ہر کلی شاخ پر کھولے ہے دہن عید کے دن

اپنے ماں باپ سے سب عیدی کے پیسے لیکر
بچے بچے نظر آتے ہیں مگن عید کے دن

لے کے رضوان جو آیا تھا لباس جنت
پہنے نکلے ہیں حسین اور حسن عید کے دن

اپنے کاندھوں پہ نواسوں کو بٹھا کر آقا
بہرِ دوگانہ چلے شاہ زمن عید کے دن

فضل حق سے ہے مسرت ہی مسرت کا ہجوم
دل سے سب مٹ گئے ہیں رنج ومحن عید کے دن

ہر طرف عید مبارک کا ہے بینر عزمیؔ
کوچہ کوچہ نظر آتا ہے دلھن عید کے دن

☆☆☆

منظر عید کا

اللہ اللہ کتنا دلکش ہے یہ منظر عید کا
لطف لیتے ہیں فلک والے بھی آ کر عید کا

مرغیوں کے لیکے پر آپس میں بچوں نے کہا
آؤ بازی پر اڑائیں ہم کبوتر عید کا

شکر کے سجدے کریں ہم کیوں نہ دگانہ پڑھیں
ہو گیا قسمت سے دن ہم کو میسر عید کا

جس کے اندر ہو شراب الفت آل نبی
ساقیا ہم کو پلا ساغر پہ ساغر عید کا

دیکھ کر ماتھے پہ اس کے چاند ہر اک نے کہا
عید کی آئی ہے شب جھومر لگا کر عید کا

فاطمہ زہرا نے فرمایا مرے پیارو اٹھو
دیکھو جوڑا آ گیا رضوان لیکر عید کا

ان کو سینے سے رسول اللہ نے لپٹا لیا
آ گئے حسنین جب جوڑا پہن کر عید کا

عطر کی بہتات ہے خوشبو سے گلیاں بس گئیں
کیوں نہ ہو ہے موجزن عزمیؔ سمندر عید کا

☆☆☆

ساون میں

جب بھی لہراتے ہیں وہ زلف دوتا ساون میں
ایسا لگتا ہے اٹھی کالی گھٹا ساون میں

ساقیا ایسا پلا جام ولا ساون میں
جس کا قائم رہے دن رات نشہ ساون میں

ہو کسی کا نہ کبھی یار جدا ساون میں
ورنہ آئے گا نہ جینے کا مزہ ساون میں

ان کے آنے میں ہوئی دیر تو یہ بول اٹھے
مجھ سے کیا روٹھ گیا یار مرا ساون میں

آؤ آؤ چلیں ہم باغ میں جھولا ڈالیں
جھول کر دیکھ لیں ساون کا مزہ ساون میں

بہر تفریح نہ کیوں باغ میں جاؤں عزمیؔ
صبح دم آتی ہے جنت کی ہوا ساون میں

☆☆☆

روز جمہوریہ ۲۶ جنوری

جنوری کے آسماں پر چاند چمکائیں گے ہم
اور اجالا ہر طرف بھارت میں پھیلائیں گے ہم

گیت آزادی کا سب مل جل کے اب گائیں گے ہم
اور ترنگا ہر گلی کوچہ میں لہرائیں گے ہم

صبح دم اٹھ کر کہیں گے بھارت ماتا زندہ باد
اور یہی نعرہ سدا بھارت میں لگوائیں گے ہم

کوئی دشمن آنکھ دکھلائے گا اپنے دیش کو
اس کی رکچھا کے لیے سرحد پہ ڈٹ جائیں گے ہم

چھوڑ کر بھاگے فرنگی کس طرح اس دیش کو
اپنے پیارے بچو کو اتیہاس بتلائیں گے ہم

☆☆☆

گلشن ہندوستاں میں جب بہار آنے لگی
جھوم اٹھی ہر شاخ گل بلبل غزل گانے لگی

تتلیاں گلشن کی آپس میں گلے ملنے لگیں
اور خوشبو ہر کلی کھل کھل کے بکھرانے لگی

شور اٹھا صبح دم آزاد بھارت ہوگیا
آمریت منھ چھپا کر دیش سے جانے لگی

سانس راحت کی لگا لینے ہر اک اہل چمن
ٹھنڈی ٹھنڈی جب ترنگے کی ہوا آنے لگی

☆☆☆

یوم آزادی

یوم آزادی یعنی ۱۵/اگست ۱۹۹۶ء کو مدرسہ امامیہ پورہ معروف میں یہ نظم پڑھی گئی تھی۔

پڑھ کے فارغ جو ہوں گے کبھی ہم دیکھنا بڑھ کے ہم کیا کریں گے
یوں کریں گے وطن کی حفاظت دیکھنے والے دیکھا کریں گے

جب کوئی حملہ آور بڑھے گا اور چاہے گا برباد کرنا
بن کے ہم بھی بہادر سپاہی دیش کی اپنے رکچھا کریں گے

جب کوئی غیر آنکھیں دکھا کر چاہے گا ہم کو مرعوب کرنا
سامنے اس کے ڈٹ جائیں گے ہم دیکھنا بڑھ کے پسپا کریں گے

آج لہرائیں گے ہم ترنگا اور سجا ڈالیں گے گوشہ گوشہ
آج آزاد بھارت ہوا ہے اس لیے جشن اعلیٰ کریں گے

چاہے گاندھی ہوں یا ہوں جواہر، اندرا ہوں کہ ہوں راجو گاندھی
پیش کر کے خراج عقیدت نام ہر اک کا زندہ کریں گے

آج مولانا آزاد کو بھی یاد کر کے ہر اک آن لوگوں
ملک کی جتنی بھی کی ہے خدمت آج مل جل کے چرچا کریں گے

چاہے ہندو ہوں مسلم ہوں سکھ ہوں جتنی بھی قوم ہیں ملک باسی
سب کی خدمت میں ہم تہنیت کا پیش بڑھ بڑھ کے تحفہ کریں گے

عزم عزمیؔ کا اب بھی جواں ہے، ہے جوانی کے مرکز پہ قائم
لے کے ہاتھوں میں جھنڈا ترنگا شان سے اس کو اونچا کریں گے

☆☆☆

گلشن کی آواز

جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب لکھنؤ اور اس کے ذریعہ ہندوستان میں پھیلے مکاتب کی شان میں ۱۹۹۳ء کو یہ نظم مدرسہ امامیہ پورہ معروف میں پڑھی گئی۔

آواز دے رہا ہے یہ گلشن جگہ جگہ
اے بلبلوں بنالو نشیمن جگہ جگہ

کیسے مشام دیں نہ معطر ہو دوستوں
تنظیم نے ہیں رکھدیئے چندن جگہ جگہ

کیوں جگمگا نہ اٹھے شریعت کی کائنات
تنظیم کے چراغ ہیں روشن جگہ جگہ

نشر علوم آل محمد کے سلسلے
حیراں ہیں دیکھ دیکھ کے دشمن جگہ جگہ

اٹھے گی باب علم سے جب علم کی گھٹا
برسے گا جھوم جھوم کے ساون جگہ جگہ

☆☆

رہتا ہے ذکر بچوں میں اکثر جگہ جگہ
ہے ہم پہ فضل خالق اکبر جگہ جگہ

نشر علوم آل محمد کے واسطے
قائم ہیں مکتبوں کے یہ دفتر جگہ جگہ

یا رب حصول علم کی توفیق دے ہمیں
تبلیغ دین حق کریں پڑھ کر جگہ جگہ

بجھتی ہے جس سے تشنگی علم دوستو
حب علی کا ہے وہ سمندر جگہ جگہ

مکتب ہے یا کہ ہے یہ کھلا جعفری چمن
بچے ہیں اس میں مثل گل تر جگہ جگہ

پروانہ وار آئیں نہ کیوں بچے قوم کے
روشن ہے شمع دین پیمبر جگہ جگہ

ہوتے ہیں عام فیض مکاتب سے دہر میں
کردار عسکری کے بھی جوہر جگہ جگہ

محدود اس کا نام فقط ہند تک نہیں
چرچا ہے اس کا ملک کے باہر جگہ جگہ

تعلیم سے یہ بچے نظر آتے کوسوں دور
رہ جاتے بن کے جہل کا لشکر جگہ جگہ

قائم نہ ہوتے گر یہ مکاتب امامیہ
قرآن ہوتا سیکھنا دوبھر جگہ جگہ

بچوں کے نام درج ہیں فوج امام میں
رکھے ہوئے ہیں پڑھ لو رجسٹر جگہ جگہ

تجھ پہ فدا ہے دل سے ہر اک بچہ قوم کا
ہے فیض جس کا قوم میں گھر گھر جگہ جگہ

عزمیؔ بھی اس ادارہ کا خدمت گزار ہے
اس کا بھی نام آتا ہے اکثر جگہ جگہ

☆☆☆

ترانہ

مدرسہ امامیہ پورہ معروف کے لیے یہ ترانہ تحریر کیا تھا۔

ہے بزرگوں کے یہ ہاتھوں کا سنوارا مدرسہ
اس لیے حد سے سوا ہم کو ہے پیارا مدرسہ

فخریہ کہتے ہیں تجھ کو دیکھ کر اہل وطن
نازش ارض وطن ہے یہ ہمارا مدرسہ

یہ دعا کرتا ہے اپنا بچہ بچہ دوستوں
تا ابد قائم رہے یا رب ہمارا مدرسہ

مرحبا صد مرحبا کہہ کر ترا صبح و مسا
آسماں والے بھی کرتے ہیں نظارہ مدرسہ

تشنگان علم کو سیراب کرتا ہے سدا
بحر علم جعفری کا ہے یہ دھارا مدرسہ

سچ ہے برآئی تمنا بانی تنظیم کی
قریہ قریہ میں جو ہے قائم ہمارا مدرسہ

دیکھ کر ضوبار تجھ کو کہتے ہیں اہل وطن
آسمان علم کا ہے ماہ پارہ مدرسہ

مل گئی قسمت سے تجھ کو کربلا کی سرزمیں
اور دریائے ٹونس کا بھی کنارا مدرسہ

تیری خدمت کے لئے عزمیؔ کو بے حد شوق تھا
ہوگیا حاضر میں پاکر اک اشارہ مدرسہ

☆☆☆

انوارالعلوم

یہ نظم ۹ر فروری ۲۰۰۳ء کو مدرسہ انوارالعلوم الہ آباد کی یوم تاسیس کے موقع پر پڑھی گئی۔

کیا بیاں ہم سے ہو تیری شان انوارالعلوم
پنجتن کا تجھ پہ ہے فیضان انوارالعلوم

ان کے صدقے میں ہی باب علم ہے تیرا کھلا
جن کے گھر نازل ہوا قرآن انوارالعلوم

باب شہر علم کی بے مثل عظمت کے طفیل
تیرا دروازہ ہے عالیشان انوارالعلوم

ہر مبلغ دین حق کا دے رہا ہے یہ صدا
پیکر تبلیغ کی ہے جان انوارالعلوم

تیرے حق میں سید جودی کی خدمت دیکھ کر
خوش ہے روح حضرت ذیشان انوارالعلوم

ذات اقدس پر رضی حیدر کی نازاں قوم ہے
جن سے دو بالا ہے تیری شان انوارالعلوم

کلب عباس اللہ اور مولانا صغیر
تجھ پہ سو سو جان ہیں قربان انوارالعلوم

جلوہ فرما جب ہوئے یہ مسند تدریس پر
جگمگا اٹھا ترا ایوان انوارالعلوم

غیر ہو کیوں داخل ایوان انوارالعلوم
ہے بلال معتبر دربان انوارالعلوم

تیرے دامن میں وہی پلتے ہیں مرغان چمن
جو ہیں خوش آواز، خوش الحان انوارالعلوم

تیری شفقت اور مروت کا سدا گائیں گے گن
ہم نہ بھولیں گے ترا احسان انوارالعلوم

کیوں نہ ہوں سیراب آکر تشنگان علم دیں
ہے ترا چشمہ رواں ہر آن انوارالعلوم

قریہ قریہ میں ہے جب پھیلی تری بوئے چمن
کیوں معطر ہو نہ ہندوستان انوارالعلوم

سخت تر دشواریاں تھیں دور پر آشوب میں
تو نے کر دیں مشکلیں آسان انوار العلوم

دین کی نشر و اشاعت کا یہ عالم دیکھ کر
رو رہا ہے بیٹھ کر شیطان انوار العلوم

تیری تاسیس مقدس کی رہے گی یادگار
تا قیامت تیسری شعبان انوار العلوم

اے خوشا قسمت کہ عزمیؔ خنداں آ پہنچا یہاں
ہوگیا پورا مرا ارمان انوارالعلوم

☆☆☆

شیعہ

اسلام کے قانون پہ قربان ہیں شیعہ
پابند شریعت ہیں مسلمان ہیں شیعہ

قرآن سے عترت سے تمسک ہے ہمارا
حضرت کے ہمیں تابع فرمان ہیں شیعہ

ہم آل محمد کے طریقے پہ رہیں گے
دنیا ہمیں کہتی رہے نادان ہیں شیعہ

حق بنت پیمبر کا دبایا ہو تو کہیے
غاصب بھی ہیں خائن بھی ہیں بے ایمان ہیں شیعہ

شک ہوتا نہیں ہم کو نبوت میں کہیں پر
ہے شکر خدا کامل الایمان ہیں شیعہ

☆☆☆

یاد امام خمینیؒ

۴؍جون ۲۰۰۶ء کوالہ آباد میں امام خمینیؒ کی یاد میں منعقد ہونے والے ایک جشن میں پڑھا گیا کلام

دے گیا حریت قوم کا تحفہ کوئی — باندھ کر آگیا جب فتح کا سہرا کوئی
جز خمینی کہاں رکھتا تھا کلیجہ کوئی — قتل رشدی کا کہاں دے سکا فتویٰ کوئی
سر اٹھانے لگا فرعون صفت امریکہ — یا خدا بھیج دے پھر وقت کا موسیٰ کوئی
کہد و امریکہ کے بمباروں سے ایران ہے یہ — پر یہاں مار نہیں سکتا پرندہ کوئی
پیش خیمہ مری خاموشی ہے طوفانوں کا — راکھ کے ڈھیر سے پھر نکلے گا شعلہ کوئی
بش تری فکر پہ سب اہل خرد خنداں ہیں — کھا رہا ہے تجھے ایران کا خدشہ کوئی

☆☆☆

مسجد امام عسکری

محلہ حسین آباد پورہ معروف کی مسجد فاطمہ الزہرا معروف بہ مسجد امام عسکری کے سنگ بنیاد پر یعنی ۲؍جون ۲۰۱۴ء کو پڑھی گئی نظم

ہے ہر اک دل کی دعا مسجد امام عسکری — جلد بنوادے خدا مسجد امام عسکری
مومنو کے بیچ میں تعمیر ہوجائے گی جب — جگمگائے گی سدا مسجد امام عسکری
بچہ بچہ ہے حسین آباد کا دل میں لیے — بہر تعمیر حوصلہ مسجد امام عسکری
ایک مسجد تو امام مہدی سے منسوب ہے — اس پہ لکھا جائے گا مسجد امام عسکری
کیوں نہ مل جل کر کریں تعمیر اس کی مومنین — دین حق کی ہے بقا مسجد امام عسکری
ساکن عرش بریں آئیں گے تیرے دید کو — ہوگا یہ رتبہ ترا مسجد امام عسکری
مل گیا اللہ کے بندو بفضل حق ہمیں — خلد کا اک راستہ مسجد امام عسکری
کر لوں عزمیؔ آ کے میں بھی سجدہ خالق ادا — ہے مرے دل کی دعا مسجد امام عسکری

اے زائر بیت الحرام

یہ نظم اپنے بھائی جناب امانت مہدی مرحوم کی حج بیت اللہ اور زیارت کربلا و نجف کی روانگی کے وقت لکھی تھی

زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم
آ مرے نزدیک آ میں چوم لوں ترے قدم

اے مناظر ذی حشم کے لخت دل نور نظر
حج بیت اللہ کا تجھ کو مبارک ہو سفر
خالق کونین کا قائم رہے لطف و کرم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

سرور کونین کے روضے پہ جب پہنچے نظر
سورہ الحمد پڑھتے جانا پیہم جھوم کر
سجدہ تعظیم میں کردینا پیشانی کو خم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

باغ طیبہ کی بہاروں کا نظارہ ہو اگر
یہ سمجھ لینا کہ پورا ہوگیا اپنا سفر
باغ رضواں میں بفضل حق پہنچ آئے ہیں ہم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

حج بیت اللہ کے ارکان پورے ہوں ترے
بارگاہ رب اکبر میں ہر اک چھوٹے بڑے
تیرے حق میں یہ دعائیں کر رہے ہیں مل کے ہم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

ہو خطا چھوٹی تری یا ہو خطا تیری عظیم
معاف کردیگا تری ساری خطا رب کریم
آب زمزم پیتے ہی مٹ جائیں گے سب تیرے غم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

جب پہنچنا اس دیار پاک میں اے خوش نصیب
باندھ کر احرام جانا ہو جو کعبے کے قریب
با ادب اس سرزمین پاک پر رکھنا قدم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

اس کو ملتی ہے سعادت حج بیت اللہ کی
اور زیارت روضہ اطہر رسول اللہ کی
جس پہ ہوجاتا ہے رب پاک کا فضل و کرم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

حج بیت اللہ کا جس کو شرف حاصل ہوا
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
تلبیہ پڑھتے ہوئے جانا رہے گا ہر قدم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

جمگھٹا حجاج کا اللہ اکبر دیکھنا
زندگی بھر جو نہ بھولے گا وہ منظر دیکھنا
وہ خلائق کی نظر میں ہے ہمیشہ محترم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

جب طواف خانہ کعبہ مکمل ہو ترا
شکر حق اپنی زبان پاک سے کرنا ادا
مومنو کے واسطے کرنا دعا با چشم نم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

کربلا کی سرزمیں پر ہو ترا جس دم ورود
جھک کے فورا تم کروگے سجدہ شکر ورود
یہ سعادت نامہ اعمال پر ہوگی رقم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

باب شہر علم پیغمبر پہ جب جانا نجف
تیرے استقبال میں ہوں گے فرشتے صف بصف
اور جہاں ہوگا ہجوم زائر عرب و عجم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

رات دن رہتا جہاں پر ہے فرشتوں کا ہجوم
دیکھتے ہیں جس کو جھک کر آسمانوں سے نجوم
وہ زمین کربلا ہے رشک گلزار ارم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

تجھ کو پہنچادے مقدر کاظمین و سامرہ
شام اور ایران جانے کا ہے دل میں حوصلہ
سب تمنا ہوگی پوری فضل حق سے محترم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

کہہ رہے ہیں ننھے بچے اور ننھی بچیاں
جایئے حافظ خدا حافظ ہمارے دادا جان
جلد واپس لوٹیے گا راستہ دیکھیں گے ہم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

جو خطا ہم سے ہوئی ہے کیجیے گا درگذر
یہ پسندیدہ عمل ہے پیش شاہ بحر و بر
بانی اسلام کے اخلاق کی تجھ کو قسم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

یہ دعا عزمی کی ہے مجھ کو بھی جانا ہو نصیب
زندگی گزرے مری آقا کے روضے کے قریب
یہ تمنا ہے وہیں تن سے نکل جائے یہ دم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

جانے والے تجھ سے عزمیؔ کی بھی ہے یہ التجا
میرے حق میں بھی خدائے پاک سے کرنا دعا
دیکھ لوں آنکھوں سے اپنی روضہ شاہ امم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

☆☆☆

جناب امانت مہدی مرحوم کی حج وزیارات سے واپسی کے موقع پر اشعار کے ذریعہ یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

حج بیت اللہ کرکے آگئے واپس وطن
یاد آتا ہوگا لمحہ لمحہ طیبہ کا چمن
جس جگہ جانے سے سارے دور ہوجاتے ہیں غم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

کیا کوئی حجاج کے رتبہ کا اندازہ کرے
خود فراز عرش اعظم جس کا نظارہ کرے
شاخ طوبیٰ کے قلم سے جس کی رفعت ہو رقم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

مومنو کے واسطے کرکے دعائیں آگئے
بخشواکر رب اکبرسے خطائیں آگئے
حق رکھے تم کو ہمیشہ محترم اے محترم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

یہ دعا عزمیؔ کی ہے مجھ کو بھی جانا ہو نصیب
زندگی گزرے مری آقا کے روضے کے قریب
یہ تمنا ہے وہیں تن سے نکل جائے یہ دم
زائر بیت الحرم اے زائر بیت الحرم

☆☆☆

نظم سہرا

جناب عزمیؔ مرحوم نے متعدد سہرے بھی لکھے ہیں لیکن ان میں سے اکثر موجود نہیں ہیں۔ ایک سہرے کے کچھ اشعار نمونے کے طور پر ہم بیان کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے چھوٹے بیٹے جناب سروش ذکی کی شادی کے موقع نظم کیا تھا۔

سبھی کو ہو رہا ہے یہ گماں سہرے کے پھولوں میں
اتر کے آ گئی ہے کہکشاں سہرے کے پھولوں میں

ہوا یوں روئے نوشہ ضوفشاں سہرے کے پھولوں میں
ہوا ماہ منور کا گماں سہرے کے پھولوں میں

سکون و چین کی بنسری بجائیگا یہ شہزادہ
اسے اب مل گیا دارالاماں سہرے کے پھولوں میں

نماز شکر پڑھنے کے لیے تیار ہے نوشہ
کہ اب لمحے میں ہوئیگی اذاں سہرے کے پھولوں میں

نہ کیسے کھل اٹھے دل کی کلی باغ مسرت میں
جو اپنے گلبدن کو دیکھے ماں سہرے کے پھولوں میں

سجاوٹ دیکھ کے گھر کی فرشتے آتے جاتے ہیں
یہ لگتا ہے کہ ہے سارا مکاں سہرے کے پھولوں میں

خوشی میں جھوم کے ابا دعائیں دیتے جاتے ہیں
رہو بیٹے سدا تم شادماں سہرے کے پھولوں میں

نہ ہوئیں عندلیبان چمن کیوں نغمہ زن عزمیؔ
مسرت کا کھلا ہے گلستاں سہرے کے پھولوں میں

سبھی احباب کرکے مشورہ کہتے ہیں نوشہ سے
خدا کی حمد میں کھولو زباں سہرے کے پھولوں میں

خدا کی حمد کرکے جب فراغت تم کو مل جائے
ثنائے پنجتن کرنا میاں سہرے کے پھولوں میں

ہمیشہ دامن آل نبی سایہ فگن ہوگا
بفضل حق جو ہوں گی شادیاں سہرے کے پھولوں میں

گلے میں ہے سبھی چھوٹے بڑے کے پھول کی مالا
ہے جیسے اپنا پورا خانداں سہرے کے پھولوں میں

حصار اپنا کیے ہے سورہ اخلاص کو پڑھ کر
بلا کوئی نہ آئے ناگہاں سہرے کے پھولوں میں

یہ عزمیؔ کا ہے لخت دل اسے سب لوگ کہتے ہیں
نبی و آل کا ہے مدح خواں سہرے کے پھولوں میں

☆☆☆

تعزیتی نظمیں

عزمیؔ معروفی نے اپنی والدہ محترمہ خیرالنساء مرحومہ کے چہلم کی مجلس میں یعنی ۱۲/ جولائی ۱۹۹۶ء کو یہ تعزیتی اشعار پڑھے تھے۔

واہ رے قسمت تری رفعت تری خیرالنسا
قبر عاشورہ کی شب تیری بنی خیرالنسا

وقت رحلت جب ترا آیا تو ہر سو تھا بپا
ساری دنیا میں غم سبط نبی خیرالنسا

جاں تن خاکی سے اک لمحہ میں رخصت ہوگئی
سورہ توحید جب پڑھنے لگی خیرالنسا

نزع کے عالم میں بھی ذکر خدا لب پر رہا
یا احد تھا تیرا جملہ آخری خیرالنسا

جنت الفردوس میں چل کہہ کے حوریں لے گئیں
منتظر ہیں فاطمہ زہرا تری خیرالنسا

نور عین فاطمہ زہرا کا غم لیکر گئی
بہر استقبال آئے جنتی خیرالنسا

اہل خانہ کو سدا دیتی رہی درس عمل
داد کے قابل تھی تیری زندگی خیرالنسا

تھا تری اولاد میں اک عالم دیں باعمل
اس کے مرنے سے ہے رخصت ہر خوشی خیرالنسا

قبر میں رخ اپنا کر کے جانب کرب و بلا
دیکھتی ہے روضہ سبط نبی خیر النسا

کر کے ذکر سید مظلوم رو لیتے ہیں ہم
ہے ترے غم کا مداوا بس یہی خیرالنسا

باغ جنت میں در قصر زمرد پر ترے
ہے لکھا رضواں نے باحرف جلی خیرالنسا

پورۂ معروف سے ایراں کے شہر قم تلک
بہہ رہی ہے تیری برکت کی ندی خیرالنسا

نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں جس دم ملا
پڑھ کے شکر حق ادا کرنے لگی خیر النسا

☆☆☆

اسی ردیف میں کچھ اور اشعار

واہ رے قسمت تری رفعت تری خیرالنسا
قابل صد رشک ہے رحلت تری خیرالنسا

اسم تیرا بامسمیٰ ذات تیری با مثال
پھر بھلا کس کو نہ ہو چاہت تری خیر النسا

نقش پائے پنجتن پہ تو رہی ثابت قدم
قابل تقلید ہے سیرت تری خیرالنسا

کیا عجب ہو اہل کربل کی نوازش تجھ پہ خاص
الوداعی ان سے ہے نسبت تری خیرالنسا

آخرش دنیا پہ یہ راز نہاں کھل ہی گیا
کتنی صادق تھی حسینیت تری خیرالنسا

سنگ دل بھی موم ہوجاتے تھے سن کر گفتگو
نرم گوئی کی تھی وہ عادت تری خیرالنسا

میرے پرواز تخیل میں کہاں عزمیؔ یہ تاب
کرسکے جو ناتواں مدحت تری خیرالنسا

☆☆☆

بن گئے خلد کے حقدار امانت مہدی

عزمیؔ مرحوم نے اپنے بھائی جناب امانت مہدی ابن غلام ہارون مرحوم کی وفات پر یہ تعزیتی اشعار کہے تھے۔

اے غلام شہ ابرار امانت مہدی ہے مقدر ترا ضوبار امانت مہدی
تیری رفتار اور گفتار امانت مہدی فضل حق سے تھی مزے دار امانت مہدی
مسجد پاک کی صورت میں محلے کے بیچ ہے چمکتا ترا کردار امانت مہدی
قبر میں تیری مدد کے لیے اللہ کے ولی آگئے حیدر کرار امانت مہدی
کرکے اعمال پسندیدہ خلاق جہاں بن گئے خلد کے حقدار امانت مہدی
قبر میں نور کی بارش ہو الٰہی پیہم یہ دعا ہے مری ہر بار امانت مہدی
دیکھ آئے تھے نجف جاکے مزار انور ہوگیا قبر میں دیدار امانت مہدی
روئے حیدر کی ضیا پاتے ہی تربت تیری بن گئی مطلع انوار امانت مہدی

☆☆☆

جو نازش چمن تھا وہ بلبل نہیں رہا

شاعر اہلبیت جناب چراغ حسن کاملؔ کوپا گنجی کی وفات پر کہی گئی نظم

جو زینت بہار تھا وہ گل نہیں رہا ۔۔۔ جو نازش چمن تھا وہ بلبل نہیں رہا
کیسے سنواروں تجھ کو بتا گیسوئے ادب ۔۔۔ صد حیف جبکہ شانہ کا کل نہیں رہا
بزم سخن کی رونقیں ساری چلی گئیں ۔۔۔ وہ کیا گیا کہ رنگ تغزل نہیں رہا
زیبائشیں چلی گئیں سب اس کے ساتھ ساتھ ۔۔۔ زلف ادب کا حسن و تجمل نہیں رہا
آیا کبھی اسیری زینب کا جب خیال ۔۔۔ نوک قلم کو صبر و تحمل نہیں رہا
اس طرح جارہاہے کوئی ہم کو چھوڑ کر ۔۔۔ عزمیؔ ہمیں خیال ہی بالکل نہیں رہا

☆☆☆

استاد فن وہ شیریں سخن اب نہیں رہا

مداح اہل بیت جناب الحاج علی حمادؔ مبارکپوری کی وفات پر کہی گئی نظم

استاد بلبلان چمن اب نہیں رہا ۔۔۔ سونی ہے درسگاہ سخن اب نہیں رہا
پر نور جس کے دم سے تھی دنیائے شاعری ۔۔۔ وہ آفتاب چرخ سخن اب نہیں رہا
شہرہ تھا جس کا چاروں طرف دور دور تک ۔۔۔ نازاں تھے جس پہ اہل وطن اب نہیں رہا
مداح اہل بیت جو ہر دل عزیز تھا ۔۔۔ وہ عاشق حسین و حسن اب نہیں رہا
حاصل تھا جس کو حاجی الحرمین کا شرف ۔۔۔ وہ زائر رسول زمن اب نہیں رہا
بزم ادب کو کیسے معطر رکھے کوئی ۔۔۔ جو بانٹتا تھا مشک ختن اب نہیں رہا
تشنہ لبوں کی بڑھ کے بجھاتا تھا تشنگی ۔۔۔ تھا جو کہ مثل نہر لبن اب نہیں رہا
موتی بکھیرتا تھا جو اپنے کلام میں ۔۔۔ استاد فن وہ شیریں سخن اب نہیں رہا
گہرائیوں سے دل کی پڑھو اس پہ فاتحہ ۔۔۔ پہنے ہوئے گیا وہ کفن اب نہیں رہا

ابر کرم کی شکل عزیزوں کے سر پر آہ   تا عمر تھا جو سایہ فگن اب نہیں رہا
عزمیؔ وہ پہنچا آل نبی کے جوار میں   دنیا کا کوئی رنج و محن اب نہیں رہا

☆☆☆

وہ ذمہ دار تھا اسلام کی نشر و اشاعت کا

مولانا محمد مظہر حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ کی وفات پر کہی گئی نظم

فرشتے لے رہے ہیں خوب بوسہ اس کی تربت کا
جو دم بھرتا رہا تا عمر حیدر کی محبت کا

مبلغ تھا معلم تھا مدبر تھا مفکر تھا
وہ ذمہ دار تھا اسلام کی نشر و اشاعت کا

زباں جب کھولتا الفاظ کے موتی بکھر جاتے
ہمیں لگتا تھا خود ہی ہے وہی موجد سلاست کا

نبی کی آل کا جب تذکرہ کرتا تھا منبر سے
فرشتے دیکھنے آجاتے تھے منظر بلاغت کا

بیان حق کی خاطر رب کعبہ کی قسم حق نے
اثر اس کی زباں میں رکھ دیا میثم کی نہجت کا

وہ جس کی ذات تھی تمثیل وحدت کی محبت کی
وہ مظہر تھا جو راہی ہوگیا ہے آج جنت کا

ہماری بزم سونی کرکے جا پہنچا ہے جنت میں
رہے گا ہم کو صدمہ زندگی بھر اس کی رحلت کا

ہمارے درمیاں سے اٹھ گیا وہ شخص اے عزمیؔ
جو خود ہی آسماں تھا علم کا، فن کا خطابت کا

سلام اور نوحے

خوشبوئے عطر علی سے دل معطر دیکھ کر

خوشبوئے عطر علی سے دل معطر دیکھ کر
برکتیں لے کر ملک آئے مرا گھر دیکھ کر

عمرو ابن عبدود کو دو کیا حیدر نے جب
ہو کے خوش بولے ملک اللہ اکبر دیکھ کر

مرحبا صد مرحبا کہتے رہے روح الامین
پائے حیدر دوش پیغمبر کے اوپر دیکھ کر

منھ لگے اک دوسرے کا دیکھنے حیرت سے لوگ
انگلیوں پر مرتضیٰ کی باب خیبر دیکھ کر

ٹکڑے ٹکڑے غم سے زینب کا کلیجہ ہو گیا
حلق سرور پر رواں قاتل کا خنجر دیکھ کر

نیزہ خولی پہ سر شبیر کا روتا رہا
نرغہ اعدا میں زینب کو کھلے سر دیکھ کر

سن کے آواز علی اکبر جو پہنچے رن میں شاہ
رو دیئے شبیر زخم قلب اکبر دیکھ کر

لشکر اہل جفا منھ پھیر کر رونے لگے
پیاس کی شدت سے اصغر کو تڑپتا دیکھ کر

حرملہ ہاتھوں سے تیرے ظلم کی حد ہوگئی
تیر سہ شعبہ لگایا حلق اصغر دیکھ کر

کانپتے ہاتھوں سے کھودی شہ نے اک ننھی سی قبر
رو پڑی اس وقت شمشیر دو پیکر دیکھ کر

لے گیا عزمیؔ مجھے رضوان جنت خلد میں
مدح اہل بیت کا ہاتھوں میں دفتر دیکھ کر

☆☆☆

کرنے سب اہل عزا ماتم سرور نکلے

تیغ لے کے تو اصحاب پیمبر نکلے
ہاں مگر صرف علی فاتح خیبر نکلے

ہاتھ میں شیر خدا لے کے چلا ہے شمشیر
جان پیاری ہے جسے کہدو نہ باہر نکلے

سوئے ساحل ہے چلا فاتح خیبر کا پسر
حوصلہ ہو تو کوئی مرحب و عنتر نکلے

شام کی سمت سے اٹھا جونہی کالا بادل
رن میں مانند ستاروں کے بہتر نکلے

قتل مظلوم برادر کو نہ کر شمر لعیں
دیکھ کر شہ کو تہہ تیغ نہ خواہر نکلے

جس طرح نکلے بھرے گھر سے جنازہ کوئی
اس طرح خیمہ سے باہر علی اکبر نکلے

اشقیا سمجھے کہ لائے ہیں شہ دیں قرآں
دست شبیر پر جس دم علی اصغر نکلے

ذہن میں پھرنے لگا جنگ علی کا نقشہ
لے کے تلوار تبسم کی جو اصغر نکلے

پیاس کے کرب سے شبیر کے پیاسے بچے
العطش کہتے ہوئے خیمہ کے باہر نکلے

ہوگیا فوج ستمگر میں تلاطم برپا
نیمچے لے کے جو زینب کے غضنفر نکلے

فرش مجلس پہ جو مظلومیہ والے آئے
کرنے سب اہل عزا ماتم سرور نکلے

کیوں نہ عزمیؔ کی بھی تقدیر بدل دیں مولا
جگمگاتا ہوا جب حر کا مقدر نکلے

☆☆☆

جنت صلہ میں ملتی ہے اشک عزا کے بعد

ہوگی نجات اذن رسول خدا کے بعد
جنت نصیب ہوگی علی کی رضا کے بعد

یوں ہی نہیں کہا گیا مولائے کائنات
سب سے بڑے علی ہیں رسول خدا کے بعد

روٹی طلب کرے تو قطار اونٹ کی ملے
سائل نہ کیوں غنی ہو علی کی عطا کے بعد

دل کو سکون ملتا ہے نام حسین سے
صحت مریض پاتا ہے جیسے دوا کے بعد

ہر ذمہ داری دین نبی کی قبول کی
زینب بتول بن گئیں خیرالنسا کے بعد

پہلے شریک کار حسین غریب تھی
زینب حسین بن کے چلی کربلا کے بعد

قیدی بنائی جائیں نبی کی نواسیاں
اللہ رے یہ ستم ہے رسول خدا کے بعد

حد ہوگئی ستم کی محمد کی آل پر
بیٹھا یزید تخت پر جب معاویہ کے بعد

اصغر سے بے زباں کو بھی بخشا نہ تیر سے
ایسا شقی ہوا نہ کوئی حرملہ کے بعد

اک حشر تھا جب عترت محبوب کبریا
پہنچی وطن میں چھوٹ کے قید بلا کے بعد

روئیں گے تا قیام قیامت حسین پر
جنت صلہ میں ملتی ہے اشک عزا کے بعد

عزمیؔ ہمیں حسین پہ رونے کے واسطے
پیدا کیا خدا نے نبی کی دعا کے بعد

☆☆☆

یا حسین آپ کے ایوان کے آگے پیچھے

رب اعلیٰ ترے فرمان کے آگے پیچھے — نور ہی نور ہے قرآن کے آگے پیچھے
بعد سرکار دو عالم جو علی کو دیکھا — عدل ہی عدل ہے میزان کے آگے پیچھے
چل پڑے بعد نبی بادِ خزاں کے جھونکے — فاطمہ تیرے گلستان کے آگے پیچھے
سر بسجدہ نظر آتے ہیں سلاطین جہاں — یا حسین آپ کے ایوان کے آگے پیچھے
کفر اس دور میں ہے چاروں طرف دنیا میں — سر اٹھائے ہے مسلمان کے آگے پیچھے
اس کو اللہ حفاظت میں ہمیشہ رکھے — ظلم ہی ظلم ہے ایران کے آگے پیچھے
بولے شہ چھوڑ کے جاتا ہوں وطن اے نانا — پڑ گئے لوگ میری جان کے آگے پیچھے
سونا سونا ہے وطن کوئی نگہباں بھی نہیں — شہ ترے خانہ ویران کے آگے پیچھے
دیکھ کر حرملہ حیران نظر آتا ہے — ننھے اصغر تری مسکان کے آگے پیچھے
رات میں سن کے سکینہ کے تڑپنے کی صدا — فاطمہ روتی ہیں زندان کے آگے پیچھے
روضہ پاک پہ عزمیؔ کو بلا لو مولا — ہے یہ ارماں دل ایقان کے آگے پیچھے

☆☆☆

سارے عالم میں حسینی چھاؤنی موجود ہے

الفت حیدر کی دل میں روشنی موجود ہے — چاند جس سے ماند ہے وہ چاندنی موجود ہے
اے نسیم حب حیدر وصف کیا لکھوں ترا — تیری ٹھنڈک سے بہار زندگی موجود ہے
مشکلوں سے خوف کھائیں یہ کبھی ممکن نہیں — اس لیے کہ ساتھ میں ناد علی موجود ہے
آتش بغض علی میں جل کے کتنے مر گئے — چاہنے والوں کی مر کے زندگی موجود ہے
بغض حیدر لیکے دل میں جو بھی دنیا سے گیا — حشر تک اس کی لحد میں تیرگی موجود ہے
مشکلوں ہٹ جاؤ میرا راستہ اب چھوڑ دو — ورنہ ہاتھوں میں دعائے حیدری موجود ہے
حشر میں کس منھ سے جائیں گے نبی کے سامنے — دل میں اہل بیت کی جب دشمنی موجود ہے

اب کہیں قصر یزیدی کا نشاں ملتا نہیں
سارے عالم میں حسینی چھاؤنی موجود ہے

خون سے سینچا تھا شہ نے اک زمانہ ہوگیا
آج تک گلزار دیں میں تازگی موجود ہے

گر کے گھوڑے سے تڑپتا ہے زمیں پہ نوجواں
زخم میں ٹوٹی ہوئی برچھی ابھی موجود ہے

حرملہ تو رو رہا ہے جاکے دوزخ میں کہیں
اصغر غنچہ دہن تیری ہنسی موجود ہے

دیکھ کر زینب تڑپ اٹھیں اخی کے حلق پر
ہاتھ میں شمر بداختر کے چھری موجود ہے

قطرہ پانی کا نہ دے پائی تھی پیاسوں کو فرات
اک زمانہ ہوگیا شرمندگی موجود ہے

جس جگہ مظلومیہ نے چند نوحے پڑھ دیئے
اس جگہ پر داستان غم بھری موجود ہے

طاقت فکر وسخن عزمیؔ میں اب باقی نہیں
پھر بھی دل میں اپنے شوق شاعری موجود ہے

☆☆☆

فاطمہ کے لعل کا روضہ بنا کر چوم لیں

آیئے عباس کا پرچم سجا کر چوم لیں
اور مشکیزہ سکینہ کا لگا کر چوم لیں

آؤ آؤ اے محبان حسین ابن علی
فاطمہ کے لعل کا روضہ بنا کر چوم لیں

نور و ظلمت دیکھ کر حر نے کیا یہ فیصلہ
کیوں نہیں شبیر کے قدموں کو جا کر چوم لیں

جس زمیں پہ آکے سجدہ ریز ہوتے ہیں ملک
ایسی پاکیزہ زمیں سر کو جھکا کر چوم لیں

مجلس شبیر میں تشریف لائیں گی بتول
آیئے فرش عزا کو ہم بچھا کر چوم لیں

کیوں کھڑے ہیں بدعتی فتوا لیے آئیں ادھر
دل سے ایمان ابوطالب لگا کر چوم لیں

محسن اسلام کا مل جائے گر نقش قدم
پڑھ کے ہم کلمہ اسے پلکوں سے جا کر چوم لیں

چاہتے ہیں مفتیان وقت گر اپنی نجات
تعزیہ کو باعث بخشش بنا کر چوم لیں

چاہیے ایمان کامل حجر اسود چوم کر
تربت شبیر کی مٹی اٹھا کر چوم لیں

مل گئی رن کی اجازت تو یہ قاسم نے کہا
وقت رخصت ماں کلیجے سے لگا کر چوم لیں

یہ تڑپ دل میں لئے بیٹھا ہے عزمیؔ اے خدا
کب مع کنبہ مزار شہ کو جا کر چوم لیں

ہم عزاداروں کی فضل رب سے یہ پہچان ہے

ہم عزاداروں کی فضل رب سے یہ پہچان ہے — اک میں دامن آل کا اک ہاتھ میں قرآن ہے
جگمگاتا ہر طرف شبیر کا ایوان ہے — شام میں قصر یزیدی آج بھی ویران ہے
آج تک انکار کی اک ضرب سے ٹوٹا ہوا — اے سوال بیعت فاسق تیرا دندان ہے
چومتے ہیں عالم ملکوت سے آکر ملک — پرچم عباس غازی کی نرالی شان ہے
تم سے گر پوچھے کوئی کس ملک کے باسی ہو تم — اس سے کہہ دینا ہمارا ملک ہندوستان ہے
اب یزیدیت ہمیشہ کے لئے بے جان ہے — اس لیے کہ سبط احمد دین کا سلطان ہے
راہ حق میں سر کٹانا فاطمہ کے لعل کا — دین برحق پر ہمیشہ کے لیے احسان ہے
صبر کا ایسا طمانچہ ظلم کے منھ پر لگا — اب یزیدیت ہمیشہ کے لئے بے جان ہے
کیوں نہ ہم لے کر چلیں عباس غازی کا علم — جنتی ہونے کی دنیا میں یہ اک پہچان ہے
آکے اس کے سائے میں بیمار پاتے ہیں شفا — پرچم عباس غازی نسخہ رحمان ہے
کیوں نہ اس کے واسطے یہ جان بھی قربان ہو — آرزوئے حضرت شبیر ہندوستان ہے
ہے تڑپتی موج دریا با وفا کے نام سے — مرتضیٰ کے لعل پر خود پیاس بھی قربان ہے
روز کرتے ہیں طواف عشق اہل معرفت — پرچم عباس غازی کعبہ ایمان ہے
اس لئے تکلیف ہے اہل ستم کو آج بھی — یہ عزاداری ہماری فتح کا اعلان ہے
دور رہتا ہے جو کوئی پرچم عباس سے — راہ سے بھٹکا ہوا ہے وہ بڑا نادان ہے
چاند سورج کی طرح روشن ہے چہرہ دیکھیے — جس کو کہتے ہیں خمینی فاتح ایران ہے
پرچم عباس کے سائے میں رہتا ہے وہی — جو علی والا بھی ہے اور صاحب ایمان ہے
دیکھ کر کہتا ہے عزمیؔ ہر عزادار حسین — انجمن مظلومیہ گلدستہ ایمان ہے

☆☆☆

اب قافلہ کی قافلہ سالار ہے زینب

اسلام کے لشکر کی کماندار ہے زینب
ہر مورچے پہ آہنی دیوار ہے زینب

کھولی جو زباں اڑ گئے باطل کے پرخچے
ہر لفظ ترے خطبے کا تلوار ہے زینب

لگتا ہے کہ خود آ کے علی بول رہے ہیں
دربار میں ایسی تری گفتار ہے زینب

تونے ہی تو رکھی ہے یہ بنیاد عزا کی
واللہ تو ہی پہلی عزادار ہے زینب

شہ قتل ہوئے مرگیا عباس سا غازی
اب قافلہ کی قافلہ سالار ہے زینب

شہ کہتے تھے کس طرح وطن کو چلیں بھیا
دشمن کی ہر اک سمت سے یلغار ہے زینب

سب مرگئے انصار و اقارب شہ دیں کے
اب کوئی نہیں مونس و غمخوار ہے زینب

بھائی کا گلا کٹتے ہوئے دیکھ رہی ہے
پر کیا کرے بے وارث و لاچار ہے زینب

بعد شہ دیں دیں کی بقا کے لیے عزمیؔ
ہر ظلم و ستم سہنے کو تیار ہے زینب

☆☆☆

زینب بقائے مقصد شبیر کے لیے

زینب بقائے مقصد شبیر کے لیے
نکلی ہیں گھر سے دین کی تعمیر کے لیے

قرآں کے ساتھ رہتی ہے تفسیر جس طرح
زینب ہیں اس طرح شہ دلگیر کے لیے

ہر شخص کو نصیب کہاں عشق پنجتن
یہ تو شرف ہے صاحب تقدیر کے لیے

جس سمت چاہیں آج نبوت کو موڑ دیں
ناقہ بنی ہے شبر و شبیر کے لیے

بیٹے کی قبر کھودنا دشت قتال میں
کتنا کٹھن وہ وقت تھا شبیر کے لیے

حد ہوگئی ہے تیری شقاوت کی حرملہ
یہ تیر ظلم گردن بے شیر کے لیے

اب ظلم تیرا آئینہ ہوجائے گا یزید
زینب چلی ہیں شام میں تقریر کے لیے

بازار شام و کوفہ میں زہرا کی بیٹیاں
سر ننگے لائی جاتی ہیں تشہیر کے لیے

بتلا یزید آل محمد کو قید میں
اب کس خطا پہ رکھا ہے تعزیر کے لیے

عزمیؔ ثنائے آل ہمیشہ کیا کرو
تحفہ ہے خوب قبر کی تنویر کے لیے

☆☆☆

آتے ہیں فرشتے بھی روتے ہوئے جنت سے

اے اہل عزا آؤ اس غم میں عقیدت سے
فردوس کی شہزادی خوش ہوتی ہیں شرکت سے

فرزند پیمبر کی اس مجلس پرُ غم میں
آتے ہیں فرشتے بھی روتے ہوئے جنت سے

سرکار دو عالم کے مظلوم نواسے کا
منسوب یہ ماتم ہے سرکار کی سنت سے

ہر دور کا ظالم ہو مردہ ہو کہ زندہ ہو
بخشا نہیں جائے گا اللہ کی لعنت سے

☆☆☆

جب مجلس سرور میں بپا آہ وفغاں ہو

جب مجلس سرور میں بپا آہ و فغاں ہو
اے دجلہ خوں چشم ملائک سے رواں ہو

جبریل خزاں آئی ہے زہرا کے چمن میں
سرکار دو عالم کو خبر کردو کہاں ہو

کہتے ہیں ملک جنگ تری دیکھ کے رن میں
اے ابن مظاہر تم ضعیفی میں جواں ہو

واللہ نہیں دیکھا گیا ایسا مجاہد
تپتی ہو زمیں اور وہ خود تشنہ دہاں ہو

اصغر کو مخاطب کئے یہ کہتی تھی مادر
ڈرنا نہیں اے لعل جہاں تیر و کماں ہو

آواز لگاتے ہوئے شہ جاتے ہیں رن میں
اے نور نظر لخت جگر بولو کہاں ہو

کیوں ایڑیاں رگڑے نہ وہ اب خاک کے اوپر
اکبر کے جگر میں جو نوک سناں ہو

اکبر کی جدائی میں عجب حال ہے شہ کا
یوں جھک گئے ہیں جیسے کوئی ٹوٹی کماں ہو

بانو نے کہاں رن میں کہاں سوئے ہو اصغر
ڈر جاؤ گے اے لعل مری ننھی سی جاں ہو

لکھنا ہے تجھے واقعہ گر کرب و بلا کا
اے جذبہ عزمیؔ ترا یہ عزم جواں ہو

☆☆☆

غریب و بیکس و مظلوم بے دیار حسین

نبی کے دیں پہ کیا گھر کا گھر نثار حسین
علی کے لعل شریعت کے ذمہ دار حسین

جگر میں ٹوٹی ہے اکبر کے ظلم کی برچھی
یہ دیکھ دیکھ کے روتے ہیں زار زار حسین

تمہارے غم میں ہوا جو بھی اشکبار حسین
اسے نصیب ہوئی خلد کی بہار حسین

کہا حسین نے میداں میں لے کے چل گھوڑے
پھر اس کے بعد کہاں ہوتا ہے سوار حسین

حرم سے ہو کے جدا جا رہے ہیں مقتل میں
غریب و بیکس و مظلوم بے دیار حسین

کہا سکینہ نے دن کو نہ جایئے بابا
میں کس کے سینے پہ سوؤں گی بار بار حسین

سروں سے بیبیوں کے چھن گئی ردائیں بھی
تمہارے بعد ہوا خیمہ شعلہ بار حسین

سمجھ لوں آ گیا جنت کے در پہ میں عزمیؔ
نظر سے دیکھ لوں گر آپ کا مزار حسین

☆☆☆

سکینہ مرگئی زندان شام روتا ہے

غم حسین میں ہر اک مقام روتا ہے
مدینہ روتا ہے بیت الحرام روتا ہے

نبی کے لعل کا ماتم ہے ہر جگہ برپا
نجف بھی روتا ہے دارالسلام روتا ہے

پدر کی یاد میں قید ستم میں گھٹ گھٹ کر
سکینہ مرگئی زندان شام روتا ہے

غریب بھائی کرے کیسے دفن کا ساماں
یہ سوچ سوچ کے بیکس امام روتا ہے

مصیبتیں جسے یاد آتی ہیں سکینہ کی
کلیجہ تھام کے وہ صبح و شام روتا ہے

چراغ کوئی جلانے نہ آیا تربت پر
اداسی چھائی ہے اور وقت شام روتا ہے

جو وقت مرگ سکینہ تھا قید غم میں اسیر
غم یتیمہ میں مجمع تمام روتا ہے

وہ جس کی لاش پہ دوڑا دیئے گئے گھوڑے
اسی غریب کو ہر خاص و عام روتا ہے

حرم کو دیکھ کے سر ننگے نوکِ نیزہ پر
سر حسین علیہ السلام روتا ہے

بتول پاک کی کھیتی اجڑ گئی رن میں
ہر اک مطیع رسول انام روتا ہے
زباں پہ کلمہ نبی کا ہے اور قتل حسین
یہ کہہ کے ہندو بھی اک رام رام روتا ہے
طمانچے جس کو لگاتا تھا شمر رہ رہ کر
اسی کی یاد میں عزمیؔ غلام روتا ہے

☆☆☆

بعد شہ اہل حرم کے نہیں سر پر چادر

بعد شہ اہل حرم کے نہیں سر پر چادر
لوٹ کر لے گئے سب آ کے ستمگر چادر
بیبیاں چہرے کو بالوں سے چھپا رکھے تھیں
لے گیا چھین کے جب شمر بد اختر چادر
سر پہ چادر نہیں مجبور بہن ہے بھیا
کیا اڑھاؤں تن عریاں پہ میں آ کر چادر
روز عاشورہ جو بخشی تھی حرم نے اپنی
سایہ افگن ہے وہ اسلام کے سر پر چادر
بال چھوٹے ہیں وہ کس طرح چھپائے چہرہ
یاد آتی ہے سکینہ کو برابر چادر
بیٹیاں ان کی کھلے سر پھریں بازاروں میں
آیہ تطہیر کی جن کو تھی میسر چادر
قیدخانے کے بھی دیوار و در رونے لگے
دیکھ کر آل پیمبر کو کھلے سر چادر
ہم شفاخانہ زہرا اسے کیسے نہ کہیں
دور ہوتا ہے جہاں ضعف پیمبر چادر
سر پہ خاتون قیامت کے جگہ پائی ہے
ہے بلندی پہ ترا کتنا مقدر چادر
ڈر نہیں حشر میں سورج کی تمازت کا تری
ہوگی جب سایہ فگن بنت پیمبر چادر
کیا شرف چادر زہرا کا بیاں ہو عزمیؔ
پنجتن زیر کسا تھے رہی اوپر چادر
سر پہ مظلومیہ دستہ کے ہمیشہ عزمیؔ
رہتی ہے سایہ فگن بنت پیمبر چادر

☆☆☆

اہل حرم میں آہ وفغاں دیر تک رہی

جلتی زمیں پہ لاش جواں دیر تک رہی
ٹوٹی ہوئی جگر میں سناں دیر تک رہی
بعد نبی کچھ ایسی مخالف ہوا چلی
زہرا کے گلستاں میں خزاں دیر تک رہی

ٹوٹی ہوئی سناں کو جو کھینچا حسین نے
سینے سے خوں کی دھار رواں دیر تک رہی
تیر ستم جو گردن بے شیر پر لگا
لرزش میں حرملہ کی کماں دیر تک رہی
ہوکر وداع رن کو تو اکبر چلے گئے
اہل حرم میں آہ و فغاں دیر تک رہی
عزمیؔ جہاں بھی ٹھہرا اسیروں کا قافلہ
روداد کربلا کی عیاں دیر تک رہی

☆☆☆

جب سے یہ دیکھا گیا ماہ عزا دنیا میں ہے

جب سے یہ دیکھا گیا ماہ عزا دنیا میں ہے
ہر عزاخانہ بنا ماتم کدہ دنیا میں ہے
ساری دنیا جس کی مظلومی پہ ہے نوحہ کناں
دلبر زہرا غریب نینوا دنیا میں ہے
عصر عاشورہ سے اب تک دین پہ سایہ فگن
پرچم عباس زینب کی ردا دنیا میں ہے
باغ جنت میں ہے بیٹھی گود میں دادی کی وہ
یاسکینہ یا سکینہ کی صدا دنیا میں ہے
آپ ہی کے پائے اقدس کی بدولت یاحسین
خلد سے بڑھ کر زمین نینوا دنیا میں ہے
پیاسے بچوں کو بھی اک قطرہ نہ پانی کا دیا
سنگ دل کتنی یہ فوج اشقیا دنیا میں ہے
ساقی کوثر کی اولادوں کو پیاسا دیکھ کر
آج تک شرمندہ نہر علقمہ دنیا میں ہے
اے مسلمانوں تمہاری غیرتوں کو کیا ہوا
سر برہنہ آج آل مصطفی دنیا میں ہے
اے حسین ابن علی پھر سر اٹھائے ہے یزید
ایسا لگتا ہے بپا پھر کربلا دنیا میں ہے
باغ جنت کے ہے ایوان حسینی میں لکھا
ماتمی دستوں میں اک مظلومیہ دنیا میں ہے
واقعی عزمیؔ نہیں کوئی بجز آل نبی
آسرا مظلوم کا بے آسرا دنیا میں ہے

☆☆☆

دیکھ کر پر درد منظر فاطمہ روتی رہیں

دیکھ کر پر درد منظر فاطمہ روتی رہیں
کٹ رہا تھا حلق سرور فاطمہ روتی رہیں
حلق سوکھا تھا محمد کے نواسے کا مگر
پھیرتا تھا شمر خنجر فاطمہ روتی رہیں

خاک وخوں میں تھا تڑپتا رن میں ہمشکل نبی آ کے لاشے کے برابر فاطمہ روتی رہیں
کھا کے تیر حرملہ ہاتھوں پہ شہ کے رن میں جب مرگیا ننھا سا اصغر فاطمہ روتی رہیں
قتل گہہ میں تھے پڑے لاشے بہتر خاک پر آ کے مقتل میں تڑپ کر فاطمہ روتی رہیں
چھوڑ کر اپنی لحد کو دو مہینے آٹھ دن ہر عزاخانے میں جاکر فاطمہ روتی رہیں
آل اطہر تھے مقید شام کے زندان میں مجلس غم میں پہنچ کر فاطمہ روتی رہیں
مجمع اغیار میں اہل حرم تھے ننگے سر دختر محبوب داور فاطمہ روتی رہیں
جب ہوا پامال رن میں قاسم گل پیرہن ام فروہ کا گل تر فاطمہ روتی رہیں
ظلم عزمیؔ اس قدر ڈھایا گیا تھا آل پر بعد پیغمبر تڑپ کر فاطمہ روتی رہیں
دستہ مظلومیہ سے سن کے خونی داستاں بیٹھ کر فرش عزا پر فاطمہ روتی رہیں

☆☆☆

سجاد رہا ہوتے ہیں اب قید ستم سے

سجاد رہا ہوتے ہیں اب قید ستم سے چھٹتی ہے سکینہ کی لحد اہل حرم سے
حداد نے زنجیر ستم کاٹ تو دی ہے جاری ہے مگر اب بھی لہو ان کے قدم سے
کیسے نہ بپا مجلس شبیر کریں ہم ملتا ہے بہت کچھ ہمیں اس مجلس غم سے
کہتی تھی سکینہ مجھے اتنا نہ ستاؤ تنگ آ گیا ہے جی مرا اب رنج و الم سے
اصغر کے لیے تھوڑا سا لا دیجیے پانی کہتی ہے بہن رو رو کے یہ شاہ امم سے
اس مجلس غمناک میں ہر اہل عزا کے اشکوں کا سمندر ہے رواں دیدہ نم سے
اس دار مکافات میں شبیر کا ثانی ممکن ہو تو لے آئے کوئی عرب و عجم سے
ہوتا ہے جہاں تذکرہ مالک جنت آتی ہے وہاں ٹھنڈی ہوا باغ ارم سے
لوگوں کو رلائے نہ یہ کیوں خون کے آنسو لکھا گیا ہے نوحہ یہ عزمیؔ کے قلم سے

☆☆☆

کہتی ہے لیلیٰ تڑپ کر اے میرے دلبر چلو

کہتی ہے لیلیٰ تڑپ کر اے میرے دلبر چلو
قید سے چھٹ کر وطن جاتی ہے اب مادر چلو

آ کے دروازے پہ رخ کر کے سوئے کرب و بلا
راستہ تکتی تمہارا ہوگی اب خواہر چلو

رہ کے آخر کیا کروگے کربلا کے دشت میں
اس سے تو اچھا بہت ہوگا کہ اپنے گھر چلو

دیکھیے پیاسا نہ رہ جائے کوئی اپنی طرح
ہر قدم پر تم بہاتے زمزم و کوثر چلو

نوجوانان وطن پوچھیں گے جو تم کو اگر
کیا کہوں گی کچھ بتاؤ اے علی اکبر چلو

جارہی ہوں اب مدینہ اے مرے نور نظر
کربلا کی خاک کا اب چھوڑ دو بستر چلو

چین سے رہنے نہ دیں گے اے مرے رشک قمر
پائے جاتے ہیں یہاں پہ ظلم کے خوگر چلو

کس طرح سنسان بن میں نیند آئے گی تمہیں
ماں کی چھاتی سے لپٹ کر گھر علی اصغر چلو

اس طرح لوٹا ہے ہم کو کربلا کے دشت میں
سر چھپانے کے لیے باقی نہیں چادر چلو

دیکھ لو آکر تماشا تھی منادی کی ندا
ننگے سر لائی گئی ہے آل پیغمبر چلو

آنسوؤں سے تر لحد بابا کی اپنے کر چکے
عابد بیمار اٹھو قافلہ لے کر چلو

قبر سرور سے لپٹ کر کب تلک روؤ گی تم
کہتے تھے روکر پھوپھی سے عابد مضطر چلو

چلتا ہے عزمیؔ تمہارا تعزیہ کے ساتھ ساتھ
تم بھی اے مظلومیہ والوں بچشم تر چلو

☆☆☆

جس دم وصال حضرت خیرالبشر ہوا

جس دم وصال حضرت خیرالبشر ہوا
غم میں نبی کے محو فغاں گھر کا گھر ہوا

امت کے سر سے اٹھ گیا سایہ رسول کا
آقا کا باغ خلد کی جانب سفر ہوا

باندھی گئی علی کے گلے میں رسن ادھر
شعلوں کی نذر فاطمہ زہرا کا در ہوا

بعد نبی سکوں نہ ملا اہل بیت کو
زہر دغا سے ٹکڑے حسن کا جگر ہوا

لے کر جنازہ قبر نبی پر چلے حسین
آمادہ فساد ہر اک اہل شر ہوا
ہونے لگی جنازہ پر بوچھار تیر کی
بے چین قبر میں دل خیرالبشر ہوا
نانا کے پاس قبر میسر نہ ہوسکی
پہلو میں ماں کی دفن وہ رشک قمر ہوا
ہر چند چاہتا تھا لے بیعت حسین سے
حربہ یزید کا نہ مگر کارگر ہوا
قیمت نہ پوچھو اشک عزائے حسین کی
رومال فاطمہ میں جو پہنچا گہر ہوا
روضہ پہ بھی رہے گا یہی ورد یا حسین
عزمیؔ نصیب شرف زیارت اگر ہوا

☆☆☆

ڈھونڈتی ہے بے زباں کو ماں کی ممتا رات دن

یاد اصغر میں جھلا کر خالی جھولا رات دن
ڈھونڈتی ہے بے زباں کو ماں کی ممتا رات دن
کربلا کے بعد سے ہر ملک میں ہر اک جگہ
اصغر معصوم کا ماتم ہے برپا رات دن
چھوٹ کے قید ستم سے آئی ہے گھر میں رباب
اپنے ننھے لعل کو روتی ہے دکھیا رات دن
اس کا سہرا دیکھنے کی دل میں حسرت رہ گئی
روتی ہے کڑیل جواں کو ام لیلیٰ رات دن
کب تلک پہنچائے گی تقدیر مجھ کو کربلا
ڈھونڈتی آنکھیں ہیں میری شہ کا روضہ رات دن

☆☆☆

اصغر شہید ہوگئے جھولا اداس ہے

اصغر شہید ہوگئے جھولا اداس ہے
خیمہ میں بے زباں نہیں خیمہ اداس ہے
اکبر سے نوجوان کی شادی نہ رچ سکی
ماں رو رہی ہے دل کی تمنا اداس ہے
قاسم سے پوچھا ماں نے کہ لخت جگر بتا
اے میرے لال کیوں تیرا چہرہ اداس ہے
کیا رن میں جانے کی نہ اجازت ملی تجھے
لگتا ہے سوچ سوچ کے بیٹھا اداس ہے
اکبر کے سامنے کوئی آیا ہے پہلواں
سن کر خبر یہ خیمہ میں لیلیٰ اداس ہے
پانی تو بھر کے لے گیا غازی فرات سے
لیکن نہ پہنچا خیمہ میں دریا اداس ہے

مقتل سے کچھ عجب نہیں آئی ہو یہ صدا
بیٹی سکینہ آ میرا سینہ اداس ہے

پانی پہنچ سکا نہ در خیمہ گاہ تک
عباس کے علم کا پھریرا اداس ہے

اکبر یہ کہہ گئے تھے کہ لینے کو آؤنگا
یہ بات سوچ سوچ کے صغریٰ اداس ہے

باد خزاں کا جھونکا ستم ایسا ڈھا گیا
کرب و بلا میں گلشن زہرا اداس ہے

اب تک نہ ہوسکا مجھے دیدار کربلا
عزمیؔ کمال فکر سے مولا اداس ہے

☆☆☆

نماز حب سکینہ اگر ادانہ ہوئی

نماز حب سکینہ اگر ادا نہ ہوئی
سمجھ لو اس سے بڑی اور کوئی قضا نہ ہوئی

پہن کے خوں بھرا کرتا لحد میں سوئی ہے
سکینہ شام کے زندان سے رہا نہ ہوئی

کسی کی آل بھی امت کے ہاتھوں دنیا میں
سوائے آل محمد کے بے ردا نہ ہوئی

ہوا جو بنت حسین غریب کا ماتم
وہ کون مجلس غم ہے جہاں بُکا نہ ہوئی

طمانچے شمر کے کھاتی رہی حسین کے بعد
کسی یتیمہ پر اس طرح کی جفا نہ ہوئی

ستم سہا کئے تا شام کربلا سے حرم
کبھی بھی حق میں ستمگر کے بد دعا نہ ہوئی

وہ راہ شام میں جاتے ہوئے بتائے کوئی
جفا سکینہ بیکس پہ جابجا نہ ہوئی

اسیر غم کے تصور میں آنکھیں روئیں نہ کیوں
جو بچی قید ستم سے ابھی رہا نہ ہوئی

قسم خدا کی زمانے میں بعد پیغمبر
نبی کی آل پہ افتاد کیا سے کیا نہ ہوئی

حسینیت کا زمانے میں بجتا ہے ڈنکا
یزیدیت کوئی بتلائے کیا فنا نہ ہوئی

پھرا رہے تھے نبی زادیوں کو ننگے سر
تجھے ذرا بھی حیا قوم بے حیا نہ ہوئی

وہ کیسے جانے گا خاک شفا کی عظمت کو
جسے نصیب کبھی خاک کربلا نہ ہوئی

جہاں پہ لوٹا گیا گھر حسین کا عزمیؔ
کہیں بھی اس کے سوا اور کربلا نہ ہوئی

☆☆☆

بنی ہے قید میں تربت یتیم بچی کی

وطن میں جانے کی چاہت یتیم بچی کی | ہوئی نہ پوری یہ حسرت یتیم بچی کی
سروں کو پیٹتی روتی ہیں بیبیاں ساری | پڑی ہے خاک پہ میت یتیم بچی کی
بتا اے شمر طمانچے لگاتے وقت تجھے | نہ آئی کچھ بھی مروت یتیم بچی کی
طمانچے شمر نے مارے ہیں بے شمار اسے | بیاں ہو کیسے اذیت یتیم بچی کی
پدر کی یاد میں قید ستم میں روز بروز | بگڑتی جاتی تھی حالت یتیم بچی کی
عجب تھی پیاس کی شدت کی جل رہا تھا جگر | نہ ضبط کی رہی طاقت یتیم بچی کی
دیار غیر میں کیسے ہو دفن کا ساماں | ہوئی ہے قید میں رحلت یتیم بچی کی
برہنہ لاشہ ہے مقتل میں باپ کا تو ادھر | بنی ہے قید میں تربت یتیم بچی کی
لحد پہ سینہ و سر پیٹتے ہیں اہل حرم | یہ کہہ کے ہائے رے غربت یتیم بچی کی
مدینہ جاتے ہیں اہل حرم رہا ہوکر | لحد پہ چھاگئی غربت یتیم بچی کی
وطن میں جاکے بھی اہل حرم کو ہر لمحہ | رلاتی رہتی ہے فرقت یتیم بچی کی
یہ سوچ سوچ کے روتی ہے ثانی زہرا | نہ کرسکی میں حفاظت یتیم بچی کی
قرار کس طرح آئے حرم کو گھر آکر | نظر میں پھرتی ہے صورت یتیم بچی کی
لحد پہ کیسے پڑھے جاکے فاتحہ صغریٰ | وطن سے دور ہے تربت یتیم بچی کی
نہ کیسے تھام کے دل روئے سوچ کر عزمیؔ | جب آئے یاد مصیبت یتیم بچی کی

☆☆☆

سیاہ پوش ہے کعبہ غم سکینہ میں

ہر ایک ماتمی دستہ غم سکینہ میں | علم کے ساتھ ہے آیا غم سکینہ میں
دعائیں دیتی ہیں اس کو جناں کی شہزادی | ہے فرش جس نے بچھایا غم سکینہ میں

فرات کی طرح ساحل پہ سر ہے ٹکراتا
ٹونس ندی کا بھی دھارا غم سکینہ میں

رومال فاطمہ زہرا مقام ہے اس کا
جو اشک آنکھوں سے ٹپکا غم سکینہ میں

زمین روئی فلک رویا شاہ کے غم میں
فضا میں حزن ہے چھایا غم سکینہ میں

اداس اداس ہے روضہ نبی کا صدیوں سے
سیاہ پوش ہے کعبہ غم سکینہ میں

سکینہ مرگئی زندان شام میں رہ کر
نبی کا روتا ہے کنبہ غم سکینہ میں

چلا ہے قافلہ زندان شام سے چھٹ کر
ہر ایک گام پہ روتا غم سکینہ میں

ہے قریہ قریہ میں بنت الحسین کا ماتم
غضب کا حشر ہے برپا غم سکینہ میں

مزار بنت حسین غریب پر رو کر
بتول کرتی ہیں نوحہ غم سکینہ میں

وفور غم سے کلیجہ فگار ہے میرا
ہیں کہتی زینب دکھیا غم سکینہ میں

سکینہ پیاسی کا دل میں لیے ہوئے صدمہ
اداس اداس ہے روضہ غم سکینہ میں

تڑپ رہا ہے دل مومنین اس غم سے
جھلس رہا ہے کلیجہ غم سکینہ میں

ہے یاد آتی سکینہ کی تشنگی جس دم
جھلسنے لگتا ہے سینہ غم سکینہ میں

سکون قلب کو مل جاتا بعد کرب و بلا
جو کوئی دیتا دلاسا غم سکینہ میں

بیاد اصغر معصوم سر پٹکتی ہے
تڑپ کے روتی ہے صغریٰ غم سکینہ میں

مری جو آنکھ سے اشک عزا گرے عزمیؔ
قلم نے بھی کیا گریہ غم سکینہ میں

☆☆☆

سنسان بیاباں میں کہاں جائے سکینہ

سنسان بیاباں میں کہاں جائے سکینہ
جلتا ہوا دامن کسے دکھلائے سکینہ

جب مر گئی زندان میں شبیر کی جائی
مغموم فضاؤں نے کہا ہائے سکینہ

اے شمر شقاوت کی تری حد بھی ہے کوئی
اب کتنے طمانچے یہ ترے کھائے سکینہ

رہ رہ کے نظر جاتی ہے گہوارے کی جانب
بھیا علی اصغر کو کہاں پائے سکینہ

سوئے تو کہاں سوئے یہ افسوس کی جا ہے
اب باپ کے سینے کو کہاں پائے سکینہ
بچوں کی زباں سے جو سنا پیاس کا شکوہ
پانی کے لیے نکلا ہے سقائے سکینہ
تھا ذکر پدر کا دم آخر بھی زباں پر
جنبش میں رہے دیر تک لبہائے سکینہ
ظالم کے طمانچوں کا تسلسل نہیں رکتا
پھر کس طرح رخسار کو سہلائے سکینہ
کیونکر پیئے چلو میں اٹھا کر ترا سقا
جب شکل تری پانی میں آجائے سکینہ
یہ سوچ کے دل غم سے پھٹا جاتا ہے بی بی
سب جائیں وطن قید میں رہ جائے سکینہ
اے بنت علی اپنی یتیمہ سے یہ کہدو
عزمیؔ کو بھی اب روضہ پہ بلوائے سکینہ

☆☆☆

تربت شہ سے لپٹ کر بولی یہ ہمشیر بھیا

تربت شہ سے لپٹ کر بولی یہ ہمشیر بھیا
کس طرح جائے مدینہ زینب دلگیر بھیا
بعد بھیا کے ہماری چھن گئی سر سے ردا
شام و کوفہ میں ہوئی ہے در بدر تشہیر بھیا
عابد بیمار کا چلنا تھا مشکل ایک گام
پاؤں سے الجھی ہوئی تھی آہنی زنجیر بھیا
شام میں رو کر سکینہ نے یہ عابد سے کہا
کس جگہ لائی ہے ہم کو گردش تقدیر بھیا
میرے بابا نے تو کوئی دین بھی بدلا نہ تھا
کس خطا کی مل رہی ہے ہم کو یہ تعزیر بھیا
پوچھے گی صغریٰ وطن میں میرے بابا کیا ہوئے
کیا کہوں گی کچھ بتاؤ کشتہ شمشیر بھیا
سن کے اصغر شدت غم سے نہ مر جائے کہیں
تیر میں تھا حلق اصغر حلق میں تھا تیر بھیا
کہدو اے بنت علی عزمیؔ کو بلوا لیں امام
مضطرب ہے ہند میں یہ عاشق شبیر بھیا

☆☆☆

کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

روکے کہتی تھی بانوئے مضطر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں
کھو گیا جا کے جنگل میں اصغر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

سونا سونا پڑا ہے یہ جھولا غم سے پھٹتا ہے میرا کلیجہ
کچھ تو آواز دو میرے دلبر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

میری آنکھوں میں چھایا اندھیرا کچھ سوجھائی نہیں مجھکو دیتا
چھپ گیا میرا ماہ منور کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

تیری فرقت میں میں مر رہی ہوں ہاتھ پھیلائے کب سے کھڑی ہوں
آؤ اک بار پیارے ہمک کر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

ہائے مقتل میں ننھا سا لاشہ خون آلود کرتے میں گاڑا
کھود کر قبر ننھی سی سرور کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

آ گئی شام چھایا اندھیرا، ہو کا عالم ہے سونا ہے صحرا
اب تلک تم نہ آئے پلٹ کر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

سن کے نوحہ یہ مظلومیہ کا محو گریاں ہیں جنت میں زہرا
اور کہتی ہے بانو تڑپ کر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

بین کرتی ہے عزمیؔ یہ مادر یاد آتی ہے جب تیری اصغر
دل پہ چل جاتا ہے غم کا خنجر کس کو سینے سے اپنے لگاؤں

☆☆☆

چھوٹ کر شام کے قید غم سے کربلا میں اب آتی ہے زینب

چھوٹ کر شام کے قید غم سے کربلا میں اب آتی ہے زینب
رہ گئی قید ہی میں سکینہ سوچ کر کانپ جاتی ہے زینب

آئی ہے ملنے بھائی سے خواہر تھرتھرا جاتی ہے قبر سرور
حال غم تربت شاہ دیں پر روکے جس دم سناتی ہے زینب

آؤ عون و محمد کہاں ہو ساتھ میرے وطن نہ چلوگے
کچھ تو بولو مرے نونہالوں کب سے تم کو بلاتی ہے زینب

داغ دل پر بہتر کا لے کر ہوکے رخصت اخی کی لحد سے
اک لٹا کارواں ساتھ لے کر اب مدینہ کو جاتی ہے زینب

کوئی یاور نہیں بیکسی ہے سہتے سہتے ستم تھک گئی ہے
ہائے چلنے کی طاقت نہیں ہے ضعف سے بیٹھ جاتی ہے زینب

پوچھتی ہے جب اصغر کو صغریٰ اے پھوپھی ہے کہاں ننھا بھیا
سو رہا ہے وہ ویران بن میں اجڑا جھولا دکھاتی ہے زینب

کہہ کے یہ کانپ جاتی ہے صغریٰ ہائے کتنے مصائب سہے ہیں
ریسمان ستم کا نشاں جب بازوؤں پر دکھاتی ہے زینب

کربلا شام و کوفہ میں عزمیؔ آل احمد پہ جو بھی ہے گذری
تربت مادر مہرباں پر دل پکڑ کر سناتی ہے زینب

☆☆☆

قبرِ سرور پہ کہتی تھی زینب کیسے جاؤں وطن میرے بھیا

قبرِ سرور پہ کہتی تھی زینب کیسے جاؤں وطن میرے بھیا
چھوڑ کر تم کو جائے مدینہ کس طرح سے بہن میرے بھیا

کشتۂ تیغ و خنجر بتادو غم کی ماری کو اتنا بتا دو
کیا کہوں گی جو پوچھیں گے مجھ سے تم کو اہلِ وطن میرے بھیا

آپ کے بعد اے جانِ مادر بہرِ تشہیر بلوے میں در در
لے گئے باندھ کر ہم کو ظالم بازوؤں میں رسن میرے بھیا

لاش عریاں نہ مقتل میں رہتی خاک اڑ کر نہ زخموں پہ جمتی
چھن نہ جاتی اگر سر سے چادر تم کو دیتی کفن میرے بھیا

نہ رہا گود میں ننھا اصغر یاد کرکے تڑپتی ہے مادر
لپکے جاتی ہے وہ خالی جھولا ہے نہ غنچہ دہن میرے بھیا

غم سے پھٹ جائے گا یہ کلیجہ جب مدینہ کا ہر ایک بچہ
آ کے پوچھے گا مجھ سے کہاں ہے قاسم گلبدن میرے بھیا

رو کے کہتی تھی غم کی ستائی ہائے کیسی خزاں اس میں آئی
ہائے کرب و بلا کی زمیں پر لٹ گیا سب چمن میرے بھیا

آپ کے بعد درے لگے ہیں ننگے سر شام و کوفہ پھرے ہیں
کیا بتاؤں جو ڈھائے گئے ہم پہ رنج و محن میرے بھیا

قبرِ سرور سے آواز آئی کہنا مارا گیا میرا بھائی
کیا کہوں گی مزارِ نبی پر جب پکاری بہن میرے بھیا

کانپ اٹھی قبرِ شبیر عزمیؔ رو کے زینب نے جب یہ صدا دی
کیا سنائے گی ماں کی لحد پر یہ بتادو بہن میرے بھیا

یادگار رحلت زہرا و پیغمبرؐ ہے آج

انجمن مظلومیہ، پورہ معروف کی جانب سے منعقد ہونے والے پروگرام چہاردہ صد سالہ یادگار وفات پیغمبرؐ و یوم بنت پیغمبرؐ کے موقع پر یہ اشعار کہے گئے۔

غم میں ڈوبا کس کے اٹھ جانے سے خشک و تر ہے آج
دوستوں کیا انتقال شاہ بحر و بر ہے آج

اک طرف بیت الشرف میں ہے صف ماتم بچھی
دوسری جانب مخالف میں خوشی گھر گھر ہے آج

چاند بھی ڈوبا ہوا ہے غم کے دریا میں کہیں
غم کے مغرب میں نہاں روئے خورِ خاور ہے آج

اک طرف تدفین پیغمبر میں ہے مولا میرا
اک طرف فکر حکومت میں کوئی مضطر ہے آج

کیوں نہیں کچھ لوگ آتے در پہ حضرت کے نظر
کیا انھیں اس وقت کوئی دوسرا چکر ہے آج

فاطمہ زہرا مرا ٹکڑا ہے کہتے تھے رسول
کیا زمانہ بھول بیٹھا قول پیغمبر ہے آج

کس کے دروازے پہ آگ و لکڑیاں رکھی گئیں
آتش ظلم و ستم کی زد پہ کس کا گھر ہے آج

بعد پیغمبر زمانہ کتنا برگشتہ ہوا
ریسمان ظلم ہے اور گردن حیدر ہے آج

غاصبان حق زہرا بچ کے جائیں گے کدھر
اب مفر ممکن نہیں یہ جان لیں محشر ہے آج

آسماں پر بھی صف ماتم بچھی ہے ہر جگہ
یادگار رحلت زہرا و پیغمبر ہے آج

عزمیؔ مغموم پیش مصطفی و سیدہ
آنسوؤں کا لیکے نذرانہ کھڑا کمتر ہے آج

☆☆☆

منقبت

مدح پیغمبر اکرمؐ
اور ام المومنین حضرت خدیجہ اور جناب ابو طالب علیہم السلام

ختم ہے جن پہ نبوت وہ پیمبر آئے

مدرسہ امامیہ، پورہ معروف میں طرحی محفل بمناسبت ولادت پیغمبر اکرمؐ (۱۷ربیع الاول ۱۴۱۷ ہجری) کے لیے لکھا گیا کلام۔

آب زمزم سے وضو کرکے سخنور آئے — پھر پئے مدح محمد سر منبر آئے
اپنے پہلو میں ثناخوانی کا جذبہ لے کر — جھومتے باغ تخیل کے کبوتر آئے
طائر فکر و تخیل جو اڑانوں پہ گئے — لے کے الفاظ کے انمول وہ گوہر آئے
مرحبا آمنہ خاتون کے دلبر آئے — بن کے اخلاق و مروت کے وہ پیکر آئے
بزم کو نعرہ صلوات سے زینت بخشو — نام سرکار کا جس وقت زباں پر آئے
کچھ نہ پوچھو ابوطالب کی خوشی کا عالم — مصطفی بن کے سکون دل مضطر آئے
فخر جتنا بھی کریں کم ہے حلیمہ دائی — ان کی آغوش میں اسلام کے رہبر آئے
حشر تک ان کی شریعت کا بجے گا ڈنکا — ختم ہے جن پہ نبوت وہ پیمبر آئے
کردیں ادنی بھی اشارہ مہہ تاباں کی طرف — ہوکے دو ٹکڑے نگاہوں میں برابر آئے
ہوگیا کفر کے محلوں میں تزلزل پیدا — کنگرے ٹوٹ کے کسریٰ کے زمیں پر آئے
یہ اثر دیکھ کے ساوہ کی ندی سوکھ گئی — جب محمد کے قدم دوش زمیں پر آئے
سن کے گل ہوگیا آتشکدہ فارس بھی — ڈنکا وحدت کا بجاتے ہوئے سرور آئے
یہ رفعنا لک ذکرک کا اثر ہی تو ہے — آسماں والے بھی یہ دیکھنے منظر آئے
دیکھ کر بام ترقی پہ محمد کے قدم — بت زمیں بوس ہوئے کفر کو چکر آئے

جس کو پینا ہو اگر دل سے مودت کی شراب
آئے میخانہ قربیٰ میں وہ بڑھ کر آئے

مدحت جعفر صادق میں زباں یوں کھولوں
بن کے ہر لفظ چمکتا ہوا گوہر آئے

تین سو ساٹھ خداؤں کا بھرم ٹوٹے گا
بت شکن بن کے علی دوش نبی پر آئے

پڑھ کے تم ناد علی پار سفینہ کرلو
سامنے جب کبھی آفت کا سمندر آئے

میری بخشش کے لیے ہوگا یہ کافی عزمیؔ
نام آقا کا دم مرگ جو لب پر آئے

☆☆☆

چلی جو شمشیر خُلقِ احمد سنور گئی دیں کی زندگی بھی

فضائے کون و مکاں کی ہے آج قابل دید دلکشی بھی
ملک بھی ہیں آسماں پہ شاداں زمیں پر خوش ہیں آدمی بھی

خدا ہی جانے مسرتوں میں ہے بڑھ گئی گدگدی بھی
نبی کے شیدا ہیں مست کتنے کی روکے رکتی نہیں ہنسی بھی

ہے ان کی الفت دلیل ایماں نہ اس سے انکار ہے کبھی بھی
جبھی تو اہل ولا کی ہر دم زباں پہ رہتا ہے یا علی بھی

یہ دیکھو طرز منافقانہ رسول کی بزم میں بھی آکر
دلوں میں ہیں بغض کے شرارے زباں پہ اقرار دوستی بھی

کیا تھا کس نے مدد کا وعدہ عطا ہوئی کس کو جانشینی
ہے کون نصرت میں آگے آگے کہ جس پہ نازاں ہیں خود نبی بھی

چراغ الفت جلاکے چھوڑا نفاق و نفرت کو کاٹ ڈالا
چلی جو شمشیر خلق احمد سنور گئی دیں کی زندگی بھی

زمانہ کیونکر نہ جگمگائے بنے نہ کیوں رشک طور دنیا
نبی رحمت کی ہے تجلی امام صادق کی روشنی بھی

خمار دونا ہو جس کو پی کر ہے میکشوں کی پکار پیہم
شراب عشق نبی میں ساقی ملا کے دے مجھ کو جعفری بھی

ہو عرق خیرالوریٰ کی خوشبو پہ کیوں نہ قربان بوئے جنت
فضائے عالم ہے مہکی مہکی بسی ہے دنیا کی ہر گلی بھی

در محمد کو اپنی آنکھوں سے چومنے کا ہے دل میں ارماں
غبار طیبہ کا ہوگا سرمہ گذر جو ہوگا مرا کبھی بھی

کنارے کوثر کے جب میں عزمیؔ قصیدہ پڑھتے ہوئے یہ پہنچا
خوشی میں ساقی بھی جھوم اٹھا اچھل پڑی موج کوثری بھی

☆☆☆

ہوتی ذرا بھی دل میں محبت رسول کی

ہوتی ذرا بھی دل میں محبت رسول کی — ہرگز نہ جاتے چھوڑ کے میت رسول کی
میدان کارزار سے جو بھاگ جائے — وہ کیا کرے گا جنگ میں نصرت رسول کی
آخر کو ایک روز بھرم ان کا کھل گیا — دل میں چھپی تھی جن کے عداوت رسول کی
کوئی بھی ہو اگروہ نبوت میں شک کرے — عزمیؔ ہمیشہ اس پہ ہے لعنت رسول کی

☆☆☆

بزم امت میں رہے ذکر خدیجہ رات دن

ہے فرشتوں کا فلک سے آنا جانا رات دن
بزم امت میں رہے ذکر خدیجہ رات دن

آؤ اس طرح منائیں جشن ام المومنین
کہ دیا روشن رہے ہر گھر میں گھی کا رات دن

وہ خدیجہ جن کو کہتے ہیں عرب کی مالکہ
نصرت دیں کا ہے رکھتیں دل میں جذبہ رات دن

جانے کب معراج میں آئیں گے محبوب خدا
عرش والے دیکھتے ہیں ان کا رستہ رات دن

ان کی خاک پا اگر مل جائے قسمت سے مجھے
اپنی آنکھوں میں لگاؤں مثل سرمہ رات دن

خلد میں جائیں گے کیسے دشمن آل نبی
باب جنت بند ہے رہتا ہے پہرہ رات دن

عاشقان شبر و شبیر جاکر خلد میں
شاخ طوبیٰ پر سدا جھولیں گے جھولا رات دن

مجھ کو آجائے اگر عزمیؔ شعور شاعری
مدح اہل بیت میں لکھوں قصیدہ رات دن

☆☆☆

مدح ابوطالب علیہ السلام

اس لیے ہے کفر کا الزام جھوٹا آج تک
عظمت عمراں سمجھ پائی نہ دنیا آج تک

جو لگاتے آئے ہیں نفرت کا سرمہ آج تک
ان کو ایماں کا نظر آیا نہ جلوہ آج تک

گود میں جن کی نبوت اور امامت ہے پلی
ان کا رتبہ عرش اعظم سے ہے اونچا آج تک

کس مسلماں نے پڑھا تھا یہ ہمیں بتلایئے
ہے کتابوں میں رقم عقد خدیجہ آج تک

بعد بوطالب قسم اللہ کی اس دہر میں
محسن اسلام پھر کوئی نہ جنما آج تک

جس میں دفنایا ہے آقا نے چچا کی لاش کو
وہ زمین پاک ہے جنت کا ٹکڑا آج تک

مدح اہل بیت علیہم السلام

پروانہ جنت در حیدر سے ملے گا

مژدہ تو شفاعت کا پیمبر سے ملے گا
پروانہ جنت در حیدر سے ملے گا

حسنین بتائیں گے تمہیں خلد کا رستہ
کوثر کا پتہ بنت پیمبر سے ملے گا

گمراہوں کے ہمراہ بھٹکتے ہی رہو گے
منزل کا پتہ چاہو تو رہبر سے ملے گا

ہوجاؤ گے اصحاب کہے جانے کے قابل
کردار جو سلمان و ابوذر سے ملے گا

غیروں کو بتا دیتے ہو حیدر کے مقابل
کیا چاہتے ہو پیر کبھی سر سے ملے گا

جس طرح یہ انسانوں کی بھر دیتے ہیں جھولی
مانگیں گے فرشتے بھی تو اس گھر سے ملے گا

جو اپنی زباں پر ہے وہی دل میں نہاں ہے
باہر جو عیاں ہے وہی اندر سے ملے گا

حر جیسی جو تقدیر ہمیں ہوگئی حاصل
پھر کوئی مقدر نہ مقدر سے ملے گا

اشک غم شبیر تو انمول ہے موتی
قطرے کا صلہ تم کو سمندر سے ملے گا

محشر کی کڑی دھوپ کا کیا غم ہمیں عزمیؔ
سایہ ہمیں جب نور کی چادر سے ملے گا

☆☆☆

آؤ مل جل کے کریں خلد کے سردار کی بات

ہم نہ مانیں گے کبھی دین کے غدار کی بات
ہم کو مرغوب ہے آقا کے مددگار کی بات

چاہے گفتار کی ہو بات کہ ایثار کی بات
پوچھیے حیدر کرار سے سرکار کی بات

واقعہ ہو شب ہجرت کا یا معراج کا ہو
یہ بتا سکتے ہیں اس پار سے اس پار کی بات

غیر کے آتے ہی کملی کو بچھا دیتے ہیں
ہے یہ اخلاق محمد سر دربار کی بات

ساقی کوثر و تسنیم کے صدقے جائیں
آؤ مل جل کے کریں خلد کے سردار کی بات

روضہ پاک پہ عزمیؔ کو بلا لو آقا
ہر نفس گنبد خضریٰ کے ہے دیدار کی بات

☆☆☆

منزلت آل نبی کی دیکھیے قرآن میں

منزلت آل نبی کی دیکھیے قرآن میں
دہر کا سورہ اتر آیا ہے جن کی شان میں

ساکنان عرش لے جاتے ہیں آ کر روٹیاں
یا الہٰی ذائقہ کتنا ہے جو کی نان میں

مدحت حسنین کرنا چاہتے ہو تو سنو
لولو و مرجان پڑھ لو سورہ رحمان میں

اس لیے کرنے لگیں حوریں بھی جنت میں سنگھار
عید ہے وابستگان عترت و قرآن میں

بوستان مرسل اعظم میں جو بھی ہیں کھلے
پھول ایسے ہیں کہاں کھلتے کسی بستان میں

کون ہے کوہ احد پر کون ہے میدان میں
اب سے تو مومن منافق لیجیے پہچان میں

کربلا میں کہہ رہا ہے صبر سردار اے یزید
دیکھنا ہے زور کتنا ہے ترے طوفان میں

سید سجاد نے منبر سے یوں خطبہ دیا
مچ گئی ہلچل یہ سن کے ظلم کے ایوان میں

آ گئی ساری خباثت حضرت انسان میں
فرق اب کیا رہ گیا انسان میں شیطان میں

فرق آ سکتا نہیں عزمیؔ مرے ایمان میں
پختگی روز ازل سے ہے مرے ایقان میں

☆☆☆

کریں گے مدح فرزند نبی اونچے مناروں پر

یہ سائنسی ارادے ہیں پہنچ جائیں ستاروں پر
سفر کرنے لگی دنیا ہوائی راہواروں پر

چمن میں جب پڑی اپنی نظر رنگیں نظاروں پر
تو دیکھا بلبلوں کو رقص کرتے شاخساروں پر

تخیل کے کبوتر جا رہے ہیں کوہساروں پر
کریں گے مدح فرزند نبی اونچے مناروں پر

فلک کیا فخر کرتا ہے تو اپنے گوشواروں پر
ہے قرباں سارا عالم فاطمہ کے ماہ پاروں پر

مشیت عید کے دن ان کے جوڑے خلد سے بھیجے
نبوت بھی چلی اک دن امامت کے اشاروں پر

نواسوں کو بٹھا کر دوش پر نکلے ہیں پیغمبر
فرشتے پر بچھاتے جا رہے ہیں رہگزاروں پر

نبوت نازبرداری میں ناقہ بن کے چلتی ہے
کوئی کیا فوقیت لے جائے گا زہرا کے پیاروں پر

وہ جن کے واسطے رضواں بھی درزی بن کے آجائے
ہماری جانیں قرباں کیوں نہ ہوں ان گلعذاروں پر

ہماری کیا حقیقت آسماں والوں کو تو دیکھو
فرشتے ہیں فدا دوش نبوت کے سواروں پر

پر پرواز لینے کے لئے خدمت میں آپہنچا
نظر فطرس نے جب ڈالی حسینی اختیاروں پر

بغل میں لاکھ پھولوں کے رہیں گلشن میں ہر لمحہ
گماں ہرگز نہ کرنا پھول بن جانے کا خاروں پر

ستارہ خود در عصمت پر آکر سر جھکاتا ہے
ادھر ہے کوشش دنیا کی ہم پہنچیں ستاروں پر

خوشا قسمت ہے سایہ پنجتن کا اس لیے عزمیؔ
نہیں ہو پاتا شیطاں کا تسلط دینداروں پر

☆☆☆

گلشن عصمت کے یہ گل تر اچھے لگتے ہیں

گلشن عصمت کے یہ گل تر اچھے لگتے ہیں ۔۔۔ جن سے مشام دیں ہے معطر اچھے لگتے ہیں
دوش نبی پر نور کے پیکر اچھے لگتے ہیں ۔۔۔ تھامے ہوئے ہیں زلف پیمبر اچھے لگتے ہیں
عید کے دن جنت کے جوڑے پہنے ہوئے ۔۔۔ بچوں میں شبیر و شبر اچھے لگتے ہیں
جھک کے فلک سے حور و غلماں اور ملک ۔۔۔ کہتے ہیں زہرا کے دلبر اچھے لگتے ہیں
بزم سخن میں ہم کو عزمیؔ حق کی قسم ۔۔۔ مدح نبی اور آل کے میٹر اچھے لگتے ہیں

☆☆☆

مصطفیٰ دوش پہ شبیر کو لے کر نکلے

حلے جنت کے جو حسنین پہن کر نکلے ۔۔۔ شور اک اٹھا کہ دو نور کے پیکر نکلے
ہو اگر طاقت نظارہ ماہ زہرا ۔۔۔ کہکشاں تاروں کی اوڑھے ہوئے چادر نکلے
مدح فرزند نبی بزم میں کرنا ہو اگر ۔۔۔ آب زمزم سے وضو کرکے سخنور نکلے
بولا فطرس یہ حسین ابن علی کا ہے کرم ۔۔۔ میرے شانوں پہ نظر آتے ہیں جو پر نکلے
تہنیت دینے جو آئے تھے نبی کے گھر پر ۔۔۔ سب کے سب پڑھتے ہوئے سورہ کوثر نکلے
ہے امامت کے تعارف کا نرالا انداز ۔۔۔ مصطفی دوش پہ شبیر کو لے کر نکلے
بس ہمیں تک نہیں محدود غلامی کا شرف ۔۔۔ آسماں والے بھی حسنین کے نوکر نکلے
میرے اشعار بھی پرکھے گئے پیش مولا ۔۔۔ سب عقیدت کے چمکتے ہوئے گوہر نکلے
بغض حسنین لیے جو بھی گیا دنیا سے ۔۔۔ قبر میں اس کی ہر اک سمت سے گوجر نکلے
فتح نے دوڑ کے حضرت کے قدم چوم لئے ۔۔۔ جنگ خیبر میں علم لے کے جو حیدر نکلے
سر پہ ہو سایہ فگن چادر زہرا یا رب ۔۔۔ حشر کی دھوپ میں جب عزمیؔ کمتر نکلے

☆☆☆

بعد نبی جو آل نبی کو ستائے گا

میت نبی کی چھوڑ کے جو بھاگ جائے گا
اصحاب با وفا میں وہ کیسے گنائے گا
زیر لحد حضور کا جو دل دکھائے گا
محشر میں کس سے اپنی شفاعت کرائے گا
جو بھی حسن حسین سے دامن بچائے گا
خلد بریں میں کیسے سکونت وہ پائے گا
جس کو نبی نے بزم سے اپنے اٹھا دیا
پھر کیسے کوئی اپنے گلے سے لگائے گا
آل رسول پاک کو جو بھی ستائے گا
حق کی قسم وہ مر کے جہنم میں جائے گا
اصحاب با وفا پہ جو انگلی اٹھائے گا
نار سقر کے نچلے طبق میں وہ جائے گا
زہرا کا گھر جو دور میں اپنے جلائے گا
پھل بعد مرگ اپنے کئے کا وہ پائے گا
محشور ہوگا حشر میں وہ بولہب کے ساتھ
جو چھوڑ کر رسول کی میت کو جائے گا
جنت کی بو نہ آئے گی اس کے مشام تک
بعد نبی جو آل نبی کو ستائے گا

☆☆☆

اے شہنشاہ امم یثرب و بطحا والے

اے شہنشاہ امم یثرب و بطحا والے
دین والوں پہ ستم ڈھاتے ہیں دنیا والے
ہم تو قرآن کے پیرو ہیں تبرا والے
کیوں نہ فرعون پہ لعنت کریں موسیٰ والے
دشمن دین سے کرتے ہی رہیں گے نفرت
لاکھ ناراض رہیں ہم سے یہ دنیا والے
دین اسلام پہ جن لوگوں نے ڈاکے ڈالے
کیسے نفرت نہ کریں ان سے تولا والے
خوش ہیں فرعون صفت کون کرے گا غرقاب
یہ سمجھتے نہیں موجود ہیں موسیٰ والے
بد صفت لوگوں سے نفرت ہے ہمارا شیوہ
اس لئے ہم کو وہ کہتے ہیں تبرا والے
بغض ہے آل نبی سے تو غلط ہے دعویٰ
ہم خدا والے نبی والے صحابہ والے
جن سے ناراض رہیں بنت پیمبر عزمیؔ
دوست سمجھیں انھیں کیوں فاطمہ زہرا والے

یاد ہے؟

کب وصال مرسل اعظم ہوا تھا یاد ہے
کون تھے وہ جو گئے سوئے سقیفہ یاد ہے

یہ بتا دیجیے کہ دہشت گرد اول کون تھا
فاطمہ زہرا کا گھر کس نے جلایا یاد ہے

جو محمد کا جنازہ چھوڑ کے غائب رہے
ایسے بھی کچھ تھے پیمبر کے صحابہ یاد ہے

اے ابوطالب کو کافر کہنے والے سچ بتا
کس مسلماں نے پڑھا عقد خدیجہ یاد ہے

جز علی مرتضی پھر کون تھا بتلایئے
قبر میں کس نے پیمبر کو اتارا یاد ہے

ہو اگر معلوم تو عزمیؔ کو بھی بتلایئے
کیا تجھے جنگ احد کا کچھ بھی نقشہ یاد ہے

☆☆☆

مباہلہ

جو آسمان پہ گلزار کہکشاں نکلا
وہ پائے مرسل اعظم کا اک نشاں نکلا

تجلی رخ آل نبی کو کیا دیکھا
سقیف چھوڑ کے میدان امتحاں نکلا

نبی کا قوم نصاریٰ سے بابت عیسیٰ
مباہلے کے لئے گھر سے کارواں نکلا

وہ شخص نار جہنم کا بن گیا ایندھن
جو اہل بیت محمد سے بد گماں نکلا

خدا کے فضل سے عید مباہلہ آئی
جسے بھی دیکھا تو وہ شخص شادماں نکلا

کبھی زمیں پہ کبھی سوئے آسماں نکلا
برائے مدح نہ عزمیؔ کہاں کہاں نکلا

☆☆☆

مریض جہل تیرے مرض کی دوا کیا ہے
علاوہ خفگی رب کے تو ہی بتا کیا ہے

انھیں رسول کی الفت سے واسطہ کیا ہے
جنھیں یہی معلوم کون کیا کیا ہے

مریض بغض تو اب تک سمجھ نہیں پائے
کہ اہل بیت نبوت کا مرتبہ کیا ہے

اٹھادیں انگلی تو ہوجائے چاند دو ٹکڑے
میرے رسول سے ان کا مقابلہ کیا ہے

اشارہ کر دے تو سورج پلٹ کے آجائے
یہ آگ پانی ہیں کیا چیز یہ ہوا کیا ہے

بتا رہے ہیں یہی لفظ لعن کے تیور
سمجھ رہے ہیں نصاریٰ مباہلہ کیا ہے

ادھر اترتی ہے آیت ادھر رسول چلے
علی و فاطمہ حسنین کی ادا کیا ہے

بتا دو آیت قرآن سے ضرور انھیں
جو پوچھ بیٹھے ہیں ہم سے مباہلہ کیا ہے

نبی کے آل کی الفت اگر نہیں دل میں
تو پھر نماز کے پڑھنے کا فائدہ کیا ہے

اذان دیتا ہے مدحت کی عزمی کمتر
یہ میرے عشق کی معراج کے سوا کیا ہے

☆☆☆

مدح امام زمانہ علیہ السلام

دیں کے چمن میں پھول کھلا ہے گلاب کا

عالم نہ پوچھو کفر کے کچھ اضطراب کا
نقشہ نظر میں پھرنے لگا انقلاب کا

رندوں کی بھیڑ بھاڑ ہے ساقیٔ مہرباں
حصے کا میرے گم نہ ہو پیالا شراب کا

اے زندگی تو اتنا مرا اور ساتھ دے
آئیں تو لے لوں بوسہ میں ان کی رکاب کا

دل کو مرے سکون ہو کچھ تو بتایئے
آنے کا کب تلک ہے ارادہ جناب کا

مچ جائے دھوم سارے جہاں میں ظہور کی
رخ سے سرک بھی جائے جو گوشہ نقاب کا

پھیلی ہے نکہت گل نرجس کچھ اس طرح
جیسے کہ بہہ گیا کوئی دریا گلاب کا

فضل خدا سے باغ امامت کا بارہواں
دیں کے چمن میں پھول کھلا ہے گلاب کا

دشمن ہر ایک دیکھ کے حیران رہ گیا
پانی پہ بچھ گیا جو مصلیٰ جناب کا

آب رواں عریضہ مرا لے کے ہو رواں
ورنہ بتادے راستہ ان کی جناب کا

دامن ہے اہل بیت کا ہاتھوں میں غم نہیں
جلتا رہے ہزار جہنم عذاب کا

عزمیؔ کو ان جناب کا سایہ جو مل گیا
پھر غم ہو کیسا گرمیٔ روز حساب کا

حجاب غیب میں رہ کر جو نبض دو جہاں دیکھے

تمنا ہے کہ گلشن میں بہار بے خزاں دیکھے
ہر ایک بلبل سلامت اپنا اپنا آشیاں دیکھے

چمن میں عندلیبان چمن کو نغمہ خواں دیکھے
گل نرجس کی خوشبو سے مہکتا گلستاں دیکھے

خدایا جلد دکھلا دے وہ ساعت اہل دنیا کو
زمانہ خرمن باطل پہ گرتی بجلیاں دیکھے

چمکتے قمقمے جس وقت اہل آسماں دیکھے
پکار اٹھے زمیں پر ہم جمال کہکشاں دیکھے

ظہور مہدی دوراں کے صدقے باغ عالم میں
نگاہ مومنین کیفیت باغ جناں دیکھے

افق پر سامرہ تیرے جو چمکا چاند نرجس کا
زمیں کے ذرے ذرے مثل گوہر ضوفشاں دیکھے

مکین وادی خضریٰ پہ صدقے کیوں نہ ہو جائیں
حجاب غیب میں رہ کر جو نبض دو جہاں دیکھے

کہیں پر وادی خضرا میں سب کو شادماں دیکھے
کہیں پر ان کے شوق دید میں بے تابیاں دیکھے

تصدق کیوں نہ ہو جاؤں میں اس کی دوربینی پر
حجاب غیب میں رہ کر جو نبض دو جہاں دیکھے

ظہور مہدی دوراں سے ایسا انقلاب آئے
کہ ہر اک آدمی باطل کی اڑتی دھجیاں دیکھے

اگر وہ آن کر لیں انتقام خون شبیری
تو دنیا خون کی ہر سمت بہتی ندیاں دیکھے

بس اک لمحہ میں عزمیؔ کا مقدر جگمگا اٹھے
اگر چشم کرم سے ہادی عصر رواں دیکھے

☆☆☆

نبض عالم چٹکیوں میں لے کے بیٹھا ہے کوئی

وادی خضرا جسے کہتے ہیں دنیا ہے کوئی
جس میں ٹھہرا اہل دنیا کا مسیحا ہے کوئی

ایک تو ہم ہیں کہ خود اپنی خبر رکھتے نہیں
نبض عالم چٹکیوں میں لے کے بیٹھا ہے کوئی

دے رہے ہیں حضرت روح الامیں آ کر اذاں
کیونکہ موج بحر پر قائم مصلیٰ ہے کوئی

ہیں ترستے لوگ اک موئے مبارک کے لیے
ہاتھ میں زلف پیمبر لے کے بیٹھا ہے کوئی

☆

باغ عالم کی فضا آ کے معطر کردے

باغ عالم کی فضا آ کے معطر کردے — رشک جنت اسے نرجس کے گل تر کردے
تو جو آراستہ اسلام کا لشکر کردے — کفر آزاد ابھی مسجد بابر کردے
غیرت شمس و قمر غیب کے پردے سے نکل — ذرے ذرے کو چمکتا ہوا گوہر کردے
تو عطا کرکے شرف اپنی قدم بوسی کا — پست ذروں کا ثریا پہ مقدر کردے
مثل سلمان ہو مومن تو بنالے اپنا — کسی بے ذر کو جو چاہے تو ابوذر کردے
حکم آقائے خمینی کا ہے دنیا والوں — جو بھی پائے جہاں رشدی کا قلم سر کردے
آرزو عزمیؔ ناچیز کی ہے ابر کرم — اک نظر ڈال کے قطرے کو سمندر کردے

☆☆☆

امام عصر آجائیں تو یہ دنیا سنور جائے

شرف ایمان کا حاصل ہو اور قسمت سنور جائے — ولائے مہدی دوراں اگر دل میں اتر جائے
وہ آجائیں تو پھر باطل کا شیرازہ بکھر جائے — خوشی سے ملت اسلام کا چہرہ نکھر جائے
لئے تیغ علی رن میں علی کا شیر نر جائے — نشہ کفار کے لشکر کا پل بھر میں اتر جائے
چلے گلزار ایماں کی ہوا یوں باغ عالم میں — کہ ہر اک ایک کیڑا کفر کا گھبرا کے مر جائے
منافق وہ نہیں تو اور کیا ہے ہم کو بتلادو — جو اقرار ولایت کرکے پھر اس سے مکر جائے
نکل کر وادی خضرا سے لمحہ کے لیے عزمیؔ — امام عصر آجائیں تو یہ دنیا سنور جائے

☆☆☆

گل نرجس کی خوشبو سے معطر ہے چمن اپنا

جو بحر مدحت آل نبی ہو موجزن اپنا — تو گوہر بار بن جائے یہ صحرائے سخن اپنا
گل نرجس کی خوشبو صحن عالم میں بکھر جائے — تو چہرہ خود چھپائے شرم سے مشک ختن اپنا

نقاب رخ رخ پرنور سے ان کے جو ہٹ جائے
زمانہ جگمگا اٹھے بدل کر پیرہن اپنا
وجود مہدی دیں سے ہے قائم حسن شادابی
گل نرجس کی خوشبو سے معطر ہے چمن اپنا
زمانہ لاکھ پھر جائے کوئی گمراہ ہوجائے
علی والے ہیں ہم ہرگز نہ بدلیں گے چلن اپنا
قسم اللہ کی رد بلا ہے اس لئے عزمیؔ
وظیفہ ہم بنا رکھے ہیں اسم پنجتن اپنا
ہمارے سر پہ جب قائم کا سایہ، سایہ افگن ہے
تو عزمیؔ کیا بگاڑے گا یہ دور پرفتن اپنا

☆☆☆

حسن یوسف چہرہ انور پہ قرباں کیوں نہ ہو

منبع الانوار پہ قرباں مری جاں کیوں نہ ہو
ان کی الفت سے فروزاں اپنا ایماں کیوں نہ ہو

سرخئ یاقوت بھی صدقے لب لعلی پہ ہے
ہیچ ان کے سامنے لعل بدخشاں کیوں نہ ہو

شاہ خاور ہے خجل جب آکے ان کے سامنے
آپ کے قدموں پہ قرباں ماہ تاباں کیوں نہ ہو

جب کہ ہے حسن مجلیٰ سے دو عالم جلوہ گر
حسن یوسف چہرہ انور پہ قرباں کیوں نہ ہو

خود ہی صانع اپنی صنعت پہ ہوا جب شیفتہ
حسن یوسف چہرہ انور پہ قرباں کیوں نہ

خانہ کعبہ میں جب روشن ہے شمع بوتراب
کفر کی ظلمت چھٹے کعبہ چراغاں کیوں نہ ہو

تیری مدحت کا ترانہ اے شہ خیبر شکن
سلسلہ در سلسلہ عنوان بعنواں کیوں نہ ہو

بربط حق آشنا کو نغمہ در بر دیکھ کر
بھیج کر جعفر سا صادق حق مہرباں کیوں نہ ہو

جعفر صادق کی رکھتا ہوں ازل سے انسیت
خانہ دل میں مرے وہ آکے مہماں کیوں نہ ہو

سارے عالم کے جگر میں ہے غلامی کی تڑپ
خانہ دل میں مرے وہ آکے مہماں کیوں نہ ہو

☆☆☆

مہدی دوراں

نگاہوں میں ہے اپنے جلوہ زار مہدی دوراں
دل مومن بنا ہے سبزہ زار مہدی دوراں

بتادے ہم کو اے پروردگار مہدی دوراں
کہ کب آئے گی گلشن میں بہار مہدی دوراں

دعا کرتا ہے ہر اک جاں نثار مہدی دوراں
سدا قائم رہے باغ و بہار مہدی دوراں

الٰہی حکم کب ہوگا کہ وہ جلوہ دکھائیں گے
زمانہ کر رہا ہے انتظار مہدی دوراں

نہیں معلوم کب آئیں گے اور جلوہ دکھائیں گے
مشیت ہی فقط ہے رازدار مہدی دوراں

وہ جس سے انتقام خون شبیری لیا جائے
الٰہی جلد چمکے ذوالفقار مہدی دوراں

یقیں ہے جلد اب ہوگا ظہور حضرت قائم
ہر اک جانب سے اٹھی ہے پکار مہدی دوراں

ہمارے بچے بچے منتظر بیٹھے ہیں اے مولا
چلے آؤ سبھی ہیں بیقرار مہدی دوراں

حکومت ظلم و استبداد کی جانے ہی والی ہے
جہاں میں ہوگا قائم اقتدار مہدی دوراں

چلے آئیں گے عیسیٰ چھوڑ کر چرخ چہارم کو
حرم جس دن بنے گا جلوہ زار مہدی دوراں

بڑھیں گے اہل ایماں جب قدم بوسی حضرت کو
یہ اک عزمیؔ بھی ہوگا خاکسار مہدی دوراں

☆☆☆

زمیں پہ حجت پروردگار قائم ہے

نظام گردش لیل و نہار قائم ہے
بہار عالم ناپائیدار قائم ہے

اسی لیے تو قیامت رکی ہوئی ہے جناب
زمیں پہ حجت پروردگار قائم ہے

انھیں کے چہرہ انور کی اک جھلک پاکر
چمکتے تاروں کی روشن قطار قائم ہے

وہ مہر ماہ ہوں یا نجم و کہکشاں کی صفیں
انھیں کے نور سے ہر جلوہ زار قائم ہے

شراب الفت مولا تو پی تھی روز ازل
یہ فضل حق ہے کہ اب تک خمار قائم ہے

اجل کے بعد بھی ہوتی نہیں ہیں بند آنکھیں
کچھ اس طرح سے ترا انتظار قائم ہے

نہ جانے ہوگی سحر کب ظہور مولا کی
بڑی طویل شب انتظار قائم ہے

ادھر جو ضد ہے کہ تڑپائیں گے ابھی برسوں
ادھر بھی ضد پہ دل بیقرار قائم ہے

تمہارے رخ کی ہے سرخی شفق کے ماتھے پر
تمہارے دم سے جہاں میں بہار قائم ہے

ریاض دین میں آئے خزاں یہ ناممکن
جلال مرتضوی کا حصار قائم ہے

بفضل حق پئے انگشتری ختم رسل
نگینہ گہر آبدار قائم ہے

تمہارے قدموں کی برکت ہے روح و جان بہار
مکان خضر کا جو سبزہ زار قائم ہے

یہ کہدو کفر سے اسلام مٹ نہیں سکتا
حجاب غیب میں اک ذمہ دار قائم ہے

انھیں کا رحم و کرم ہے اسی لیے عزمیؔ
یہ درسگاہ بصد افتخار قائم ہے

زباں رکے نہ کبھی ان کی مدح میں عزمیؔ
مری حیات کی جب تک بہار قائم ہے

☆☆☆

مدح حضرت علی علیہ السلام

کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

خانہ حق میں ظہور نور یزداں دیکھ کر
آج تک باطل نظر آتا ہے حیراں دیکھ کر

روح ہوجاتی ہے تازی روح ایماں دیکھ کر
مدح حیدر جب بھی میں لکھتا ہوں قرآں دیکھ کر

تاج پوشی علی ہوتی ہے قرآں دیکھ کر
کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

عرش اعظم سے ملائک آ رہے ہیں صف بصف
مدحت نفس نبی عنواں بعنواں دیکھ کر

موج کوثر کر رہی ہے ان کے چہرے کا طواف
ماہ رو قرباں ہیں ان کا روئے تاباں دیکھ کر

حق نے فخر اوصیا ایسا نبی کو ہے دیا
ناز کرتے ہیں جسے فخر رسولاں دیکھ کر

دامن مشکل کشا ہے کشتی راہ نجات
ڈر نہیں کچھ بھی ہمیں اے موج طوفاں دیکھ کر

ہاتھ میں عزمیؔ ہے جب یہ مدح حیدر کی بیاض
قبر کی منزل نہ کیوں ہوجائے آساں دیکھ کر

☆☆☆

نہ ہو علی سے محبت تو زندگی کیا ہے

انجمن کاروان کربلا پورہ معروف کی جانب سے ہونے والی طرحی محفل میں ۱۳/رجب ۱۴۱۷ ہجری مطابق ۲۵/نومبر ۱۹۹۶ء کو پڑھا گیا کلام۔

رجب کے چاند کی تنویر بڑھ گئی کیا ہے
یہ بے مثال زمانے میں روشنی کیا ہے

خزاں رسیدہ چمن میں یہ تازگی کیا ہے
بہار باغ ارم کھینچ کے آگئی کیا ہے

جدار کعبہ بتا دے تجھے خوشی کیا ہے
کہ صبح دم تیرے ہونٹوں پہ یہ ہنسی کیا ہے

جھکاتے جایئے قبلہ سمجھ کے پیشانی
نہ پوچھیے کی جنم بھومی علی کیا ہے

کتاب مدح علی پڑھ کے تم جسے چاہو
پرکھ لو چہرے کی رنگت سے آدمی کیا ہے

لگا رہے ہیں فرشتے بھی نعرہ صلوات
امامیہ میں کوئی بزم پھر سجی کیا ہے

گل ریاض نبی سے نہ ربط ہو جس کا
تمیز کیسے ہو خوشبو بہشت کی کیا ہے

نہ ہوگی معرفت حق اسے کبھی حاصل
سمجھ نہ پائے جو تا زندگی علی کیا ہے

در علی پہ جبیں رکھ کے کہتے ہیں قنبر
نہ ہو علی سے محبت تو زندگی کیا ہے

ابھی تو مہد میں اژدر کو چیر رکھا ہے
جواں تو ہونے دو پھر باب خیبری کیا ہے

وہ بدنصیب ہے اپنے نصیب پر روئے
پرکھ نہ پائے نگینہ تو جوہری کیا ہے

علی کے عشق میں مرنا ہے زندگی کی دلیل
نہ ہو علی سے محبت تو زندگی کیا ہے

بتانا تھا کہ ستارے بھی ہیں علی کے غلام
وگرنہ ڈوبتے سورج کی واپسی کیا ہے

نہ ہو نصیب میں جس کے علی کا نقش قدم
وہ خاک سمجھے گا سلمان فارسی کیا ہے

وہ مرتضیٰ کے مراتب کو کیا سمجھ پائے
سمجھ نہ پائے جو شان ابوذری کیا ہے

میں چند پھول عقیدت کے چن کے لایا ہوں
کرم علی کا ہے عزمیؔ کی شاعری کیا ہے

☆☆☆

آئے علی حرم کا مقدر سنور گیا

انجمن اسلامی کی جانب سے منعقد ہونے والی طرح محفل جشن مولود کعبہ میں ۱۵؍رجب ۱۴۱۸ ہجری کو پڑھا گیا کلام۔

نور علی سے خانہ دل جس کا بھر گیا — کیا پوچھنا ہے اس کا مقدر سنور گیا
ناد علی میں پڑھتا جدھر سے گذر گیا — طوفان غم ہجوم بلا سب بکھر گیا
روح خلیل ہوگئی شاداں بہشت میں — آئے علی حرم کا مقدر سنور گیا
بخشا جو حق نے قوت بازو حضور کو — فرط خوشی سے آپ کا چہرہ نکھر گیا
روئے ابوتراب کی جانب غدیر میں — باطل نے جب نظر کی تو چہرہ اتر گیا
بدر و احد میں خیبر و خندق حنین میں — سہرا ظفر کا جب گیا حیدر کے سر گیا
اس کا بلند ہوگیا معیار بندگی — بہر طواف خانہ حق جو بشر گیا
رحمت نے لے لیا اسے بڑھ کر حصار میں — قسمت سے جو بھی جانب طیبہ نگر گیا
جو دشمن علی تھا وہ دوزخ میں گر پڑا — عزمیؔ پل صراط سے ہنستا گذر گیا

☆☆☆

علی کی ذات سے اسلام کامیاب ہوا

کوپاگنج مئو کی طرحی محفل میں ۲۶؍فروری ۲۰۰۲ء کو پڑھا گیا کلام۔

وصی مرسل اعظم کا انتخاب ہوا — ہر ایک نفس کا مولا ابوتراب ہوا
علی کی ذات سے جس کو بھی اجتناب ہوا — نصیب پھوٹ گیا خانما خراب ہوا
ہے منکران ولایت سے اک سوال مرا — پتہ ہے حارث فہری پہ کیوں عذاب ہوا
حضور کا نہ کوئی مثل لاسکی دنیا — نہیں علی کا جہاں میں کوئی جواب ہوا
در بتول پہ زہرہ نہ کیوں جبیں ٹیکے — جب آفتاب مطیع ابوتراب ہوا

پلٹ کے عصر کے نقطے پہ آگیا سورج دوبارہ جیسے زلیخا پہ پھر شباب ہوا
نزول آیت اکملت ہے سند اس کی علی کی ذات سے اسلام کامیاب ہوا
علی کے لطف و کرم سے میں یوں رہا عزمیؔ کہ جیسے صحن چمن میں کوئی گلاب ہوا

☆☆☆

ہم علی والے ہیں دے چودہ پیالے ساقی

۱۳؍رجب ۱۴۲۵ءکو پڑھا گیا کلام۔

کردے دل کھول کے رندوں کے حوالے ساقی
اپنے ہاتھوں سے دے بھر بھر کے پیالے ساقی

جھومتے جانب میخانہ چلے آتے ہیں
بڑھ کے رندوں کو گلے اپنے لگا لے ساقی

بغض حیدر سے ہیں دل جن کے بھی کالے ساقی
باغ جنت کے نہ دیکھیں گے اجالے ساقی

ساغر عشق علی ان کو میسر ہو کہاں
جن کے دروازہ قسمت پہ ہیں تالے ساقی

الفت آل نبی کی نہیں صہبا جس میں
سامنے سے مرے وہ جام اٹھا لے ساقی

ایک دو تین تو پینا نہیں آتا ہم کو
ہم علی والے ہیں دے چودہ پیالے ساقی

بحر عصیاں میں کہیں ڈوب نہ جائے عزمیؔ
کشتی آل محمد پہ بٹھا لے ساقی

☆☆☆

در نیا کھولا گیا کعبہ میں حیدر کے لیے

دوستو خوشنودی محبوب داور کے لیے
خم سا اک منبر بنا لو مدح حیدر کے لیے

فاطمہ پہنچیں طواف بیت داور کے لیے
بن گیا کعبہ صدف حیدر سے گوہر کے لیے

مضطرب آقا تھے یوں اپنے برادر کے لیے
جیسے اک بلبل پریشاں ہو گل تر کے لیے

مادر عیسیٰ نہ ہوں کیوں اس فضیلت کے نثار
در نیا کھولا گیا کعبہ میں حیدر کے لیے

مدحت نفس نبی کرنے کو بزم پاک میں
آب زمزم سے وضو لازم ہے شاعر کے لیے

بغض ہے دل میں جسے ساقی کوثر سے تو پھر
حشر میں ترسے گا وہ اک بوند کوثر کے لیے

غازی اکبر چلا ہے جنگ خیبر کے لیے
فتح بڑھتی ہے قدم بوسی حیدر کے لیے

دوستوں کے واسطے خلد بریں ہے دوستو
اور جہنم دشمن آل پیمبر کے لیے

آ گیا ہے خانہ کعبہ میں کوئی بت شکن
یہ خبر حیران کن ہے روح آذر کے لیے

زینت عرش علیٰ ہیں پائے ختم المرسلیں
دوش ختم المرسلیں ہے پائے حیدر کے لیے

متصل آپس میں ہیں یوں مصطفی و مرتضی
جس طرح سے وصل لازم ہے تن و سر کے لیے

جلوہ حیدر سے روشن ہیں مرے شام و سحر
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا مقدر کے لیے

بادشاہ دین و دنیا کی میں سیرت کے نثار
بوریا ہے خانہ حیدر میں بستر کے لیے

یہ وہ در ہے جس پہ مسکینوں، اسیروں کی طرح
آسماں والے بھی آئے لقمہ تر کے لیے

یہ زمین و آسماں والوں کا ہے دار الشفا
کیوں مریض بال و پر آئے نہ یاں پر کے لیے

جشن میلاد علی یہ منعقد جنت میں ہے
جام کوثر چاہیے ہر اک سخنور کے لیے

جلوہ حیدر سے روشن ہیں مرے شام و سحر
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا مقدر کے لیے

مجھ کو آجائے اگر عزمیؔ شعور شاعری
وقف کردوں زندگی کو مدح حیدر کے لیے

☆☆☆

چمکتا ہے امامت کا قمر آغوش مادر میں

صدر امامباڑہ پورہ معروف کی محفل جشن مولود کعبہ میں ۶ رجنوری ۱۹۹۳ء کو پڑھا گیا کلام۔

وضو روز ازل جو کر چکے ہیں حوض کوثر میں
وہی تشریف فرما دیکھیے ہیں جشن حیدر میں

چلے ہیں جانب کعبہ نبی شوق برادر میں
خوشی کا ہے عجب عالم دل محبوب داور میں

یہ قدرت کا کرشمہ دیکھیے اللہ کے گھر میں
چمکتا ہے امامت کا قمر آغوش مادر میں

بتاؤ جز علی تھا کس کے سر پہ فتح کا سہرا
جو حاضر ایک سے اک سورما تھے جنگ خیبر میں

یہ قرآں آیت تطہیر سے خالی نظر آتا
نہ ہوتے پنجتن یکجا اگر زہرا کی چادر میں

جھولائیں کیوں نہ جھولا شبر و شبیر کا آکر
ہیں جبریل امیں بھی آل پیغمبر کے نوکر میں

یہاں نفس نبی نفس خدا کا ذکر ہوتا ہے
وضو زمزم سے کر کے آیئے گا بزم اطہر میں

شرف حاصل نہ کیوں عزمیؔ ہو مجھکو مدح خوانی کا
لکھا ہے کاتب قدرت نے جب میرے مقدر میں

☆☆☆

بن گیا دیوار میں در مرتضیٰ کے واسطے

میں بھی حاضر ہو گیا مدح و ثنا کے واسطے
داد کا دیدو سہارا حوصلہ کے واسطے

لائے گا چن کر یقیناً گوہر مدح علیؑ
فکر کا طائر گیا ہے قافیہ کے واسطے

صبح دم کھولو زباں حمد خدا کے واسطے
پھر نبی و آل کی مدح و ثنا کے واسطے

وہ عمل کیجیے نبی راضی علی راضی رہیں
جو کہ ہو خوشنودی رب العلیٰ کے واسطے

وہ عمل ہرگز نہ ہو جس سے خسارہ ہو ہمیں
ہر عمل ہو آخرت کے فائدہ کے واسطے

ہے یہ جشن کل ایماں روشنی پھیلے نہ کیوں
نیر ایمان چمکا ہے ضیاء کے واسطے

فاطمہ نے جو ہیں لب کھولے دعا کے واسطے
بن گیا دیوار میں در مرتضیٰ کے واسطے

پا کے اپنا قوت بازو رسول اللہ نے
رکھدی سجدہ میں جبیں شکر خدا کے واسطے

میرے آقا کا یہ اک ادنیٰ اشارہ ہی تو تھا
چاند دو ٹکڑے ہوا خیرالوریٰ کے واسطے
دیکھ کر حیران اس منظر کو دنیا رہ گئی
ڈوب کر پلٹا جو سورج مرتضیٰ کے واسطے
اک طرف فرش نبی پر چین سے سوئے علی
اک طرف تھا غار میں کوئی بکاء کے واسطے
ایک چاقو تک کسی کے واسطے اترا نہیں
آگئی تلوار شاہ لافتیٰ کے واسطے
بغض حیدر ہے تو پھر ان کی جنم بھومی کی سمت
کر کے رخ کرتے ہو کیوں سجدہ خدا کے واسطے
خلد تو بے چین تھی حر دلاور کے لئے
اور دوزخ مضطرب تھی حرملہ کے واسطے
ہر نفس پیشانی عزمیؔ ترستی ہے حضور
جانشین مصطفیٰ کے نقش پا کے واسطے

☆☆☆

ہے علی والوں کی پہچان علی کہنے سے

ہے علی والوں کی پہچان علی کہنے سے
ہوگئے داخل ایمان علی کہنے سے
کھا کے کہتا ہوں ابوذر کے مراتب کی قسم
محترم ہوگئے سلمان علی کہنے سے
چاہے میثم ہوں کہ مقداد ہوں یا ہوں قنبر
بن گئے کامل الایمان علی کہنے سے
روز اول سے عقیدہ یہ اٹل ہے اپنا
مشکلیں ہوتی ہیں آسان علی کہنے سے
معرکہ کفر اور اسلام کا جب ہوتا ہے
سر کیا جاتا ہے میدان علی کہنے سے
اس لیے جپتے ہیں ہم ناد علی کی مالا
کیونکہ ٹل جاتا ہے طوفان علی کہنے سے
باب جنت پہ جو ہے عاشق حیدر پہنچا
لے گیا خلد میں رضوان علی کہنے سے
اس لیے ورد زباں نام علی رکھتے ہیں
دور ہوجاتا ہے شیطان علی کہنے سے
یہ عقیدہ ہے ہمیشہ سے ہمارا عزمیؔ
ملتی ہے حوصلہ کو جان علی کہنے سے

☆☆☆

مدعا پا گئے کعبہ کو بنانے والے

جشن میلاد علی دل سے منانے والے
کر کے زمزم سے وضو آئے ہیں آنے والے

راستہ آل پیمبر کا اگر چھوٹ گیا خلد میں جائیں گے کس راہ سے جانے والے
تیرویں ماہ رجب تیری فضیلت کے نثار مدعا پاگئے کعبہ کو بنانے والے
آج امید ہے بھر جائے گا عزمیؔ دامن آسماں والے ہیں انعام لٹانے والے

☆☆☆

جدار کعبہ بتا در نیا بنا کیسے

جشن مولود کعبہ پورہ معروف میں ۱۸؍دسمبر ۱۹۹۴ء، مطابق ۱۳؍رجب ۱۴۱۵ ہجری کو پڑھا گیا کلام۔

میں بزم اہل سخن میں ہوں لب کشا کیسے کرم علی کا نہ ہوتا تو بولتا کیسے
نہ ہوتا عشق علی میں اگر میں دیوانہ تو ملتا جام ولا کا مجھے مزا کیسے
پیا نہ جام ولائے علی تو بتلاؤ کروگے خلد میں پھر جاکے ناشتہ کیسے
جلی نہ ہوتی اگر شمع بوتراب یہاں جبین کعبہ ہوئی ہوتی نورزا کیسے
جو آپ آکے نہ کرتے بتوں سے پاک حرم تو لوگ کرتے یہاں سجدہ خدا کیسے
خدا کا واسطہ تجھ کو اے شاہد عینی جدار کعبہ بتا در نیا بنا کیسے
میں جس کا مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں نبی کا قول کسی نے بھلا دیا کیسے
یہ آفتاب تو مغرب میں چھپ چکا تھا مگر پلٹ کے عصر کے نقطے پہ آگیا کیسے
زمانہ محو تعجب ہے کہ مہہ انور نبی کے ایک اشارے پہ دو ہوا کیسے
شفیع حشر اگر موڑ لیں نظر اپنی ریاض خلد میں پھر ہوگا داخلہ کیسے
نبی کی آل کے گر راستے کو چھوڑ دیا بہشت ناز کا پائیں گے راستہ کیسے
مرے حضور نہ معجز نما اگر ہوتے تو ملتا آپ کا پتھر پہ نقش پا کیسے
نہ ہوتا ان کا کرم مجھ پہ عزمیؔ کمتر تو لکھتا جھوم کے پھر مدح مرتضی کیسے

☆☆☆

تاجپوشی علی کا آج منظر دیکھ لیں

ایک سے اک جمع ہیں یاں پر سخنور دیکھ لیں
مدح کے کرتے ہیں سب موتی نچھاور دیکھ لیں

مدح نفس مصطفی میں نظم جو لکھی گئی
آ کے ہر ہر لفظ میں یاقوت و گوہر دیکھ لیں

دیکھ لیں روئے پیمبر روئے حیدر دیکھ لیں
جن کے جلووں سے ہیں روشن ماہ و اختر دیکھ لیں

خم کے میداں میں بحکم رب اکبر دیکھ لیں
تاجپوشی علی کا آج منظر دیکھ لیں

سامنے ہیں احمد مرسل کے حیدر دیکھ لیں
مہر تاباں چھپ گیا ماہ منور دیکھ لیں

عظمت کردار اہل بیت آ کر دیکھ لیں
روٹیاں تک جا رہی ہیں آسماں تک دیکھ لیں

دیکھنا چہرہ علی کا اک عبادت بن گیا
گر یقیں دل کو نہ ہو قول پیمبر دیکھ لیں

ڈوبتے سورج کو کردیں اک اشارہ گر کبھی
عصر کے نقطے پہ کیوں ٹھہرے نہ آ کر دیکھ لیں

کٹ بھی جاتی ہے زباں پر دار پہ رکتی نہیں
مدح مولا اس طرح ہوتی ہے آ کر دیکھ لیں

عاصیوں سے کہدو جام الفت حیدر ہے آج
مغفرت چاہیں تو بس اک گھونٹ پی کر دیکھ لیں

جام کوثر کی لطافت دیکھنا چاہیں اگر
پی کے جام الفت ساقی کوثر دیکھ لیں

بعد پیغمبر نہ چن لینا کسی کو راہبر
تاجپوشی علی کا آج منظر دیکھ لیں

شیخ صاحب کی تمناؤں کا کیا خوں ہوگیا
لب پہ ہے بخ نہ جانے کیوں ہیں مضطر دیکھ لیں

بس سمجھ لیں پا گیا جنت میں وہ اپنا مکان
حشر میں جس کی طرف وہ مسکرا کر دیکھ لیں

فقر و فاقہ میں بسر خود کر کے دیں کا تاجور
دوسروں کو کر گیا لیکن تونگر دیکھ لیں

ہے غذائے زندگی بس جو کی سوکھی روٹیاں
بوریا ہے بادشاہ دیں کا بستر دیکھ لیں

ہند سے عزمیؔ کو بھی مولا بلا لیں گر نجف
اپنا ہم اوج ثریا پر مقدر دیکھ لیں

مدح خواں نازاں ہیں گر اپنے مکاں کو دیکھ کر
چل کے باغ خلد میں عزمیؔ کا بھی گھر دیکھ لیں

☆☆☆

شق ہوئی دیوار کعبہ میں نیا اک در کھلا

جانشین مصطفی کی مدح کا دفتر کھلا
باب شہر علم کی تفسیر کا جوہر کھلا

عرش سے اترے چلے آتے ہیں کعبہ میں ملک
یعنی ہے ہفت آسماں کا آج اک اک در کھلا

یا علی تیری ثنا قرآن میں ہے جابجا
تیری مدحت کے لیے خود ہے لب داور کھلا

فاطمہ بنت اسد پہنچی ہیں جب پیش حرم
شق ہوئی دیوار کعبہ میں نیا اک در کھلا

فاطمہ بنت اسد داخل اسی در سے ہوئیں
مثل آئینہ تھا حیراں جس پہ یہ منظر کھلا

منتظر مدت سے تھے جس کے شہنشاہ زمن
مل گیا وہ نفس بخت جسم پیغمبر کھلا

آسماں پر غل مچا ہے مرحبا صد مرحبا
بیت حق میں شہر علم مصطفی کا در کھلا

آیت اکملت اتری اور دیں کامل ہوا
مرتبہ حیدر کا جب خم میں سر منبر کھلا

لافتی الا علی پڑھنے لگے روح الامیں
جنگ میں جس دم علی کی تیغ کا جوہر کھلا

سرور عالم سوئے یثرب روانہ جب ہوئے
تھا کنارے بستر احمد پئے حیدر کھلا

بستر احمد پہ سوئے مصطفی بن کر علی
کون حقدار وصایت ہے یہ عالم پر کھلا

کیوں نہ میں عزمیؔ کروں مدح وثنائے بوتراب
جنت الفردوس میں اپنے لیے ہے گھر کھلا

☆

تیرہ رجب سے ہنس کے قمر بولنے لگا

کعبے کا آج ذوق نظر بولنے لگا
دیوار مسکرائی تو در بولنے لگا

اب احترام ہوگا قیامت تلک ترا
تیرہ رجب سے ہنس کے قمر بولنے لگا

میں سوچ ہی رہا تھا کہ اب منقبت لکھوں
فورا علی علی مرا گھر بولنے لگا

اب تک میں ذوالفقار کی خوشبو سے مست ہوں
خوش ہو کے جبرئیل کا پر بولنے لگا

محفل میں یہ جو نعرہ حیدر کا شور ہے
میثم تری زباں کا اثر بولنے لگا

پھر یوں ہوا فضاؤں میں خوشبو بکھیر دی
مدح علی میں، میں جو ادھر بولنے لگا

جن کا غلام وقت کی رفتار روک دے جب دی اذاں تو نور سحر بولنے لگا
پھر کہہ رہا ہے دل مرا لبیک یا حسین پھر شہر کربلا کا سفر بولنے لگا
کرتا رہوں گا ساقی کوثر کا تذکرہ خاموش جب ہوا تو ہنر بولنے لگا

☆☆☆

کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

آسماں والے ہیں خوش احمد کو شاداں دیکھ کر
کیوں نہ ہم مسرور ہوں یہ بزم عرفاں دیکھ کر

مرضی حق دیکھ کر اور حق کا فرماں دیکھ کر
کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

اے ابوطالب کو کافر کہنے والے سچ یہ ہے
حشر میں روتے پھروگے اپنا ایماں دیکھ کر

مشکلیں جب بھی پڑیں ہیں وقت کے حکام پر
در پہ مولا کے گئے اپنے کو حیراں دیکھ کر

لب پہ ہے پیہم ابھی مولا علی کی یہ صدا
ہے خلافت سرنگوں مولا کا احساں دیکھ کر

ضیغم حق نے لی انگڑائی میان کارزار
پیکر باطل ہوا جاتا ہے لرزاں دیکھ کر

خیبر و خندق ہو یا صفین ہو یا کربلا
حق کبھی دبتا نہیں باطل کے دنداں دیکھ کر

تھی احد میں حق و باطل کی لڑائی پھر تو کیوں
چھوڑ کر بھاگے نبی کو کچھ مسلماں دیکھ کر

ہوگئی اک آن واحد میں احد کی جنگ سر
مچ گئی ہلچل علی کی تیغ براں دیکھ کر

لی ہے انگڑائی خدا کے شیر نے میدان میں
پیکر باطل ہوا جاتا ہے لرزاں دیکھ کر

پھر شفیع روز محشر کون ہوگا سوچیے
شک نبوت میں جو کر جائے مسلماں دیکھ کر

ہم علی کے چاہنے والے ہیں عزمؔی اس لیے
خوف کچھ ہم کو نہیں محشر کا میداں دیکھ کر

☆☆☆

منتخب میدان خم کا ہم کو رہبر چاہیے

اے شب ہجرت رسول حق کا بستر چاہیے
نفس پیغمبر کو پیغمبر کی چادر چاہیے

دشمنان دیں یہ سمجھے ہیں نبی سوئے ہوئے
ایسا منظر ایسا منظر ایسا منظر چاہیے

بت شکن کو جب فراز دوش سرور چاہیے
اس کی مدحت کس طرح ہو خم کا منبر چاہیے

میرے مولا کی ولایت کا اگر منکر ہے وہ
حارث فہری کے سر پر اور پتھر چاہیے

عزم عزمؔی کا جواں ہے ہوگیا بوڑھا تو کیا
بس مرے مولا کرم مجھ پر برابر چاہیے

☆☆☆

تیرہ رجب ہے آج نئے در کی بات کر

دل کہہ رہا ہے خانہ داور کی بات کر
منشائے رب ہے مولد حیدر کی بات کر

بنت اسد کے آج گل تر کی بات کر
ایمان کے فضائے معطر کی بات کر

دروازہ حرم ہے مقفل پڑا ہوا
تیرہ رجب ہے آج نئے در کی بات کر

پی کر خوشی میں آج شراب طہور کو
عزمؔی زبان کھول تو حیدر کی بات کر

علی کے نور سے عالم ہے ضوفشاں اب تک

زمیں چمکتی ہے روشن ہے کہکشاں اب تک
علی کے نور سے عالم ہے ضوفشاں اب تک

خدا کا شکر یہ جنت کی نعمتیں ہیں گواہ
نہ بھولی جاسکیں مولا کی روٹیاں اب تک

شمیم ذکر علی سے فضا معطر ہے
نبی کے دیں کا مہکتا ہے گلستاں اب تک

☆☆☆

کعبے کی زمیں چوم لے حیدر کے قدم آج

۱۲؍رجب ۱۴۱۵ ہجری کو مدرسہ امامیہ پورہ معروف کی محفل میں پڑھا گیا کلام۔

رضوان مجھے چاہیے طوبیٰ کا قلم آج
داوات میں کوثر ہو تو مدحت ہو رقم آج

ہے رحمت حق جوش میں افلاک پہ دیکھو
ہے چاروں طرف چھایا ہوا ابر کرم آج

دنیا میں ہر اک سمت بپا جشن علی ہے
شاداں ہیں سبھی اہل عرب اہل عجم آج

اللہ کے گھر سے ہے ملا قوت بازو
خوش حد سے زیادہ ہیں شہنشاہ امم آج

لینا ہے جو تمغہ تجھے تا حشر بقا کا
کعبہ کی زمیں چوم لے حیدر کے قدم آج

طاقوں پہ جو بیٹھے تھے خدا بن کے بصد ناز
سجدے میں نظر آتے ہیں پتھر کے صنم آج

اللہ رے جاگ اٹھا ہے خوابیدہ مقدر
بطحا کی زمیں بن گئی ہے رشک ارم آج

یہ ہیں بخدا صاحب اعجاز و کرامت
شق ہوکے بتاتی ہے یہ دیوار حرم آج

روشن ہے جہاں نور امامت کی ضیا سے
ہر شی پہ ہے اللہ کا اک خاص کرم آج

حوران جناں ہوتی ہیں آپس میں بغلگیر
اور جشن مناتے ہیں ملک مل کے بہم آج

جنت سے نہ کیوں آئے بھلا ٹھنڈی ہوائیں
کوثر سے ہے سینچا گیا گلزار ارم آج

یوں حق کا لگا ہے رخ باطل پہ طمانچہ
صدیوں کے گزرنے پہ بھی باقی ہے ورم آج

اک بار اٹھو کفر کی چولوں کو ہلا دو
باطل کی روش سے ہے اگر ناک میں دم آج

کفار کے عفریتوں کا ہوجائے صفایا میدان میں چمکے جو اگر تیغ دو دم آج
اسلام کی دنیا میں تو منظر ہے خوشی کا عزمیؔ ہے مگر کفر پہ چھایا ہوا غم آج

☆☆☆

شق ہوئی دیوار کعبہ بن گیا اک در نیا

نور وجہ اللہ چمکا دیکھنا منظر نیا شق ہوئی دیوار کعبہ بن گیا اک در نیا
جز علی ہے کون جو نفس رسالت بن سکے دم کسی میں ہو تو لائے نفس پیغمبر نیا
جس کے مولا ہیں نبی اس کے ہیں مولا مرتضیٰ کیا ہے کوئی اور بھی فرمان پیغمبر نیا
دامن ختم رسالت کیوں نہ مالا مال ہو آج قدرت کے خزانے سے ملا گوہر نیا
دیکھتے ہیں روئے حیدر کو محمد بار بار آئینہ تو ہے وہی لیکن ملا جوہر نیا
کرچکی ہے چشم قدرت تو علی کا انتخاب ہو اگر ممکن تو لاؤ ساقی کوثر نیا
سو رہا ہے وہ جو راتوں کو کبھی سوتا نہ تھا جیسے حیدر کو رسالت کا نہیں بستر نیا
جب ولادت گاہ تیری کعبہ اسلام ہے اہل دیں کو بہر طاعت مل گیا اک در نیا
اللہ اللہ قوت دست علی کا معجزہ باب خیبر کو بنایا پل پڑے لشکر نیا
توڑ کر بیعت جو کوئی جنگ حیدر سے کرے اس سے بڑھ کر کون اس دنیا میں ہے بدتر نیا
کچھ تو چہرے شاد ہیں اور کچھ کا اڑ جاتا ہے رنگ گویا ہے ذکر علی معیار خیر و شر نیا
لے کے جب نام علی کرتا ہوں نظریں چار سو دیکھتا ہوں چہرہ بغض و نفاق اکثر نیا
خدمت مولا میں شاید یہ بھی ہوجائے قبول لے کے آیا ہے قصیدہ عزمیؔ کمتر نیا

☆☆☆

ناز کرتے ہیں جسے فخر رسولاں دیکھ کر

بحر مدح مرتضیٰ میں زور طوفاں دیکھ کر
موج کوثر کی ہوئی جاتی ہے قرباں دیکھ کر

ہے فضا میں بھینی بھینی بوئے مشک بوتراب
جس پہ ہے سو جاں سے قرباں روح ایماں دیکھ کر

روز نو ہے خم کی مے پینے کی چاہت میں حضور
سیپیوں نے منھ ہے کھولا ابر نیساں دیکھ کر

خم میں ہیں کچھ صورتیں ایسی علی کے سامنے
لب پہ ہے بخ مگر دل ہے پریشاں دیکھ کر

جن کو خود مولا سمجھ ہی میں نہ آئے آج تک
معنی مولا کو کیا سمجھیں گے ناداں دیکھ کر

آیت اکملت اتری دیں مکمل ہوگیا
مسکراتے ہیں محمد فضل یزداں دیکھ کر

خانہ حق میں ظہور نور یزداں دیکھ کر
آج بھی باطل نظر آتا ہے حیراں دیکھ کر

مدح حیدر جب بھی میں لکھتا ہوں قرآں دیکھ کر
روح ہوجاتی ہے تازی روح ایماں دیکھ کر

حکم رب سے تاج پوشی علی کے واسطے
کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

صف بصف اترے چلے آتے ہیں سکان فلک
مدحت نفس نبی عنواں بعنواں دیکھ کر

موج کوثر کر رہی ہے ان کے چہرے کا طواف
مہر و مہ قرباں ہیں ان کا روئے تاباں دیکھ کر

حق نے فخر اوصیا ایسا محمد کو دیا
ناز کرتے ہیں جسے فخر رسولاں دیکھ کر

دامن مشکل کشا ہے کشتی راہ نجات
ڈر نہیں کچھ بھی ہمیں اے نوح طوفاں دیکھ کر

ہاتھ میں عزمیؔ ہے جب یہ مدح مولا کی بیاض
قبر کی منزل نہ کیوں ہوجائے آساں دیکھ کر

☆☆☆

غلام سارے ترابی ہیں بوتراب علی

انجمن اسلامی پورہ معروف کی جانب سے ہونے والی طرحی محفل جشن مولود کعبہ میں ۱۵؍رجب ۱۴۱۷ ہجری کو صدر امامباڑہ میں پڑھا گیا کلام۔

اے آسمان فضیلت کے آفتاب علی
نہیں زمانے میں تیرا کوئی جواب علی

صدف ہے خانہ داور در خوش آب علی
ہے دیکھتا جسے جھک جھک کے آفتاب علی

کھلی ہوئی ہے ترے مدح کی کتاب علی
ہے لفظ لفظ مہکتا ہوا گلاب علی

قسم خدا کی سنور جائے زندگی اس کی
جو پی لے آپ کے میخانے کی شراب علی

نبی کے ہاتھوں پہ قبل نزول پڑھتے ہیں
حرم میں جھوم کے اللہ کی کتاب علی

میں کھا کے کہتا ہوں قنبر کے نقش پا کی قسم
غلام سارے ترابی ہیں بوتراب علی

بڑھی ہے یوں مہہ تاباں کی آج تابانی
کہ جیسے رات میں نکلا ہے آفتاب علی

ہے بچپن آپ کا دین رسول کا بچپن
شباب آپ کا اسلام کا شباب علی

نبی کا پا کے اشارہ ہے چاند دو ٹکڑے
ہلادیں انگلی پلٹ آئے آفتاب علی

جہاں پہ بٹتی ہے دن رات علم کی دولت
ہے شہر علم نبی کا تو ہی تو باب علی

مرے حضور کا ہجرت کی رات کیا ہوتا
نہ ہوتے ان کے جو بستر پہ محو خواب علی

جھکائیں کیوں نہ فرشتے ادب سے پیشانی
ہے سجدہ گاہ ملک آپ کی جناب علی

گلے لگائیں نہ کیوں بڑھ کے مرسل اعظم
پلٹ کے آئے ہیں خیبر سے کامیاب علی

حصار دانہ تسبیح میں رہے قائم — سدا امام خمینی کا انقلاب علی
سخن یہ اہل سخن کی زباں پہ ہے عزمیؔ — کرم ہے آپ کا ہم سب پہ بے حساب علی

☆☆☆

حرم نے در نیا کھولا علی علی کہہ کے

۱۴؍دسمبر ۱۹۹۵ء جشن مولود کعبہ صدر امامبارگاہ پورہ معروف میں پڑھا گیا کلام۔

کیا ہے میں نے ارادہ علی علی کہہ کے — چلوں گا جانب مکہ علی علی کہہ کے
اسے حصار میں رکھتی ہے رحمت داور — بوقت خواب جو سویا علی علی کہہ کے
گرے زمین پہ اصنام منھ کے بل جس دم — حرم نے در نیا کھولا علی علی کہہ کے
ہمیشہ ہے یہ تمنا پہنچ کے طیبہ میں — نبی کا چوم لوں روضہ علی علی کہہ کے
بروز حشر خدا کی قسم علی والا — اٹھے گا قبر سے مردہ علی علی کہہ کے
در علی تری عظمت کو کوئی کیا جانے — فلک سے اترا ستارہ علی علی کہہ کے
نجات نوح کو طوفان سے ملی کیسے — جواب آیا پکارا علی علی کہہ کے
جناب نوح کی آسان ہوگئی مشکل — بھنور سے نکلا سفینہ علی علی کہہ کے
منافع حد سے زیادہ مجھے نظر آیا — خریدا میں نے جو سودا علی علی کہہ کے
تمام مشکلیں آسان ہوگئیں ان کی — گئے جو طور پہ موسیٰ علی علی کہہ کے
علی کے گھر سے جو جاتا ہے خلد تک رستہ — تلاش کر لو وہ رستہ علی علی کہہ کے
قبول میرا یہ نذرانہ عقیدت ہو — لکھا ہے میں نے قصیدہ علی علی کہہ کے
چڑھا رہے گا نشہ حشر تک مرا عزمیؔ — پیا ہے میں نے جو صہبا علی علی کہہ کے

☆☆☆

ادب سے کیجیے حیدر کی باتیں

انجمن اسلامی، پورہ معروف کی طرف سے ہونے والی طرحی محفل جشن مولود کعبہ میں تیرہ رجب یعنی ۲۸؍دسمبر ۱۹۹۳ء کو پڑھا گیا کلام۔

مرے مولا مرے سرور کی باتیں — حدیث مصطفی داور کی باتیں
کہے اس کے سوا کوئی تو سمجھو — حدیث دیگراں بے پر کی باتیں
زباں کر لیجیے پہلے معطر — بیاں پھر کیجیے اس گھر کی باتیں
جسے شک ہو تو ہو مجھ کو یقیں ہے — خدائی بول ہیں حیدر کی باتیں
محبوں خوش نصیبوں آؤ چھیڑو — مئے ایماں بھرے ساغر کی باتیں
جسے پی لیں تو ہوجائیں ولی لوگ — اسی مینا اسی ساغر کی باتیں
یہی ہے مقتضائے کل ایماں — ادب سے کیجیے حیدر کی باتیں
لرز اٹھے جہان کفر و باطل — جو چھیڑو فاتح خیبر کی باتیں
وہ پیاسا ہی رہے دونوں جہاں میں — کرے پانی پہ جو سنسر کی باتیں
وہ بت شکنی ہو یا ہجرت کی شب ہو — کہیں کاندھا کہیں بستر کی باتیں
یہ بس فضل خداوندی ہے ورنہ — کہاں عزمیؔ کہاں حیدر کی باتیں

☆☆☆

مومنو حب علی ایمان کا معیار ہے

مومنو حب علی ایمان کا معیار ہے — یہ حدیث پاک ہے قول شہ ابرار ہے
دل میں جس کے بھی ولائے حیدر کرار ہے — چاہے جس منزل پہ ہو جنت کا وہ حقدار ہے
بے حقیقت سامنے جس کے فراز دار ہے — عزم کا کوہ ہمالہ میثم تمار ہے
ایسا بچہ ہم نے دنیا میں کہیں دیکھا نہیں — آتے ہی قرآں وہ پڑھنے کے لئے تیار ہے

آ گیا کعبہ میں کوئی غیرت شمس و قمر
جس کی تابش سے زمانہ مطلع انوار ہے
ہر طرف پھیلی ہوئی ہے روشنی ہی روشنی
تیرگی کا منھ چھپانا خلق میں دشوار ہے
کیسے میں لکھوں بھلا مدح علی بولا قلم
آب کوثر روشنائی کے لیے درکار ہے
سامنے عزمیؔ ہے گرداب بلا تو غم نہیں
یا علی نکلا نہیں منھ سے کہ بیڑا پار ہے

☆☆☆

زندگی کا آئینہ جب ذکر حیدر بن گیا

چند لمحوں میں مرا بگڑا مقدر بن گیا
زندگی کا آئینہ جب ذکر حیدر بن گیا
عرش پر جبریل کہتے ہیں فرشتوں سے یہی
فخر مجھ کو ہے مرا استاد حیدر بن گیا
آ کے راہب مانگ لے شبیر سے تو بھی پسر
ہو کے مس جھولے سے فطرس صاحب پر بن گیا
ہم علی والوں کا میثم کی عقیدت کو سلام
دار بھی عشق علی میں جیسے منبر بن گیا
مدح مولا کی حقیقت کو میں کرتا ہوں سلام
میں نے اک مصرع لکھا فردوس میں گھر بن گیا
لائق تعظیم ہو کیونکر نہ عمراں کا مکاں
جس میں ہر چھوٹا بڑا رتبے میں حیدر بن گیا

☆☆☆

مثل قرآں خطبہ مولائے متقیان ہے

مثل قرآں خطبہ مولائے متقیان ہے
اصل میں نہج البلاغہ پرتوِ قرآن ہے
علم میں حکمت میں تقوا میں شجاعت میں کوئی
کیا علی کے ماسوا بھی دوسرا انسان ہے
بعد ختمی مرتبت ملک عرب میں سر بسر
کون ہے حیدر سے زیادہ صاحب ایمان ہے
ضربت شمشیر حیدر الحفیظ و الاماں
جنگ کا میداں بنا کشتوں کا قبرستان ہے
ہر کس و ناکس کا عزمیؔ داخلہ ممکن نہیں
شہر علم مصطفی کا مرتضیٰ دربان ہے

☆☆☆

علی کو دوش پیمبر تلاش کرتے ہیں

رضائے حضرت داور تلاش کرتے ہیں — نبی کا دامن اطہر تلاش کرتے ہیں
پس حجاب سے معراج میں جو آئی صدا — رسول لہجہ حیدر تلاش کرتے ہیں
خدا کے حکم سے ہجرت کی رات سونے کو — علی رسول کا بستر تلاش کرتے ہیں
جنھوں نے مہد میں چیرا تھا کلہ اژدر — جوان ہو کے وہ خیبر تلاش کرتے ہیں
بتوں سے خانہ کعبہ کو پاک کرنا ہے — علی کو دوش پیمبر تلاش کرتے ہیں

☆☆☆

جو شہر علم کا در ہے اسے علی کہیے

جو سینہ علم کا گھر ہے اسے علی کہیے — جو شہر علم کا در ہے اسے علی کہیے
وہ جس کو سارا زمانہ ابوتراب کہے — عجائبات کا مظہر اسے علی کہیے
نصیب ہو نہیں سکتا کسی کو یہ رتبہ — جو شہر علم کا در ہے اسے علی کہیے
بحکم رب کیا آقا نے منتخب جس کو — ہے جانشین پیمبر اسے علی کہیے
ہمیشہ خلوت و جلوت میں ساتھ ساتھ رہا — یہی ہے نائب سرور اسے علی کہیے
میان جنگ جو مشغول ہو عبادت میں — ولی خالق اکبر اسے علی کہیے
ضمیر عزمیؔ و طیارؔ دے رہا ہے صدا — ہے علم کا جو سمندر اسے علی کہیے

☆☆☆

ہے آمد امام علی مرتضیٰ کی رات

یا رب نہ ہو تمام یہ مدح و ثنا کی رات — ہے آمد امام علی مرتضیٰ کی رات
ذرے ہیں رشک مہر درخشاں بنے ہوئے — روشن ہے کتنی جشن ولی خدا کی رات
حد نگاہ نور کی برسات دیکھ کر — لگتا ہے یہ ہے جلوہ نور خدا کی رات

آتے ہیں جوق جوق فرشتے زمین پر ہاں ہے نزول رحمت رب علیٰ کی رات
ہیں سارے آسماں کے دریچے کھلے ہوئے جو مانگنا ہو مانگ ہے لطف و عطا کی رات
عزمیؔ گناہ بخش دیئے جائیں گے مرے حق کی قسم یہ رات ہے عفو خطا کی رات

☆☆☆

بت شکن پیدا ہوا کعبے کے اندر دیکھئے

اب تجلی جمال روئے انور دیکھئے مرکز انوار ہے اللہ کا گھر دیکھئے
نور وجہ اللہ ہے اب نور گستر دیکھئے ہوگیا بیدار کعبے کا مقدر دیکھئے
درہم و برہم نہ کیوں ہوجائے بزم کافری بت شکن پیدا ہوا کعبے کے اندر دیکھئے
علم آدم زہد عیسیٰ ہیبت موسیٰ کلیم الغرض ذات علی میں سب کے جوہر دیکھئے
نفس کی معراج کہیے یا عبادت کا فروغ ان کی مرضی ہوگئی مرضی داور دیکھئے
باب شہر علم کی رفعت سمجھنا ہے اگر پہلے شان علم سلمان و ابوذر دیکھئے
آپ کا ہوکر بھی عزمیؔ کیوں ہے پابند بلا یا علی چشم کرم سے حال احقر دیکھئے

☆☆☆

در آج نیا خانہ کعبہ میں کھلا ہے

کچھ غم نہیں دنیائے ضلالت جو خفا ہے خوش ہم سے اگر عترت محبوب خدا ہے
اللہ کے گھر سے یہ وصی جب سے ملا ہے خوش حد سے سوا قلب شہنشاہ ہدیٰ ہے
آتے ہی علی پڑھنے لگے گود میں قرآں یاسین کو اک پارہ عم جیسے ملا ہے
جنت میں مکاں بن گیا مٹی کا کھلونا بہلول سے پوچھو کہ یہ کتنے میں بکا ہے
بتلاتے ہیں افلاک سے مہر و مہ و اختر تا حد نظر نور علی پھیلا ہوا ہے
انوار امامت کی ضیاپاشیاں دیکھو ہر ایک جگہ نور کا انبار لگا ہے
مولود حرم تیری فضیلت کے میں صدقے در آج نیا خانہ کعبہ میں کھلا ہے

کیا تیرہ رجب آگئی ہے زلف سنوارے مہکی ہوئی کیوں آج زمانے کی فضا ہے
یہ قول پیمبر ہے، ہے عزمیؔ کا عقیدہ کہ ذکر علی ذکر نبی ذکر خدا ہے

☆☆☆

کعبے کی عظمتوں کو علی نے بڑھا دیا

پاکیزہ نفس ہے تو جو چاہا بنا دیا دل میں نجف جگر میں مدینہ بنادیا
وہ نور کبریا ہیں جہاں مسکرا دیا ذروں کو رشک مہر درخشاں بنا دیا
رنج و محن کا دل سے تصور مٹا دیا ساقی نے جام الفت حیدر پلا دیا
غنچے جو تھے وہ کھل کے سبھی پھول بن گئے کلیوں نے پاکے ٹھنڈی ہوا مسکرا دیا
بنت اسد کے چاند نے بیت الحرام میں تاریک جو فضا تھی اسے جگمگا دیا
تشریف لاکے آج کے دن بوتراب نے بطحا کے ریگزار کو گلشن بنا دیا
گر گر کے طاق کعبہ سے بت بولنے لگے کعبے کی عظمتوں کو علی نے بڑھا دیا
حیرت سے دیکھنے لگی گردوں سے کہکشاں نور خدا نے ذروں کو ایسی جلا دیا
حلال مشکلات نہ کیوں اس کو ہم کہیں سلماں کو جس نے شیر سے آکر چھڑا دیا
دونوں جہاں کی نظروں سے وہ شخص گر گیا جس کو علی نے اپنی نظر سے گرا دیا
شیطاں نے دشمنان علی کو ادھر ادھر محشر میں تین میل پیادہ چلا دیا
جب ہو نہ پائی ان کی شفاعت کسی جگہ دوزخ کے پاس لے گیا اور یوں گرا دیا
اٹھ کر رہے گی لاشوں کی دیوار ان میں آج اب آستین اپنی علی نے چڑھا دیا
گاوِ زمیں کو کاٹ کے رکھ دیتی ذوالفقار پر جبرئیل نے مگر آکر بچھا دیا
سورج پلٹ کے عصر کے نقطے پر آگیا اک مرتبہ علی نے جو انگلی ہلا دیا
سورج جہاں پہ آکے رکا تھا رکا رہا مولا نے عصر پڑھ کے نہ جب تک رضا دیا
عزمیؔ گدائے در ہے مگر باب علم کا جس کی عطا نے اس کو سلیماں بنا دیا

عقد علی و فاطمہ

عصمت مآب بنت خدیجہ کی رات ہے
یعنی یہ فخر مریم و حوا کی رات ہے

جنت سجی ہے بلبل سدرہ ہے نغمہ زن
عقد علی و فاطمہ زہرا کی رات ہے

آئے تھے جتنے نسبت زہرا کے واسطے
یہ رات ان کے رخ پہ طمانچہ کی رات ہے

جس کو نبی بنا چکے ہیں اپنا جانشیں
یہ رات ذوالعشیرہ کے دولہا کی رات ہے

سہرا لئے بہشت سے آئے ہیں جبرئیل
عقد علی و فاطمہ زہرا کی رات ہے

سہرا سجا ہوا رخ حیدر پہ دیکھ کر
یہ رات خود بتاتی ہے دولہا کی رات ہے

محفل سجی ہے جھوم کے صلوات بھیجئے
عقد علی و فاطمہ زہرا کی رات ہے

آؤ ثنائے آل نبی جھوم کر کریں
اے شاعروں بلندی رتبہ کی رات ہے

ہو لو ثنائے آل محمد سے فیضیاب
اللہ نے تمہیں یہ مہیا کی رات ہے

کہتے ہیں آسماں کے ستارے خوشا نصیب
زہرہ در بتول پہ سجدہ کی رات ہے

مل جل کے آؤ اجر رسالت ادا کریں
یہ مومنو مودت قربیٰ کی رات ہے

حاضر ہیں بزم پاک میں ارباب فکر وفن
واللہ یہ بلندی رتبہ کی رات ہے

اے شاعران آل محمد خوشا نصیب
اظہار فکر و فن و سلیقہ کی رات ہے

عزمیؔ بشوق مدح علی و بتول ہو
جنت میں داخلے کے ذریعہ کی رات ہے

☆☆☆

مدح جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

حب زہرا کی ہو مئے جس میں وہ ساغر چاہیے

شاخ طوبیٰ کا قلم اور لوح داور چاہیے
روشنائی کے لیے پھر آب کوثر چاہیے

کس طرح حاصل کروں مدحت کا میں بام عروج
فکر کی پرواز کو جبریل کا پر چاہیے

طعنہ ابتر سے پہلے ہو جواب طعنہ زن
بعد میں کوثر کا مژدہ پہلے دختر چاہیے

ساقیا تجھ کو مزاج مئے کشاں معلوم ہے
حب زہرا کی ہو مئے جس میں وہ ساغر چاہیے

چاہا زمزم سے وضو کرکے کروں مدح بتول
یہ صدا آئی کہ کوثر میں نہا کر چاہیے

فکر کیوں غیروں کے دروازے پہ جانے کی کروں
جس پہ اترا تھا ستارہ مجھ کو وہ در چاہیے

جو ہو خود راہ سقر پر گامزن قائد نہیں
خلد تک لے جائے جو ہم کو وہ رہبر چاہیے

تہنیت دے کر پیمبر کو یہ بولے جبرئیل
آرزو پوری ہوئی اب شکر داور چاہیے

حشر میں دیدار ختم المرسلیں کے واسطے
جلوہ زہرا سے چشم دل منور چاہیے

یوں تو ہر مسلم ہے شائق جام کوثر کا مگر
ظرف عالی چاہیے عالی مقدر چاہیے

ہے سوا نیزہ پہ سورج ہے قیامت کی گھڑی
سایہ افگن فاطمہ زہرا کی چادر چاہیے

عالم ملکوت میں جاکر یہ فطرس نے کہا
فاطمہ کے در پہ جائے جس کو بھی پر چاہیے

شاہزادی جناں عزمیؔ پہ بھی نظر کرم
ایک لمحہ کے لئے ہنگام محشر چاہیے

☆☆☆

کر کے کوثر سے وضو بنت نبی کا نام لو

غیر کے ہاتھوں سے پینے کا نہ ہرگز نام لو
ساقی کوثر سے کوثر کا چھلکتا جام لو

کیوں مریض جہل تک جانے کا تم الزام لو
وارث قرآن سے اسلام کے احکام لو

بے سبب تم کیوں بھٹکتے ہو دیار غیر میں
چھوڑ دو بنجر زمیں کو وادی گلفام لو

حق دبا لینا کسی کا فائدہ دیتا نہیں
حشر میں اپنے کیے کا غاصبو انجام لو

ایک دو سے تم کو سیری ہو نہیں سکتی کبھی
یہ نبی کا میکدہ ہے آؤ چودہ جام لو

گر ازل سے خود کو کہتے ہو محبان رسول
آؤ ختم المرسلیں کا آخری پیغام لو

راستہ جنت کا تم کو خود بخود مل جائے گا
آؤ آؤ دامن قرآن و عترت تھام لو

کیوں نہ کھل اٹھے خوشی سے چہرہ خیرالامم
ہے نسیم صبح لائی عید کا پیغام لو

پھیلتے ہی آمد زہرا کی مکہ میں خبر
طعنہ ابتر کی دنیا ہوگئی بد نام لو

ہے طہارت شرط مدح طاہرہ کے واسطے
کر کے کوثر سے وضو بنت نبی کا نام لو
دور ہو جائیں گے سارے غم ترے عزمیؔ اگر
نام نامی فاطمہ زہرا کا صبح و شام لو

☆☆☆

لکیریں کھینچ دی عصمت کی لفظ فاطمہ لکھ کر

۱۹ / جمادی الثانی ۱۴۲۷ ہجری کو مدرسہ انوار العلوم الہ آباد کی طرحی محفل کے لیے لکھا گیا کلام۔

کہیں پر فاطمہ لکھ کر کہیں پر سیدہ لکھ کر
نگاہوں سے سدا چومیں گے ہم عصمت کدہ لکھ کر
سکون دل ہمیں ملتا ہے نام سیدہ لکھ کر
رسول اللہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ لکھ کر
بلاؤں سے جو بچنا ہے تو اسم پاک زہرا کا
در و دیوار پر گھر کے لگا دو جا بجا لکھ کر
ادھر سے روٹیاں لے کر فرشتوں کا پہنچنا تھا
ادھر سے آ گیا قرآں بشکل ھل اتی لکھ کر
بنا کر مرکز عصمت قلم نے لوح داور پر
لکیریں کھینچ دی عصمت کی لفظ فاطمہ لکھ کر
چلا آئے گا لینے جنت الفردوس سے رضواں
علی پروانہ جنت جسے کر دیں عطا لکھ کر
جو بغض فاطمہ زہرا کے مجرم ہیں وہ روئیں گے
سنائی جائے گی محشر میں جب ان کی سزا لکھ کر
ہبہ نامہ رسول اللہ نے جب دیدیا لکھ کر
تجھے کیا حق پہنچتا ہے نہ دینے کا بتا لکھ کر
اگر صدیق اپنے کو سمجھتا ہے کوئی حاکم
تو پھر دیتا ہے ایسا کیوں فدک کا فیصلہ لکھ کر
کبھی ٹھنڈا نہ ہوگا قضیہ باغ فدک لوگوں
اجاگر اہل حق کرتے رہیں گے برملا لکھ کر
سبھی تو قافیے اہل سخن نے خرچ کر ڈالے
کہاں سے لائے کوئی منفرد اب قافیہ لکھ کر
حصار چادر تطہیر بے مقصد نہیں عزمیؔ
لکیریں کھینچ دی قدرت نے لفظ طاہرہ لکھ کر

☆☆☆

پھیلی ہوئی ہے بوئے گلستان فاطمہ

منبر پہ ہو رہی ہے بیاں شان فاطمہ
معراج پا رہے ہیں ثناخوان فاطمہ
رحمت کا ہے نزول فرشتوں کے ساتھ ساتھ
اس بزم میں ہیں جمع محبان فاطمہ

حوریں ہیں یا کہ چاند کا ہالہ ہے ارد گرد
حلقے میں یا لیے ہیں کنیزان فاطمہ

یوں ضوفگن ہے روح درخشان فاطمہ
گردوں سے ماہ و حور ہیں قربان فاطمہ

واللہ ہے یہ رتبہ ایوان فاطمہ
جبریل سا ملک بنا دربان فاطمہ

حلے منگالیں خلد سے جب چاہیں سیدہ
رضوان بھی ہے تابع فرمان فاطمہ

قرآن تیری آیت تطہیر کی قسم
مریم کی جانماز ہے دامان فاطمہ

دنیا کی سرزمین سے رضواں کے باغ تک
پھیلی ہوئی ہے بوئے گلستان فاطمہ

اللہ رے ہے رتبہ عالی بتول کا
جنت ہے زیر سایہ دامان فاطمہ

یہ مدرسہ امامیہ قائم رہے مدام
عزمیؔ ہمیشہ اس پہ ہو فیضان فاطمہ

فاطمہ کے ماسوا مصداق کوثر کون ہے

یہ کلام ۳/جولائی ۲۰۰۵ءکو مدرسہ انوار العلوم الہ آباد کی طرحی محفل میں پڑھا گیا۔

فاطمہ بنت پیمبر کے برابر کون ہے
خود پدر تعظیم کو اٹھے وہ دختر کون ہے

جس سے دنیا میں چلی نسل پیمبر کون ہے
فاطمہ کے ما سوا مصداق کوثر کون ہے

آ گئیں بن کر جواب طعنہ ابتر بتول
نسل کس کی منقطع ہے اب بھرا گھر کون ہے

نور سے جس کے ہوا روشن یہودی کا مکان
جس میں ہے تطہیر کی جھالر وہ چادر کون ہے

آیت تطہیر پڑھ کر خود سمجھ سکتے ہیں لوگ
کس کا مسجد میں ہے دروازہ کھلا گھر کون ہے

مریم و حوا و سارا سب ہیں ان کی خادمہ
یہ ہیں مخدومہ بتاؤ ان سے برتر کون ہے

ساری دولت کردی قرباں نام پر اسلام کے
جذبہ نصرت لئے امت کی مادر کون ہے

سوچتے ہیں لوگ زہرہ تک پہنچنے کے لئے
خود جہاں زہرہ اتر آیا ہے وہ در کون ہے

جنگ خیبر ہو کہ ہو وہ معرکہ نجران کا
کون میداں چھوڑ کر بھاگا مظفر کون ہے

مدح زہرا میں ترانہ گنگناتے دیکھ کر
بول اٹھا رضوان جنت یہ سخنور کون ہے

فاطمہ زہرا یہ بولیں یہ ہے عزمیؔ جعفری
دیدو جنت یہ نہ پوچھو مدح گستر کون ہے

خالق کونین ہے خود مدح خوان فاطمہ

کل زمین فاطمہ کل آسمان فاطمہ
مختصر ہے یہ کہ کل کا کل جہان فاطمہ

ساقی کوثر کے ہاتھوں حوض کوثر کے قریں
جام کوثر پی رہے ہیں عاشقان فاطمہ

یہ نہ سمجھو صرف دنیا ہے معطر دوستوں
باغ رضواں تک ہے بوئے گلستان فاطمہ

خلد کی جانب رواں ہیں دوستان فاطمہ
تک رہے ہیں منھ کھڑے سب دشمنان فاطمہ

آسماں والے در معصومہ پر بن کر فقیر
لے گئے ہیں جھولیوں میں رکھ کے نان فاطمہ

کیوں نہ ہم قربان جائیں اس صداقت پر حضور
سچ ہوا کرتا ہے جو کہہ دے زبان فاطمہ

اس لیے کرتا رہا تارہ مدینے کا طواف
ڈھونڈنا تھا گھوم کر اس کو مکان فاطمہ

اے بشر ممکن کہاں اندازہ شان بتول
خالق کونین ہے خود مدح خوان فاطمہ

ہر فرشتہ پوچھتا ہے دوسرے سے یہ بتا
تو نے دیکھا ہے زمیں پر آستان فاطمہ

لے کے اپنی گود میں حسنین کو بولے رسول
ایک روح فاطمہ ہے ایک جان فاطمہ

اس میں اہلبیت رہتے ہیں رسول اللہ کے
نذر آتش کر نہ اے ظالم مکان فاطمہ

بعد پیغمبر مظالم اس قدر ڈھائے گئے
آسماں بھی کانپ اٹھا سن کر فغان فاطمہ

خازن جنت نوازے گا اسے انعام سے
چاہے ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ مدح خوان فاطمہ

☆☆☆

نورِ نگاہ ختم رسالت ہے فاطمہ

یہ کلام ۵/اگست ۲۰۰۴ء کو مدرسہ انوار العلوم الہ آباد کی طرحی محفل میں پڑھا گیا۔

ہر قول تیرا حق کی ضمانت ہے فاطمہ
ہر فعل آبروئے عبادت ہے فاطمہ

پھیلے نہ کیسے شعبہ نسواں میں روشنی
سیرت تری چراغ ہدایت ہے فاطمہ

مریم کو کیوں نہ ناز ہو اپنے سجود پر
سجدوں میں تیرا عکس عبادت ہے فاطمہ

زینب کو کیوں نہ ثانی زہرا کا دیں لقب
جس رخ سے دیکھا تیری شباہت ہے فاطمہ

جس سے کہ پست ہوگئیں باطل کی قوتیں
بازوئے مصطفی کی وہ طاقت ہے فاطمہ

کس گھر کی ہے پلی ہوئی کس کی ہے لاڈلی
واللہ ختم تجھ پہ شرافت ہے فاطمہ

انمول اک رتن ترے جیون میں آئے گا
گردوں سے آنے والی بشارت ہے فاطمہ

نور خدا ہیں سرور کونین سر بسر
نور نگاہ ختم رسالت ہے فاطمہ

تعمیر جو ہوئی تھی خدیجہ کے مال سے
وہ استوار تجھ سے عمارت ہے فاطمہ

آجاتے ہیں ملک بھی فقیروں کے بھیس میں
یہ کیسا در ہے کیسی سخاوت ہے فاطمہ

عزمیؔ بھی آکے بزم میں کچھ بولنے لگا
یہ آپ ہی کی نظر عنایت ہے فاطمہ

☆☆☆

کرو قرآن پڑھ کر تذکرہ خاتون جنت کا

پلا دے ساقیا جام ولا خاتون جنت کا
کروں میں پی کے پیہم تذکرہ خاتون جنت کا

وضو زمزم سے کر کے بزم اقدس میں قدم رکھو
کرو قرآن پڑھ کر تذکرہ خاتون جنت کا

گئے معراج میں جب آسماں پر مرسل اعظم
بشکل سیب اک تحفہ ملا خاتون جنت کا

پئے تعظیم اٹھ کر چوم لیتے تھے جبیں ان کی
پیمبر جانتے تھے مرتبہ خاتون جنت کا

جہاں فطرس نے پائی تھی شفا بے بال و پر ہو کر
مدینے میں ہے وہ دارالشفا خاتون جنت کا

یہودی کی دلھن پل بھر میں زندہ ہو کے اٹھ بیٹھی
دعا کے واسطے جب ہاتھ اٹھا خاتون جنت کا

شفاعت کیسی مڑ کر بھی نہ دیکھیں گے نبی اسکو
فدک کا باغ جس نے لے لیا خاتون جنت کا

سلامت ان کے صدقے میں خدا رکھے مجھے عزمیؔ
کروں تا عمر ذکر طیبہ خاتون جنت کا

☆☆☆

نورِ نگاہ ختم رسالت ہے فاطمہ

جس دل میں تیری آل کی الفت ہے فاطمہ
اس کو حصار میں لیے رحمت ہے فاطمہ

سیرت تری حضور کی سیرت ہے فاطمہ
سنت تری حضور کی سنت ہے فاطمہ

جس فرد کو بھی تجھ سے عقیدت ہے فاطمہ
اس کو حصار میں لیے رحمت ہے فاطمہ

شہزادہ بہشت بریں ہیں حسن حسین
حق کی قسم ملیکہ جنت ہے فاطمہ

کرکے وضو زبان سے زہرا کا نام لو
سمجھو کلام پاک کی آیت ہے فاطمہ

مصرع پہ جھوم جھوم کے پڑھتے ہیں قدسیاں
نور نگاہ ختم رسالت ہے فاطمہ

عزمؔی کو بھی بلایئے اپنے دیار میں
دل میں مدینہ آنے کی حسرت ہے فاطمہ

☆☆☆

فاطمہ تطہیر کی اوڑھے ہوئے چادر ہیں آج

سارے عالم پہ یہ فضل خالق اکبر ہے آج
ہر طرف دنیا میں پھیلا دین پیغمبر ہے آج

دیکھ کر دین نبی کا بول بالا ہر طرف
کفر کو آتا ہے لرزہ فکر سے لاغر ہے آج

اس طرح ہوتی ہے تصدیق رسالت دیکھیے
مشت پیغمبر میں آکر بولتا پتھر ہے آج

انما کا تاج پہنے آرہے ہیں مرتضی
فاطمہ تطہیر کی اوڑھے ہوئے چادر ہیں آج

شاہزادوں کے لیے ناقہ بنے ہیں مصطفی
ان کے ہاتھوں میں مہار زلف پیغمبر ہے آج

خلق میں حق کے پرستاروں کا اے عزمؔی عروج
اہل باطل کے لیے جانکاہ دردسر ہے آج

☆☆☆

رحمت للعالمیں کے گھر میں رحمت آگئی

رحمت للعالمیں کے گھر میں رحمت آگئی
مرحبا صد مرحبا رحمت پہ رحمت آگئی

افضلیت فاطمہ کی ہم سے کیا ہوگی بیاں
آیتوں کی انجمن کرنے کو مدحت آگئی

دل میں جس کے فاطمہ کی گر عداوت آگئی
یہ سمجھ لو اس کے سر محشر میں آفت آگئی
آمد لخت جگر سے ہے خدیجہ کو سکوں
مرسل اعظم کے دل میں آج راحت آگئی
سید ابرار کے ہیں ساتھ سب بیٹھے ہوئے
پنجتن کی شان میں اوپر سے آیت آگئی
رحمتیں کرلیں احاطہ آن کے حق کی قسم
گھر میں عزمیؔ کے اگر زہرا کی سنت آگئی

☆☆☆

ستارے چومتے ہیں آستان فاطمہ زہرا

جواب قصر جنت ہے مکان فاطمہ زہرا
فرشتوں کا ہے مرکز آستان فاطمہ زہرا
یتیم و بیکس و مسکین بن کر آستانے پر
ملائک مانگنے آتے ہیں نان فاطمہ زہرا
یہودی کی جو دلھن کو عنایت زندگی کردی
مسلماں ہوگئے سب میزبان فاطمہ زہرا
اٹھا کر ہاتھ کو قرآن پڑھیے دہر کا سورہ
خدائے پاک ہے خود مدح خوان فاطمہ زہرا
کوئی فرماں روا ہرگز نہ ان کے سامنے آئے
اکیلا کبریا ہے حکمران فاطمہ زہرا
قیامت کربلا میں ہو بپا پہلے قیامت سے
بپھر جائیں جو ان میں دلبران فاطمہ زہرا
ٹھکانا دشمن بنت نبی کا ہے جہنم میں
جناں میں ہے قیام دوستان فاطمہ زہرا
تجلی کی ضرورت جب کبھی محسوس ہوتی ہے
ستارے چومتے ہیں آستان فاطمہ زہرا
صدائے مرحبا گونجی ہے بزم پاک میں دیکھو
سر محفل ہے عزمیؔ مدح خوان فاطمہ زہرا

☆☆☆

ہے جو تطہیر کی خوشبو سے معطر چادر

ہے جو تطہیر کی خوشبو سے معطر چادر
اوڑھ کر آئیں گی زہرا سر محشر چادر
سر پہ خاتون قیامت کے جگہ پائی ہے
ہے بلندی پہ ترا کتنا مقدر چادر
بالیقیں خانہ زہرا ہے شفا کا مرکز
دور کرتی ہے جہاں ضعف پیمبر چادر
نور سے کیوں نہ یہودی کا مکاں ہو روشن
ماہ تاباں سے سوا جب ہے منور چادر

فاطمہ بنت نبی کار رسالت کی شریک
سائباں بن گئی اسلام کے اوپر چادر

اس کے قطرات سے حوران جناں خلق ہوئیں
آب تطہیر سے جب ہو کے چلی تر چادر

اپنے ہاتھوں سے اوڑھا دیں جو انھیں شہزادی
دور ہوجائے نہ کیوں ضعف پیمبر چادر

کیا شرف چادر زہرا کا بیاں ہو عزمیؔ
پنجتن زیر کسا اور تھی اوپر چادر

☆☆☆

مرتبہ جس نے ترا اے فاطمہ سمجھا نہیں

دل میں جس کے جلوہ گاہ الفت زہرا نہیں
وہ اندھیرے سے کبھی باہر نکل سکتا نہیں

رتبہ محبوب داور کیا سمجھ پائے گا وہ
مرتبہ جس نے ترا اے فاطمہ سمجھا نہیں

بغض زہرا لے کے مرجائے اگر کوئی بشر
اس کی قسمت میں کبھی بھی سایہ طوبیٰ نہیں

خدمت دین محمد کا جسے جذبہ نہیں
کوئی کہہ سکتا نہیں کہ یہ بشر مردہ نہیں

گھر جلاتے وقت زہرا کا بتاؤ شیخ جی
آخرت میں تجھ پہ کیا گذرے گی یہ سوچا نہیں

دل کے کاشانہ میں رکھتا ہے جو بغض پنجتن
سچ جو پوچھو تو وہ اپنے باپ کا بیٹا نہیں

میں نے عزمیؔ جو سنایا مومنو کے بیچ میں
کوئی کہہ سکتا نہیں اشعار یہ تازہ نہیں

☆☆☆

جب بھی بتول آپ کا دیدار ہوگیا

بیٹی کا ہونا جس کے لیے بار ہوگیا
بیٹا انھیں کے واسطے بیکار ہوگیا

مریم سے بھی جو کار مسیحا نہ ہوسکا
وہ دختر رسول سے سوبار ہوگیا

ملتی رہی نجات غموں سے رسول کو
جب بھی بتول آپ کا دیدار ہوگیا

دشمن پل صراط پہ ملتے ہیں اپنے ہاتھ
نام علی میں لیتا ہوا پار ہوگیا

جس آئینے میں دیکھیے آل رسول کو
ہر ایک رخ سے آئینہ کردار ہوگیا

مدحت جھنجھوڑتی ہے میرے مدح شوق کو
سویا ہوا نصیب تھا بیدار ہوگیا

لایا جو کفر طعنہ ابتر کا مسئلہ وہ آمد بتول سے بیکار ہوگیا
جس نے در بتول پہ سر کو جھکا دیا دنیا کی دولتوں سے وہ بیزار ہوگیا
دل میں نہاں ہے آج بھی روضہ بتول کا ظالم سمجھ رہا ہے کہ مسمار ہوگیا

☆☆☆

لاؤ کسی کو بنت نبی کے جواب میں

اکثر نظارہ ہوتا ہے جنت کا خواب میں زہرا کو دیکھتا ہوں نبی کی جناب میں
کیسے لکھوں فضائل شہزادی جناں رتبہ بلندیوں کا نہیں ہے حساب میں
قرآں کی آیتوں میں ثنا فاطمہ کی ہے باور نہ ہو تو پڑھ لو خدا کی کتاب میں
یوں ہی نہیں ہے آپ کو زہرا کہا گیا جو بات آپ میں ہے کہاں آفتاب میں
دل میں لیے ہو حوصلہ ہمسری اگر لاؤ کسی کو بنت نبی کے جواب میں
بغض بتول دل میں لیے جو بھی مر گیا وہ مبتلا ہے قبر کے اندر عذاب میں
عزمیؔ لحد میں ہو جو عقائد کی پوچھ تاچھ لفظ علی علی میرے منھ میں جواب میں

☆☆☆

دعائے زہرا

دل میں ہے لیے شمع ولائے زہرا روشن ہے لحد پاکے ضیائے زہرا
بولے یہ نکیرین نہ جگاؤ اس کو سونے دو یہ بی بی ہے فدائے زہرا
محشر میں ستائے گی جو سورج کی تپش پھر سایہ فگن ہوگی ردائے زہرا
لخت دل زہرا کو سدا رو رو کر لیتی رہی تا عمر دعائے زہرا

☆☆☆

مدح امام حسن علیہ السلام

زہرا کے دل کا چین علی کا قرار ہے

دنیا میں آمد شہ عالی وقار ہے
ہر سو نزول رحمت پروردگار ہے

آغوش فاطمہ میں جو یہ گلعذار ہے
گلزار فاطمہ کی یہ پہلی بہار ہے

ہے نور چشم حضرت محبوب کبریا
زہرا کے دل کا چین علی کا قرار ہے

وجہ بقائے ارض و سما اس کا ہے وجود
صدقے میں اس کے گردش لیل و نہار ہے

حلے خدا نے بھیجے ہیں حسنین کے لیے
رضوان خلد آپ کا خدمت گزار ہے

بحر نبی کے لو لو و مرجاں حسن حسین
دونوں کا مدح خواں وہی پروردگار ہے

شاہوں کے تاج میں جو در شاہوار ہے
خاک قدم حسن کی یہ گرد و غبار ہے

عالم ہے اس کے روئے منور سے جلوہ گر
یہ آفتاب دین رسول تبار ہے

واللہ اس نے کردیا باطل کو پاش پاش
خاموشی حسن بخدا ذوالفقار ہے

وہ کیا کرے گا مدحت ابن بوتراب
جس کے دل وجگر میں کدورت ہے خار ہے

عزمیؔ پہ بھی تو چاہیے نظر کرم حضور
مضطر دیار ہند میں یہ جانثار ہے

☆☆☆

جس دل میں سدا قائم ایمان کی دولت ہے

۱۴/ ماہ رمضان ۱۸ ۱۴ ہجری کو یہ قصیدہ میر پور رحیم آباد کی طرحی محفل میں پڑھا گیا۔

فرزند پیمبر کی جو عظمت و رفعت ہے
کیا اس کے مقابل میں باطل کی حقیقت ہے

دیکھے جو نبوت کو مشکوک نگاہوں سے
پھر دل میں لیے کیسے ارمان شفاعت ہے

منھ پھیر جو لیتے ہیں کچھ لوگوں سے پیغمبر
میدان قیامت میں اک اور قیامت ہے

آ ساغر صہبائے میخانہ شبر پی — اندازہ لگا پی کر کہ کتنی لطافت ہے
بس الفت مولا تو رہتی ہے اسی دل میں — جس دل میں سدا قائم ایمان کی دولت ہے
اللہ رے بلندی بیت الشرف زہرا — حاضر درعصمت پر حوروں کی جماعت ہے
ہم آل محمد کے شیدا ہیں ازل ہی سے — خالق نے جنھیں بخشا جاگیر میں جنت ہے
جو اہل خرد ہوں گے سمجھیں گے وہی عزمیؔ — خاموشی شبر میں پوشیدہ مشیت ہے

☆☆☆

آغوش سیدہ میں یہ فخر گلاب ہے

ساغر میں جس کے حب حسن کی شراب ہے — وہ بادہ خوار حق کی قسم کامیاب ہے
ہے اجتناب جس کو بھی ایسی شراب سے — تقدیر اس کی کھوٹی ہے خانہ خراب ہے
مجرے کے واسطے کرو پیشانیوں کو خم — بیٹھو ادب کے ساتھ حسن کی جناب ہے
گھر میں علی کے بولتا قرآن آگیا — یعنی نزول لخت دل بوتراب ہے
ہے مہکی مہکی ساری فضا کائنات کی — آغوش سیدہ میں یہ فخر گلاب ہے

☆☆☆

نوک قلم حسن کا بنا ذوالفقار ہے

موسم بہار کا ہے چمن پر بہار ہے — طیبہ کی سرزمین بنی لالہ زار ہے
شبنم گلوں سے کرتی ہے بڑھ کر معانقہ — ہر شاخ گل کیے ہوئے سولہ سنگھار ہے
گلزار مصطفی میں کوئی پھول کھل گیا — ساری فضائے کون و مکاں مشکبار ہے
زہرا کا چاند چمکا مدینہ میں ہے مگر — دنیا کا گوشہ گوشہ بنا نور بار ہے
آغوش فاطمہ میں جو بچہ ہے کھیلتا — دین نبی کا بعد علی ذمہ دار ہے
یوسف کے حسن پر تھی زلیخا فقط نثار — ہر ایک حور حسن حسنؑ پر نثار ہے
آئے ہیں اس طرح سے فرشتے نبی کے گھر — ہاتھوں میں تہنیت کا ہر اک اک کے ہار ہے

ساقی مئے ولائے حسن بھر دے جام میں
ساغر لگائے ہونٹھوں سے ہر بادہ خوار ہے

اے دینے والے طعنہ ابتر یہ دیکھ لے
آمد حسن کی منھ پہ ترے ایک مار ہے

مثل مہار زلف پیمبر ہے ہاتھ میں
زہرا کا لعل دوش نبی پر سوار ہے

واللہ اس نے کردیا باطل کو پاش پاش
نوک قلم حسن کا بنا ذوالفقار ہے

مضمر ہے ذات پاک میں سیرت رسول کی
صلح حسن میں مرضی پروردگار ہے

ہوگا علاج اس کا جہنم کی آگ سے
بغض حسن کا جس کے بدن میں بخار ہے

کیوں ذکر مجتبیٰ نہ کریں اہل حق بھلا
ذکر حسن میں مرضی پروردگار ہے

روشن ہے آفتاب امامت کا اس طرح
ساری فضائے ارض و سماں نور بار ہے

کرتا ہوں فخر اپنے مقدر پہ اس لیے
عزمیؔ در حسن کا سگ باوقار ہے

☆☆☆

صلح کی تیغ میں جھنکار کہاں ہوتی ہے

شبری فکر ہے غدار کہاں ہوتی ہے
کفر کی سوچ وفادار کہاں ہوتی ہے

ہاتھ آجائے اگر صلح کی یا صبر کی تیغ
سامنے ظلم کی دیوار کہاں ہوتی ہے

نقش پا حضرت شبر کا ملا ہے جب سے
میری طینت کبھی بیمار کہاں ہوتی ہے

راہ حق صلح کی ہو صبر کی یا جنگ کی ہو
بات اس طرح کی انکار کہاں ہوتی ہے

قلب باطل کو ڈسا کرتی ہے ناگن کی طرح
صلح کی تیغ میں جھنکار کہاں ہوتی ہے

یوں تو دنیا کو دکھاوا ہے حسینی ہم ہیں
آخر ہر قوم عزادار کہاں ہوتی ہے

☆☆☆

مدح امام حسین علیہ السلام

گھر میں علی کے منبع انوار آ گیا

نور نگاہ احمد مختار آ گیا
آرام جان حیدر کرار آ گیا

دین نبی کو کرنے کو ضوبار آ گیا
گھر میں علی کے منبع انوار آ گیا

کیوں جن و انس و حور ملک شادماں ہیں آج
اے دل بتا دے کون سا تہوار آ گیا

قائم رہے گی جس کے سبب رونق چمن
فضل خدا سے وہ گل گلزار آ گیا

جان نبی سکون علی راحت بتول
خلد بریں کا مالک و مختار آ گیا

راہب ہو یا کہ ہو کوئی بیمار بال و پر
سب کچھ ملے گا در پہ جو اک بار آ گیا

رضواں ادب سے لے گیا عزمیؔ کو خلد میں
نام حسین لب پہ جو اک بار آ گیا

☆☆☆

انسانیت کے سر پہ ہے احساں حسین کا

قربان جاؤں عید کا ساماں حسین کا
جنت سے لے کے آیا ہے رضواں حسین کا

اللہ جانے کتنا نواسے سے پیار ہے
ناقہ بنے ہیں فخر رسولاں حسین کا

آغوش میں اٹھا کے نواسے کو دیر تک
چوما کیے نبی لب و دنداں حسین کا

فطرس دکھا دکھا کے فرشتوں کو بال و پر
کہتا ہے یہ کرم یہ ہے احساں حسین کا

حر جاتے جاتے نار جہنم سے بچ گیا
قسمت سے مل گیا اسے داماں حسین کا

خود دے کے سر بچا لیا ملت کی آبرو
انسانیت کے سر پہ ہے احساں حسین کا

اک سورہ کہف سے ہی تصدیق ہوگئی
نیزہ پہ سر ہے بولتا قرآں حسین کا

عزمیؔ ہمیشہ جشن ولادت کے واسطے
ماہ رجب علی کا ہے شعباں حسین کا

نور عین ابوتراب ہوں میں

سبط ختم الرسل مآب ہوں میں ‏ ‏ زینت دوش لا جواب ہوں میں
خاتم المرسلیں کے گلشن کا ‏ ‏ اک مہکتا ہوا گلاب ہوں میں
ہے مرے نور سے جہاں روشن ‏ ‏ دین و دنیا کا آفتاب ہوں میں
فاطمہ کے جگر کا ٹکڑا ہوں ‏ ‏ نور عین ابوتراب ہوں میں
فخر عزمیؔ ہے یہ بجا اپنا ‏ ‏ خادم ابن بوتراب ہوں میں

☆☆☆

حسین آگئے ایماں کی زندگی کے لیے

۳رشعبان ۱۴۱۵ہجری مطابق ۵رجنوری ۱۹۹۵ءکو پڑھا گیا کلام۔

یہ بزم پاک ہے پاکیزہ شاعری کے لیے ‏ ‏ حسین ابن علی کی ثناگری کے لیے
یہ بچہ راحت جان بتول عذرا ہے ‏ ‏ سکون دل ہے نبی و علی ولی کے لیے
یہ بن کے آیا ہے گلزار احمدی کی بہار ‏ ‏ ریاض دین پیمبر کی تازگی کے لیے
ازل سے رتبہ شبیر ہے بلند اتنا ‏ ‏ ابد تلک نہ کوئی آیا ہمسری کے لیے
نہ شاد کیوں ہو بھلا آج روح بوطالب ‏ ‏ حسین آگئے ایماں کی زندگی کے لیے
نبی و آل کی عظمت کا جوبھی ہو منکر ‏ ‏ بڑھاؤ ہاتھ نہ تم اس سے دوستی کے لیے
جو ہیں حسین علیہ السلام کے نانا ‏ ‏ درود فرض ہے امت پہ اس نبی کے لیے
زہے نصیب کی عزمیؔ کو مل گئی جنت ‏ ‏ میں صرف بزم میں آیا تھا حاضری کے لیے

☆☆☆

فاطمہ کے بچوں کا کتنا بول بالا ہے

فاطمہ کے بچوں کا کتنا بول بالا ہے ‏ ‏ کیوں نہ بول بالا ہو مصطفی نے پالا ہے

پشت پر بٹھا کے خود ناقے کی طرح بولے
عیدگاہ جانے کا حوصلہ نرالا ہے

شاہ دیں کا روضہ ہے یا حصار جنت ہے
سر جھکا ہے رضواں کا ایسی شان والا ہے

جا کے دیکھ روضے پر رحمتوں کی بارش ہے
مانگ لو جو تم چاہو مولا دینے والا ہے

عمر بھر یزید اپنا منھ چھپا کے رویا ہے
کیسے منھ دکھلائے جو یزید والا ہے

شان ہے محمد کی نام ہے علی اکبر
ہوتے ہیں فدا یوسف ایسا حسن والا ہے

شاہ دیں کے بسنے سے کربلا بنی جنت
شاہ دیں کا روضہ تو خلد سے نرالا ہے

خاک جس کے سینے پر خاک کربلا ہوگی
اے خسار ہٹ جاؤ بوتراب والا ہے

قتل ہوگئے لیکن کامیاب ہیں مولا
سربلند اس کے ہیں جو حسین والا ہے

☆☆☆

جشن ہم آپ کا جب جب بھی مناتے ہیں حسین

جشن ہم آپ کا جب جب بھی مناتے ہیں حسین
فرش محفل پہ ملک عرش سے آتے ہیں حسین

مدح خواں بزم میں جب آپ کی آتے ہیں حسین
آ کے جنت سے ملک پر کو بچھاتے ہیں حسین

آپ کے جھولے سے مس ہو کے یہ فطرس نے کہا
سب کی بگڑی ہوئی تقدیر بناتے ہیں حسین

روح زہرا ہمیں دیتی ہے دعائیں آ کر
آپ کا تعزیہ جب گھر میں سجاتے ہیں حسین

لوریاں کلمہ طیب کی سناتے ہیں حسین
آج گھوارہ عباس جھلاتے ہیں حسین

اپنے ہاتھوں پہ لیے ان کے لب اطہر کو
مثل قرآن مبیں چومتے جاتے ہیں حسین

باب جنت پہ کھڑا دیکھ کے عزمیؔ ہم کو
بولا رضوان چلے آؤ بلاتے ہیں حسین

☆☆☆

فاطمہ کی گود میں ہے ایک پیکر نور کا

ہے نظر کے سامنے جلوہ برابر نور کا
صبح ہو یا شام ہو ہر لمحہ منظر نور کا

میکشوں کا ساتھ دے گا یوں مقدر نور کا
نور کی تسنیم ہوگی اور کوثر نور کا

شوق مے نوشی لیے در پر ترے ہم آ گئے
ساقیا ہم کو پلا ساغر پہ ساغر نور کا

چاند سورج اے ستاروں یہ تو بتلا دو ہمیں
نور بٹتا ہے کہاں کس جا ہے دفتر نور کا

ظلمت دنیا میں بھٹکیں راستہ ممکن نہیں
ہم نے رہبر جو بھی پایا ہے وہ رہبر نور کا

ہر طرف شہرہ ہے یہ اللہ اکبر نور کا
فاطمہ کی گود میں ہے ایک پیکر نور کا

تیسری شعبان کی آئی ہے جب نوری سحر
تذکرہ ایمان والوں میں ہے گھر گھر نور کا

شکر کا سجدہ کیا خیرالنسا نے روز عید
نکلے جب جوڑا پہن کر دونوں دلبر نور کا

دوسروں کو لے گئے جو تیرگی میں اور تھے
اے خوشا قسمت کہ پایا ہم نے رہبر نور کا

روز عاشورہ سے پہلے شام کی ظلمت میں تھا
ہوگیا عاشور کو حر کا مقدر نور کا

دل ہمارے ہیں منور نور اہل بیت سے
اس لئے کرتے ہیں نظارہ برابر نور کا

بغض اہل بیت سے دل جن کے کالے ہو گئے
ان کو جلوہ ہو نہیں سکتا میسر نور کا

یہ بتائے گی تمہیں قوم نصاریٰ پوچھ لو
کس نے گاڑا تھا علم میداں میں جا کر نور کا

کیوں نہ ٹل جائے اشارے سے مصیبت کا پہاڑ
لے کے آئے ہیں نبی ہمراہ لشکر نور کا

ذرہ ذرہ بن گیا عزمیؔ بنا کر آفتاب
فاطمہ کے گھر سے جاری ہے سمندر نور کا

نقش مٹ سکتا نہیں اک سجدہ شبیر کا

کیا سناؤں میں قصیدہ مدحت شبیر کا　　خود قصیدہ حق نے بھیجا آیت تطہیر کا
کیوں نہ ہو جشن مسرت آمد شبیر کا　　آ گیا مختار باغ خلد کی جاگیر کا
چاند سورج کی جبیں ہو یا ستاروں کا چمن　　سب کا سب صدقہ ہے اہل بیت کی تنویر کا
ہر طرف شہرہ ہے فطرس آمد شبیر کا　　کیا چمک اٹھا ستارہ اب تری تقدیر کا
رجس آ سکتا نہیں نزدیک اہل بیت کے　　گرد اک حلقہ بندھا ہے آیت تطہیر کا
باغ طیبہ پر ہے قرباں باغ جنت کی بہار　　ذکر کیا تم چھیڑتے ہو وادی کشمیر کا
دامن اسلام میں چمکے گا نیر کی طرح　　نقش مٹ سکتا نہیں اک سجدہ شبیر کا
آ گیا قدموں میں شہ کی تجھ کو جنت مل گئی　　واہ کیا کہنا حر غازی تری تقدیر کا
کہتا تھا فطرس دکھا کر آسماں پر بال و پر　　اے فرشتوں یہ کرم ہے حضرت شبیر کا
کوئی بتلا دے ہمیں عالم میں جز حسنین کے　　کون ہے مختار باغ خلد کی جاگیر کا
وارث قرآں کی ڈیوڑی پر چلے آؤ اگر　　درس لینا ہے تمہیں قرآن کی تفسیر کا
شوق دیدار جناں کا دل میں ہو پیدا اگر　　ڈھونڈ لینا آستانہ شبر و شبیر کا
اس لیے دل میں ہمارے حسرت دیدار ہے　　کربلا ٹکڑا ہے باغ خلد کی جاگیر کا
ہر مسلماں کو در شہ پر پہنچنا ہو نصیب　　دیکھ لے ہر شخص جلوہ خلد کی تصویر کا
خلد ہو تسنیم و کوثر یا صراط مستقیم　　ہر جگہ جلوہ ہے اہل بیت کی تنویر کا
لے گیا عزمیؔ کو رضواں ساتھ باغ خلد میں　　جب قصیدہ لے کے پہنچا مدحت شبیر کا

☆☆☆

گود میں فاطمہ کے سورہ کوثر آیا

مجمع اہل سخن مجمع شاعر آیا　　آج پھر جوش پہ مدحت کا سمندر آیا

جان زہرا و علی جان پیمبر آیا
ناصر دین خدا خلق کا رہبر آیا
اوج پر جب کسی بے پر کا مقدر آیا
پاس شبیر کے لینے کے لیے پر آیا
اے خوشا لشکر اسلام کا افسر آیا
فاتح کرب و بلا ثانی حیدر آیا
اس کی خوشبو سے معطر ہے دو عالم کی فضا
باغ طیبہ میں امامت کا گل تر آیا
جس کی کرنوں سے جلا دین نبی میں ہوگی
گھر میں زہرا کے وہ رشک مہہ انور آیا
خلد میں داخلہ لینا ہو جسے آجائے
خانہ فاطمہ میں خلد کا سرور آیا
بارش نور ہے طیبہ کی ہیں روشن گلیاں
نور کی گود میں اک نور کا پیکر آیا
دیتا تھا طعنہ ابتر جو نبی کو دیکھے
گود میں فاطمہ کے سورہ کوثر آیا
بڑھ کے بتلائے کوئی روز ازل سے لے کر
تا ابد کوئی بھی شبیر کا ہمسر آیا
وقت جب بھی ہے پڑا دین کے اوپر عزمیؔ
کام اسلام کے آیا تو یہی گھر آیا

☆☆☆

شان کربلا

اللہ اللہ یہ شرف یہ عز و شان کربلا
جھک کے جنت دیکھتی ہے آن بان کربلا
حق تجھے دکھلا دے انجم گلستان کربلا
نغمہ زن رہتے جہاں ہیں بلبلان کربلا
پر بچھاتے ہیں ملائک ان کے قدموں کے تلے
جب نکلتے ہیں گھروں سے زائران کربلا
مدح اہل بیت کا تم کو ملا ہے یہ صلہ
اے خوشا قسمت بنے گا مہمان کربلا
جا چلا جا ذکر رب کرتے ہوئے کچھ غم نہ کر
راہ میں ملتے رہیں گے رہ روان کربلا
نہ پہنچ کر بھی زیارت کا شرف پاتے ہیں لوگ
جابجا ہندوستاں میں ہے نشان کربلا
جن کی قسمت میں ہے لکھا اے خوشا وہ خوش نصیب
آتے ہی رہتے ہیں ہر دن زائران کربلا
تہنیت عزمی کی جانب سے بھی تو کر لے قبول
ہو مبارک یہ شرف اے مدح خوان کربلا

☆☆☆

مدح امام سجاد علیہ السلام

رکھ لیا دنیا کے سجدوں کا بھرم سجاد نے

حجر اسود تیری عظمت کی قسم سجاد نے — کردیا تعمیر کعبہ ہر قدم سجاد نے
اے صحیفہ کاملہ تیری قسم سجاد نے — بخش دی تجھ سی کتاب محترم سجاد نے
کی نماز ایسی ادا حق کی قسم سجاد نے — رکھ لیا دنیا کے سجدوں کا بھرم سجاد نے
اس زمیں کے ذرے بھی حمد خدا کرنے لگے — جس زمیں پر رکھدیے اپنے قدم سجاد نے
جو مریض بغض تھے وہ بھی شفا پانے لگے — یوں پلایا خلق کا ماء اللحم سجاد نے
آپ کے خطبے کا ہر اک لفظ خنجر بن گیا — کردیا باطل کا جس سے سر قلم سجاد نے
معرکہ خیبر کے جیسا دیکھتی دنیا اگر — ہاتھ میں لی ہوتی جو تیغ دو دم سجاد نے
ظلم کے سینے پہ چڑھ کر شام کے ایوان میں — مقصد شبیر کا گاڑا علم سجاد نے
فتح کر کے شام و کوفہ جب ہوئے فارغ امام — تب رکھا جاکر مدینہ میں قدم سجاد نے
شام و کوفہ میں عصائے کلمہ توحید سے — کردیئے ہیں چور باطل کے صنم سجاد نے
بن گیا وہ شخص عزمیؔ وقت کا اپنے امیر — کردیا جس پہ بھی ادنیٰ سا کرم سجاد نے

☆☆☆

مدح امام علی رضا علیہ السلام

ہے آمد امام علیؑ رضا کی رات

یا رب نہ ہو تمام یہ مدح و ثنا کی رات
ہے آمد امام علیء رضا کی رات

جد امام عصر رواں کے ولا کی رات
یا یوں کہوں کہ دین کی ہے ارتقا کی رات

ذرے ہیں رشک مہر درخشاں بنے ہوئے
روشن ہے کتنی جشن ولی خدا کی رات

حد نگاہ نور کی برسات دیکھ کر
لگتا ہے یہ ہے جلوہ نور خدا کی رات

آتے ہیں جوق جوق فرشتے زمین پر
یہ ہے نزول رحمت رب علیٰ کی رات

کشتی میں تہنیت کے تحائف لیے ہوئے
حوریں بتانے آئی ہیں عصمت کدہ کی رات

اب اختتام ہو چکا اہل سخن تمام
جنت کے در پہ آیئے ہے داخلہ کی رات

ہیں سارے آسماں کے دریچے کھلے ہوئے
جو مانگنا ہو مانگ ہے لطف و عطا کی رات

عزمیؔ گناہ بخش دیئے جائیں گے مرے
حق کی قسم یہ رات ہے عفو خطا کی رات

☆☆☆

نور کی چادر میں لپٹا ہے خراسان رضا

جن و انسان و ملک ہیں سب ثنا خوان رضا
پھر بھی ہو پاتی نہیں پوری بیاں شان رضا

خلد کا ٹکڑا کہوں میں یا کہ ایران رضا
جگمگاتا ہے جہاں ہر وقت ایوان رضا

مضطرب صدام تھا لیکن خمینی سا کبیر
مطمئن بیٹھا ہوا تھا زیر دامان رضا

جس کی خوشبو سے معطر ہے یہ ساری کائنات
ہے تمنا دیکھ لوں میں بھی خیابان رضا

جو بھی جاتا ہے بیاں دیتا ہے عزمیؔ آن کر
نور کی چادر میں لپٹا ہے خراسان رضا

رات دن عزمیؔ یہ حق سے کرتا رہتا ہے دعا
دیکھ لوں ایران جا کر میں بھی ایوان رضا

مدح حضرت عباس

حسینی مشن کی جانب سے منعقد ہونے والی طرحی محفل میں ۷ر نومبر ۲۰۰۵ء کو یہ کلام پڑھا گیا تھا۔

فخر یوسف کا مہہ انور بنی ہاشم کا چاند
ہے علی کے حسن کا مظہر بنی ہاشم کا چاند

ذکر سلطان وفا کا ہو رہا ہے اس طرح
ہے لب اسلام کے اوپر بنی ہاشم کا چاند

پینے والوں پیتے جاؤ آج روز عید ہے
ڈھالتا ہے نور کا ساغر بنی ہاشم کا چاند

موج نہر علقمہ اٹھ اٹھ کے دیتی ہے صدا
چودہ صدیوں سے ہے جلوہ گر بنی ہاشم کا چاند

کہکشاں اترا رہی ہے کیا تو اپنے حسن پر
دیکھ لے آ کر علی کے گھر بنی ہاشم کا چاند

عزمیؔ ناچیز کی قسمت چمک اٹھے ابھی
اک نظر جو ڈال دے اس پر بنی ہاشم کا چاند

☆☆☆

چودہ صدیوں سے ہے جلوہ گر بنی ہاشم کا چاند

ضوفگن چرخ شجاعت پر بنی ہاشم کا چاند
دیکھ کر شاداں ہیں شیر نر بنی ہاشم کا چاند

ساقی کوثر کے آنگن میں اتر کر آ گیا
پڑھ کے دیکھو سورہ کوثر بنی ہاشم کا چاند

مسکرا کر چومتے ہیں روئے تاباں بار بار
لے کے اپنی گود میں حیدر بنی ہاشم کا چاند

صحن خانہ میں اسے بیٹھے ہیں لے کر مرتضیٰ
آسماں ہے دیکھتا جھک کر بنی ہاشم کا چاند

حضرت ام البنین تم کو مبارک یہ پسر
ہے یہ مثل حیدر و جعفر بنی ہاشم کا چاند

نور میں ڈوبی ہوئی ہے کائنات کربلا
چودہ صدیوں سے ہے جلوہ گر بنی ہاشم کا چاند

کچھ کرم کر دیجیے عزمیؔ پہ سلطان وفا
میں بھی دیکھوں کربلا جا کر بنی ہاشم کا چاند

☆☆☆

آج گہوارہ عباس جھلاتے ہیں حسین

آج گہوارہ عباس جھلاتے ہیں حسین
لوریاں بھائی کو رہ رہ کے سناتے ہیں حسین

پاکے عباس کو حسنین کا عالم یہ ہے
شاداں شاداں ہیں حسن جھومتے جاتے ہیں حسین

چوم کر ان کے لب پاک کو جان زہرا
پیار کرتے ہوئے سینے سے لگاتے ہیں حسین

کربلا کا جو تصور کبھی آجاتا ہے
اشک خوں چشم مبارک سے بہاتے ہیں حسین

کام اسلام کے آئیں گے یہ بازو تیرے
چوم کر بازوئے عباس بتاتے ہیں حسین

ڈوب کر خون کے دھارے میں شہید اعظم
کشتی دین کو ساحل سے لگاتے ہیں حسین

تیرے اشعار کو سننے کے لیے منبر پر
بزم میں عزمیؔ غمخوار بلاتے ہیں حسین

☆☆☆

غدیر

انجمن مظلومیہ پورہ معروف کی طرف سے ہونے والا جشن عید غدیر کا سترہواں سال چہاردہ صد سالہ جشن میں، ۳۰/جون ۱۹۹۱ء کو پڑھا گیا کلام۔

اسلام کی حیات کا جوہر غدیر ہے

اہل نفاق کے لیے نشتر غدیر ہے
مومن کے حق میں رحمت داور غدیر ہے

ٹھہرا نبی کا قافلہ تجھ پر غدیر ہے
کتنا بلند تیرا مقدر غدیر ہے

دیں کی عروس ناز کا زیور غدیر ہے
پیشانیٔ زمین کا جھومر غدیر ہے

کہتا ہے آسماں بھی چمک اس کی دیکھ کر
سورج سے بھی زیادہ منور غدیر ہے

چہروں کا رنگ دیکھ لو یہ ذکر چھیڑ کر
باطل کے دل کو کاٹتا خنجر غدیر ہے

بتلا رہا ہے آیت بلغ کا حرف حرف
میدان تاجپوشی حیدر غدیر ہے

تکمیل دین حق کی سند چاہیے اگر
آجایئے کھلا ہوا دفتر غدیر ہے

اکملت کا نزول ہی اس کی دلیل ہے
اسلام کی حیات کا جوہر غدیر ہے
باور نہ ہو تو حارث فہری سے پوچھ لو
قہر خدا بصورت پتھر غدیر ہے
کچھ تشنگی روز قیامت کا غم نہیں
عزمیؔ کے پاس چشمۂ کوثر غدیر ہے

☆☆☆

کامل ہے دین آج سے نعمت تمام ہے

میدان خم میں آج نبی کا قیام ہے
رحمت برس رہی ہے عجب اہتمام ہے
جز مرتضی ہے کون بلا فصل جانشین
بعد رسول پاک علی کا مقام ہے
کل اختیار بخش دیئے ہیں رسول نے
دست علی میں آج سے سب انتظام ہے
جو حکم تھا خدا کا وہ پہنچا چکے رسول
کامل ہے دین آج سے نعمت تمام ہے
جب منتخب بحکم خدا ہو چکے علی
کچھ سوچنا اب آگے سراسر حرام ہے
کل تک ہماری راہنمائی کو تھے رسول
اب رہبری کے واسطے اپنی امام ہے
ہوتی ہے تاجپوشی مولائے کائنات
عید غدیر روز مسرت کا نام ہے
اللہ رے مقام غلامان بوتراب
دنیا ہے ٹھوکروں میں زمانہ غلام ہے
قیمت نہ پوچھو قصر زبیدہ کی خلد میں
بہلول ہی بتائیں گے کیا اس کا دام ہے
عزمیؔ ثنائے احمد مرسل کے ساتھ ساتھ
مدح علی زباں پہ سدا صبح و شام ہے

☆☆☆

قسمت سے مل گیا ہمیں مولا غدیر کا

ایسا بلند ہوگیا رتبہ غدیر کا
رحمت نے کرلیا ہے احاطہ غدیر کا
جام مئے طہور جو چھلکا غدیر کا
سیراب سارا ہوگیا مجمع غدیر کا
ٹھہریں گے قافلہ لیے سلطان انبیا
میدان جھاڑتے ہیں صحابہ غدیر کا
سلطان انبیا نے رکھا جب سے ہے قدم
گلزار خلد لگتا ہے صحرا غدیر کا

کہتا ہوں کھا کے آیت اکملت کی قسم
قرآن کی زباں پہ ہے چرچا غدیر کا
کہتے ہیں جھوم جھوم کے سلمان فارسی
قسمت سے مل گیا ہمیں مولا غدیر کا
فرعونیت کا کر کے وہ رکھدے گا خاتمہ
اٹھے گا جب عصا لیے موسیٰ غدیر کا
کیوں آپ ہیں ترا ہے پہ دوزخ کے گامزن
جنت کو سیدھا جاتا ہے رستہ غدیر کا
ہوجائے اس کا قلب منور جو ایک گھونٹ
پی لے نبی کے ہاتھ سے پیالہ غدیر کا
رخسار اپنے آج بھی سہلا رہے ہیں لوگ
ایسا لگا ہوا ہے طمانچہ غدیر کا
کیسے پییں نہ جھوم کے اصحاب با وفا
من کنت کی شراب ہے پیالہ غدیر کا
عزمیؔ نہیں ہے گرد سقیفہ کی احتیاج
آنکھوں میں ہے لگا ہوا سرمہ غدیر کا

☆☆☆

کتنا حسین لگتا ہے دولہا غدیر کا

کچھ ایسا آج رنگ ہے بدلا غدیر کا
کرتا ہے عرش جھک کے نظارہ غدیر کا
مدحت سرا ہے بلبل سدرا غدیر کا
کیا جانے کتنا اونچا ہے رتبہ غدیر کا
ہوتا ہے جب بیان خلاصہ غدیر کا
باطل کے دل میں چبھتا ہے نیزہ غدیر کا
تعداد حاجیوں کی کہ اللہ کی پناہ
کثرت سے پر ہے چاروں کنارہ غدیر کا
دیتے تھے تہنیت جہاں مولا کو آ کے لوگ
تاریخ میں وہ اب بھی ہے خیمہ غدیر کا
حوریں ہیں شوق دید میں جھک جھک کے دیکھتیں
کتنا حسین لگتا ہے دولھا غدیر کا
جبریل کی زباں پہ ہے صدیاں گذر گئیں
نظروں میں اب بھی پھرتا ہے نقشہ غدیر کا
جن کے نصیب میں ہے سقیفہ کی تیرگی
ان کو کہاں نصیب اجالا غدیر کا
گردن نہ سیدھی ہوسکی باطل کی آج تک
رخ پہ لگا ہے ایسا طمانچہ غدیر کا
عزمیؔ سمجھ رہا ہوں کہ رد بلا ہے یہ
کیوں جھوم کر پڑھوں نہ قصیدہ غدیر کا

☆☆☆

ہوتی ہے تاجپوشی حیدر غدیر میں

جب منتخب ہوا مرا رہبر غدیر میں
باطل کے دل پر چل گیا خنجر غدیر میں

بتلا رہا ہے آیت بلغ کا حرف حرف
اسلام کی جبیں کا ہے جھومر غدیر میں

حکم امام عصر جو مل جائے دوستو
ہم گھر بنالیں اپنا پہنچ کر غدیر میں

حکم خدا سے چن کے خلیفہ حضور نے
سب کو دکھا دیا تھا اٹھاکر غدیر میں

حکم خدا سے آج صحابہ کے بیچ میں
ہوتی ہے تاجپوشی حیدر غدیر میں

بعد نبی جب اس سے مکرنا تھا آپ کو
وعدہ کیا پھر آپ نے کیونکر غدیر میں

عزمی مئے ولائے علی پی کے آگیا
اب خاک پر لگائے گا بستر غدیر میں

☆☆☆

خدا کا دین مکمل ہوا غدیر کے دن

اڑا جو طائر فکر رسا غدیر کے دن
تو سیدھے پہنچا وہ ملک سبا غدیر کے دن

اٹھی جو ابر کرم کی گھٹا غدیر کے دن
رکا غدیر میں اک قافلہ غدیر کے دن

وہ چن کے لایا در بے بہا غدیر کے دن
بشکل قافیہ مجھ کو دیا غدیر کے دن

علی کی مدح کے اشعار میں گلوں کی طرح
قلم نے گوندھا اسے جابجا غدیر کے دن

ملا نبی کو جو حکم خدا غدیر کے دن
وہیں پہ روک لیا قافلہ غدیر کے دن

لباس خار میں ملبوس جو رہا صحرا
بفضل رب وہ چمن بن گیا غدیر کے دن

کہیں پہ تل کے بھی رکھنے کی جا نہ تھی باقی
غدیر میں تھا عجب جم گھٹا غدیر کے دن

جو مانگو ہاتھ اٹھا کر دعا غدیر کے دن
قبول کرتا ہے رب علیٰ غدیر کے دن

نظارہ کرتی ہیں حوران خلد جھک جھک کر
بنے ہیں دولھا شہ لافتی غدیر کے دن

نہ اتری حلق سے جس کے شراب عشق علی
مریض بغض وہ تھا مرگیا غدیر کے دن

نزول آیت اکملت ہے ثبوت اس کا خدا کا دین مکمل ہوا غدیر کے دن
جو تاجپوشی حیدر کی آگئی خبریں انوکھی شان کا منبر بنا غدیر کے دن
صحابہ دیتے تھے مولا کو تہنیت جس میں وہ سرخ رنگ کا خیمہ رہا غدیر کے دن
ہمیشہ کے لیے دل کو سکون مل جائے پلادے ساقیا جام ولا غدیر کے دن
میں شوق مدح علی میں مشیت رب سے لحد میں رہ کے بھی زندہ ہوا غدیر کے دن
گناہگار ہوں عزمیؔ اٹھادوں ہاتھ اگر معاف ہوگی یقینا خطا غدیر کے دن

☆☆☆

خم کا میداں خلد ساماں ہوگیا

نور حیدر جلوہ ساماں ہوگیا خم کے میداں میں چراغاں ہوگیا
مصطفی نے کردیا اعلان حق پورا ہر فرمان یزداں ہوگیا
اک نگاہ لطف حیدر کے طفیل کوئی بوذر کوئی سلماں ہوگیا
آیت بلغ تری تکمیل سے خم کا میداں خلد ساماں ہوگیا
رحمت للعالمیں کے فیض سے رشک گل خار بیاباں ہوگیا
جانشین احمد مختار کا ہر عمل تفسیر قرآں ہوگیا
دیکھ کر حق کو علی کے ساتھ ساتھ زور باطل چاک داماں ہوگیا
جس نے مانا ہے علی کو مقتدا اس کا مستقبل درخشاں ہوگیا
اے علی اس میں خزاں آتی نہیں جس چمن کا تو نگہباں ہوگیا
عاقبت اس کی سنور سکتی نہیں مرتضی سے جو گریزاں ہوگیا

☆☆☆

نور ایماں سے منور بزم ایماں دیکھ کر

نور ایماں سے منور بزم ایماں دیکھ کر کفر کی ظلمت بہت ہی ہے پریشاں دیکھ کر

یہ سجاوٹ اور یہ محفل چراغاں دیکھ کر
خوش ہیں بوطالب ہمارا جوش ایماں دیکھ کر

بوترابی نور سے دل جگمگا اٹھا مرا
چاند بھی شرما گیا جس کو درخشاں دیکھ کر

اللہ اللہ تابش انوار روئے بوتراب
کہکشاں کی صف ہوئی جاتی ہے قرباں دیکھ کر

آج قسمت سے در میخانہ خم غدیر
کھل گیا نکلیں گے اب پینے کے ارماں دیکھ کر

خم کے پیالے میں چھلکتی ہے ولایت کی شراب
کیوں نہ جھوم اٹھے خوشی میں بزم رنداں دیکھ کر

☆☆☆

خم کے میداں میں انوکھی شان کا منبر ہے آج

اے غدیری دوپہر کیا تو پری پیکر ہے آج
آیت اکملت کا پہنے ہوئے زیور ہے آج

سارے عالم پہ یہ فضل خالق اکبر ہے آج
ہر طرف دنیا میں پھیلا دین پیغمبر ہے آج

ہاتھ میں جام ولائے ساقی کوثر ہے آج
اے خوشا قسمت کی قبضہ میں مئے اطہر ہے آج

دھوپ کی پھیلی ہوئی میداں میں اک چادر ہے آج
حاجیوں کا قافلہ ٹھہرا ہوا جس پر ہے آج

پینے والے پی رہے ہیں چلچلاتی دھوپ میں
کیا کریں ایسا ہی حکم خالق اکبر ہے آج

دیکھیے اک وقت میں ہیں جلوہ گر دو دو خطیب
خم کے میداں میں انوکھی شان کا منبر ہے آج

سر پہ ہے تاج ولایت مجمع حجاج ہے
منبر دست نبی پر جلوہ گر حیدر ہے آج

دیکھ کر دین نبی کا بول بالا ہر جگہ
کفر کو آتا ہے لرزہ فکر سے لاغر ہے آج

اس طرح ہوتی ہے تصدیق رسالت دیکھیے
مشت پیغمبر میں آکر بولتا پتھر ہے آج

انما کا تاج پہنے آرہے ہیں مرتضی
فاطمہ تطہیر کی اوڑھے ہوئے چادر ہے آج

شاہزادوں کے لئے ناقہ بنے ہیں مصطفی
ان کے ہاتھوں میں مہار زلف پیغمبر ہے آج

خلق میں حق کے پرستاروں کا اے عزمیؔ عروج
اہل باطل کے لیے جانکاہ دردسر ہے آج

☆☆☆

چودہ سوسالہ ولایت کا ہے جشن عام آج

دیکھ کر مظلومیہ کا یہ نمایاں کام آج مرحبا صد مرحبا کہتے ہیں خاص و عام آج
کتنی شاداں ہوگی روح بانی اسلام آج چودہ سوسالہ ولایت کا ہے جشن عام آج
روز تو دو ایک پر کرلیتا تھا بس اکتفا سن لے ساقی پی کے میں اٹھوں گا چودہ جام آج
خم کا منظر دیکھ کر مایوس کافر ہوگئے دست قدرت نے مکمل کردیا اسلام آج

☆☆☆

قطعات

۱

دین کی شمع سے ضوبار یہ کاشانے ہیں
قوم بیدار ہے گردش میں جو پیمانے ہیں
روح مرجائے گی گر علم شریعت نہ ملا
یہ مکاتب نہیں ملت کے شفاخانے ہیں

۲

یہ لکھ کر اپنے ہاتھوں ہم اک تحریر دیدیں گے
تو ہم کو دیدے پاکستان ہم کشمیر دیدیں گے
پہن کر چوڑیاں آبیٹھ جا اے حکمران پاک
بڑھا دست طلب تو لوہے کی زنجیر دیدیں گے

۳

نبی سے جس نے سیکھی ہو اخوت اور رواداری
وہ انسانوں کو لڑوانے کا عادی ہو نہیں سکتا
نبی کا ماننے والا جہاد نفس کرتا ہے
نبی کا کوئی شیدائی فسادی ہو نہیں سکتا

۴

اللہ رے آستانہ جناب امیر کا
آئے ملک بھی بھیس بنا کر فقیر کا
بھر دیں گے جھولیاں در حیدر پہ آکے دیکھ
کم ظرف کیا فقیر بنا ہے لکیر کا

۵

قسمت سے غلامی کا شرف پایا ہے
دامن میں غم شاہ کا سرمایا ہے
ہے دھوپ بہت تیز مگر سر پہ مرے
عباس کے پرچم کا خنک سایہ ہے

۶

جسے سایہ ملا بچپن میں بوطالب کے داماں کا
لقب پایا جواں ہوکر نبی سے کل ایماں کا
علی پیدا ہوئے جس دم مٹی باطل کی تاریکی
مقدر جگمگایا نور حق سے بیت یزداں کا

۷

منافق کی ولا رکھتے نہیں دل کے خزانے میں
یہی دستور مومن کا رہا ہر اک زمانے میں
ہر اک غاصب پکڑ جائیگا وہ میدان محشر میں
تھا شامل جو بھی حق فاطمہ زہرا دبانے میں

۸

اے دشمن اللہ یہ کیا تجھ کو ہوا ہے
تلوار لیے قتل محمد پہ تلا ہے
میں کیسے مسلمان اسے مان لوں عزمیؔ
شک جس نے محمد کی نبوت میں کیا ہے

۹

قسم خدا کی مدینہ تلاش کرتا ہوں
نجات کے لئے زینہ تلاش کرتا ہوں
نصیب جس کی جلا سے مرا چمک اٹھے
ہر اک نفس وہ نگینہ تلاش کرتا ہوں

۱۰

دل کی دنیا میں مدینہ کو بسائے رکھیے
ذکر سرکار سے محفل کو سجائے رکھیے
تیرگی آنے نہ پائے کبھی باطل کی قریب
شمع ایمان کی ہر وقت جلائے رکھیے

۱۱

قوت بازوئے شاہ بحر و بر پیدا ہوا
خانہ اللہ میں اک شیر نر پیدا ہوا
مصطفی تنہائی روز احد کیوں سوچیے
فضل حق سے آپ کا سینہ سپر پیدا ہوا

۱۲

آج میخانہ کا میخانہ گلابی ہوگیا
جس نے ساقی کی طرف دیکھا شرابی ہوگا
وہ ہوئے غیروں کے حامی جن کی تھی مٹی خراب
میری طینت پاک تھی میں بوترابی ہوگیا

۱۳

ہم دیکھتے ہیں سینہ آب فرات پر
عباس کا ہے نقش حباب فرات پر
بھاگیں نہ کیوں یہ سن کے تعفن کے قافلے
خوشبو ٹہل رہی ہے گلاب فرات پر

۱۴

عاشق شبیر جو ہے وہ بشر مرتا نہیں
موت آنے کو تو آتی ہے مگر مرتا نہیں
زندہ جاوید رہتا ہے ہمیشہ وہ بشر
کیونکہ عشق آل احمد کا اثر مرتا نہیں

۱۵

وقت تو آ ہی چکا آپ کے آجانے کا
پرچم دین خدا دہر میں پھیلانے کا
کیوں نہیں آتے ہو بتلا دو خدا را ہم کو
کیا ارادہ ہے ہمیں اور بھی تڑپانے کا

۱۶

اے نجف کی پاک وادی تیری گلیاں دیکھ کر
آسماں والے ہوئے جاتے ہیں قرباں دیکھ کر
اللہ اللہ رفعت آرام گاہ بوتراب
آسماں ہے سرنگوں مولا کا ایواں دیکھ کر

۱۷

پی کے میخانہ سے وہ بادہ احمر نکلے
عشق شبیر کی مئے کا لئے ساغر نکلے
دیکھتے دیکھتے خوشبو میں فضا ڈوب گئی
جب بھی لہراتے ہوئے زلف معنبر نکلے

۱۸

آج گلشن میں گل مدحت کو خنداں دیکھ کر
نغمہ زن بلبل ہے فصل نو بہاراں دیکھ کر
اب علی کو جانشیں اپنا بنائیں گے نبی
کارواں روکا گیا ہے خم کا میداں دیکھ کر

۱۹

ہم سے نہ پوچھو رتبہ ذیشاں حسین کا
خود رب دو جہاں ہے ثناخواں حسین کا
عزمیؔ جہاں فرشتوں کی پیشانیاں ہیں خم
کعبہ سے کم نہیں ہے وہ ایواں حسین کا

۲۰

علی سے پہلے عبادت کا انتظام نہ تھا
خدا کا خوف محمد کا احترام نہ تھا
نماز ہوتی بھی قائم تو کس طرح ہوتی
خدا کا گھر تو بنا تھا مگر امام نہ تھا

۲۱

آمنہ خاتون کا مہر منور چاہیے
فاطمہ بنت اسد کا ماہ انور چاہیے
جس کی نکہت پر ریاض دین و ایماں ہو نثار
وہ ابو طالب کے گلشن کا گل تر چاہیے

۲۲

ہٹکر علی سے غیر کی الفت کا راستہ
بلی نہ کاٹ دے تری قسمت کا راستہ
در پر علی کے چھوٹ گئی راہ خلد کی
ڈھونڈا کرو تراہے پہ جنت کا راستہ

۲۳

ہر جگہ دیں کا نگہبان نظر آتا ہے
کفر حیران و پریشان نظر آتا ہے
اس طرح دوش نبی پر ہیں علی کعبہ میں
جیسے قرآن پہ قرآن نظر آتا ہے

۲۴

سمجھ میں آ نہیں سکتا ہے ایمان ابوطالب
ہر اک کو ہو نہیں سکتا ہے عرفان ابو طالب
نبی عصر ہوتے ہیں امام وقت ہوتے ہیں
جو پل جاتے ہیں بچے زیر دامان ابوطالب

۲۵

خدا رکھے سلامت تا قیامت شاہ والا کی
حکومت ہر جگہ ہے کربلا میں راجدھانی ہے
حسین ابن علی آئے سفینہ صبر کا لے کر
کہ دیکھیں ظلم کے دریا میں آخر کتنا پانی ہے

۲۶

سرمہ حوران جنت خاک پائے فاطمہ
ہم گنہگاروں کو کافی ہے ردائے فاطمہ
ہم نے مانا دست حیدر فاتح بدر و احد
فتح میدان نصارا زیر پائے فاطمہ

۲۷

حق مانگنے دربار میں صدیقہ گئیں ہیں
حاکم ہے کہ باتوں پہ توجہ نہیں کرتے
آجائے نہ پھر سامنے ہذیان کی تہمت
کاغذ کا قلم کا کبھی چرچا نہیں کرتے

۲۸

عدو جو تھوک دے منھ پر تو چھوڑ دے اس کو
جو اک قدم بھی بلا مرضی خدا نہ چلے

خدا کا شیر یوں محو نماز ہوتا ہے
کہ تیر کھینچ لیا جائے اور پتا نہ چلے

۲۹

تم نے بدلے ہیں راستے اپنے
اس لیے مشکلوں نے گھیرا ہے

بغض حیدر نکال دو دل سے
مان جاؤ ابھی سویرا ہے

۳۰

محبتوں کے سمندر میں پاک ہوجاتا
جو تیرا دل در حیدر کی خاک ہوجاتا

کتاب کافی ہے تو کیوں لبوں پہ نعرہ ہے
اگر نہ ہوتے علی میں ہلاک ہوجاتا

۳۱

جو کوئی دامن پنجتن چھوڑ دے
وہ زمیں آسماں کا چمن چھوڑ دے

جس کو آدم کے سجدے سے انکار ہے
وہ فرشتوں کی اب انجمن چھوڑ دے

۳۲

جفا وظلم کرنے کو وہ طیبہ میں نہیں جاتے
وہ داعش کی طرح ہرگز محلہ میں نہیں جاتے

ذرا بھی عشق اہل بیت سے ہوتا انھیں عزمؔی
جلانے فاطمہ کا گھر مدینہ میں نہیں جاتے

۳۳

کعبہ گواہ مسجد و منبر گواہ ہیں
ہم پاسبان دین رسالت پناہ ہیں

بن کر امیر شام بھی محتاج ہے کوئی
ہم بوریا پہ بیٹھ کے بھی بادشاہ ہیں

۳۴

کون وہ لوگ تھے جو بعد رسول اکرم
دین اسلام کو اک کھیل بنا ڈالا تھا

جاؤ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھو
کس نے قرآن جمع کرکے جلا ڈالا تھا

۳۵

عقل سے کام لے مومن ابھی سویرا ہے
رہ نجات پہ بھی رہزنوں کا ڈیرا ہے
جو کہتا ہے میرے آقا کو اپنے جیسا بشر
وہ کلمہ گو نہیں ایمان کا لٹیرا ہے

۳۶

غیر تحقیق کو تحقیق نہیں کہتے ہیں
غیر تصدیق کو تصدیق نہیں کہتے ہیں
ہم تو سچے ہی کو صادق کا لقب دیتے ہیں
ہم کبھی جھوٹوں کو صدیق نہیں کہتے ہیں

۳۷

دشمن آل محمد سے ہے نفرت ہم کو
ہو نہیں سکتی ستمگاروں سے الفت ہم کو
جس پہ اللہ نے قرآن میں لعنت کی ہے
اس پہ تا روز ابد کرنا ہے لعنت ہم کو

۳۸

لوگ گر عامل ارشاد پیمبر ہوتے
ایک اسلام میں فرقے نہ تہتر ہوتے
ہوتا کونین میں ہر ایک کا اک نصب العین
آج حالات مسلمانوں کے بہتر ہوتے

۳۹

اے خدا آنکھ میں وحدت کا نگینہ رکھدے
دل میں کعبہ تو کلیجے میں مدینہ رکھدے
بالیقیں دولت دنیا کی نہیں مجھ کو طلب
صرف ایمان کا سینے میں خزینہ رکھدے

۴۰

دوزخی ہے چاہے اپنا چاہے بیگانہ کہے
مرسل اعظم کو جو مجنون و دیوانہ کہے
وہ یزیدی ہے نبی کی آل کا دشمن ہے وہ
واقعات کربلا کو جو بھی افسانہ کہے

۴۱

متاع شورغم دل ہے کتنی شان کے ساتھ
گلاب جیسے کہ رکھا ہو زعفران کے ساتھ
مجھے سمجھنے ہیں اوصاف فکر و فن کے بھی
ابھی تو جنگ ہے تقدیر بے امان کے ساتھ

۴۲

چھٹتا ہے وطن سبط رسول دو جہاں سے
خالی نہیں ہے کوئی مکاں آہ و فغاں سے
اک حشر کا عالم تھا لحد کانپ رہی تھی
رخصت ہوئے جب سبط نبی تربت ماں سے

۴۳

مثل قرآں کوئی کتاب نہیں
یعنی اس کا کوئی جواب نہیں
ساری دنیا میں ڈھونڈ کر دیکھو
دوسرا کوئی بوتراب نہیں

۴۴

عمر الیاس کا جب تک ہے سفینہ باقی
حجت حق کے ہونے کا قرینہ باقی
خاتم مہر نبوت پہ جلا دینے کو
حق نے رکھا ہے ابھی ایک نگینہ باقی

۴۵

کیوں غیر کو لے آتے ہو عترت کے برابر
ہو سکتا نہیں جھوٹ حقیقت کے برابر
زندہ جو رہے آل محمد کی ولا پر
تو موت بھی ہے شہد کی لذت کے برابر

۴۶

لوح خلوص ہے مرا سینہ بنا ہوا
حسن عمل سے دل ہے نگینہ بنا ہوا
عشق نبی کے فیض کا اعجاز دیکھئے
یہ پیکر یقیں ہے مدینہ بنا ہوا

۴۷

لوح ثنا پہ روکش تنویر بن گئے
ممدوح کے جمال کی تصویر بن گئے
توصیف اہل بیت میں الفاظ منتشر
اکجا ہوئے تو آیت تطہیر بن گئے

۴۸

بزرگوں کے یہ ہاتھوں کا سنوارا مدرسہ
قوم کی ہر فرد کو دل سے ہے پیارا مدرسہ
آسمان علم پر اللہ نے چاہا اگر
چاند کے مانند چمکے گا ہمارا مدرسہ

۴۹

فصل آتی ہے جو تاڑوں پہ نظر آتے ہیں　　کفر کے ساتھ اکھاڑوں پ نظر آتے ہیں
کیا انھیں فاتح اعظم کا لقب دیتے ہو　　رن جو پڑتا ہے پہاڑوں پہ نظر آتے ہیں

۵۰

یادگار بت شکن کو آج آنا چاہیے　　کفر پر اسلام کا سکہ جمانا چاہیے
منحصر ہے آپ کا آنا قیامت پر اگر　　کل جو آنی ہے قیامت آج آنا چاہیے

۵۱

با ادب آتے ہیں اس جا پہ محبان حسین　　سر جھکاتے ہیں یہاں آکے غلامان حسین
یہ بنایا گیا ہے فرش زمیں پر لیکن　　عرش اعظم سے بھی اونچا ہے ایوان حسین

۵۲

آئی بہار جانفزا کھلنے لگی کلی کلی　　چلنے لگی نسیم صبح بسنے لگی گلی گلی
کانٹوں کا ذکر کیا وہاں سب کی زباں پہ تھا یہی　　ناد علی علی علی ناد علی علی علی

☆☆☆

متفرقات

خدا نے خلق کیا اپنی بندگی کے لیے
فرشتہ ہو کے تلا ہے وہ سرکشی کے لیے
کچھ اس طرح سے ہے لعنت کا طوق گردن میں
کوئی بھی لمحہ نہیں چین زندگی کے لیے
پلٹ کے اپنا عمل خود کو غرق کر دے گا
کنواں نہ کھودنا ہرگز کبھی کسی کے لیے

☆☆☆

ایک دن وہ آئے گا جس دن یہودیوں کے ساتھ
خلق سے نسل سعودی بھی مٹا دی جائے گی
وارث کعبہ کی غیبت ختم ہو لینے تو دو
غاصب کعبہ تری گردن اڑا دی جائے گی
ذمہ دار انہدام البقیعہ جو بھی ہے
اس کو زندہ کر کے رسوا کن سزا دی جائے گی

☆☆☆

بغض حیدر سے ہیں دل جن کے بھی کالے ساقی
باغ جنت کے نہ دیکھیں گے اجالے ساقی
ساغر عشق علی ان کو میسر ہو کہاں
جن کے دروازہ قسمت پہ ہیں تالے ساقی
بحر عصیاں میں کہیں ڈوب نہ جائے عزمیؔ
کشتی آل محمد پہ بٹھا لے ساقی

☆☆☆

پار کشتی ستمگار کہاں ہوتی ہے
پانی میں ریت کی دیوار کہاں ہوتی ہے
جس کو مولود حرم سے ہے عداوت سن لو
اس کی ماں صاحب کردار کہاں ہوتی ہے
بغض سردار جوانان جناں سے ہے جسے
قوم وہ خلد کی حقدار کہاں ہوتی ہے

☆☆☆

گر لوٹتے ہو باغ فدک لوٹ لو مگر
جاگیر باغ خلد پہ قبضہ انھیں کا ہے
عرش علیٰ کی شکل میں رفعت انھیں کی ہے
شمس و قمر کی شکل میں جلوہ انھیں کا ہے

تعظیم ان کی کرتے ہیں سلطان انبیاء — اتنا بلند دہر میں رتبہ انھیں کا ہے
پہنچائے گا جو کوثر و تسنیم تک ہمیں — عزمیؔ قسم خدا کی سفینہ انھیں کا ہے

☆☆☆

یہ حقیقت ہے کہ واقف اس سے ہر انسان ہے — جو ہے قلت کا مخالف بس وہی شیطان ہے
آیئے جنگ احد کا جائزہ تو لیجیے — کون بھاگے گا اور کس کے ہاتھ میں میدان ہے
سن کے لفظ یا علی بدعت نہ کہنا پھر کبھی — ورنہ سن لیجیے منافق کی یہی پہچان ہے

☆☆☆

خدا خانے کا بانی صاحب تقدیر ہوتا ہے — محل فردوس میں اس کے لیے تعمیر ہوتا ہے
کب تک رہے گا مہر امامت حجاب میں — ہل چل مچی ہے دین رسالت مآب میں
جو منتظر ہیں ان کے ہیں دل اضطراب میں — مشکوک جو ہیں جان ہے ان کی عذاب میں
کعبہ سیاہ پوش فلک نیلہ پوش ہے — اور ہوگئی فراق میں قرآں خموش ہے
الیاس چاہ میں ہیں گرفتار اک طرف — تکتے ہیں راہ خضر طلبگار اک طرف
ادریس زندگی سے ہیں بیزار اک طرف — عیسیٰ پڑے ہیں عشق میں بیمار اک طرف
ڈھونڈھا ہزار دشت و در و کوہسار میں — اصحاب کہف بیٹھ رہے تھک کے غار میں

☆☆☆

Wahi Azmi Jo Tha Buland Iqbaal

By

Faizan Jafar Ali

تصویر میں داہنے سے: جناب ظہور مہدی، فیضان جعفر علی، مولانا غلام حسنین،
جناب امانت مہدی مرحوم، مداح اہل بیت جناب اقبال مہدی عزمی معروفی مرحوم

Urdu & Persian Research Organization
Purana Pura (Pura Maroof) Kurthi Jafar Pur Mau U.P. India